وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

مومنات کا حج

www.KitaboSunnat.com

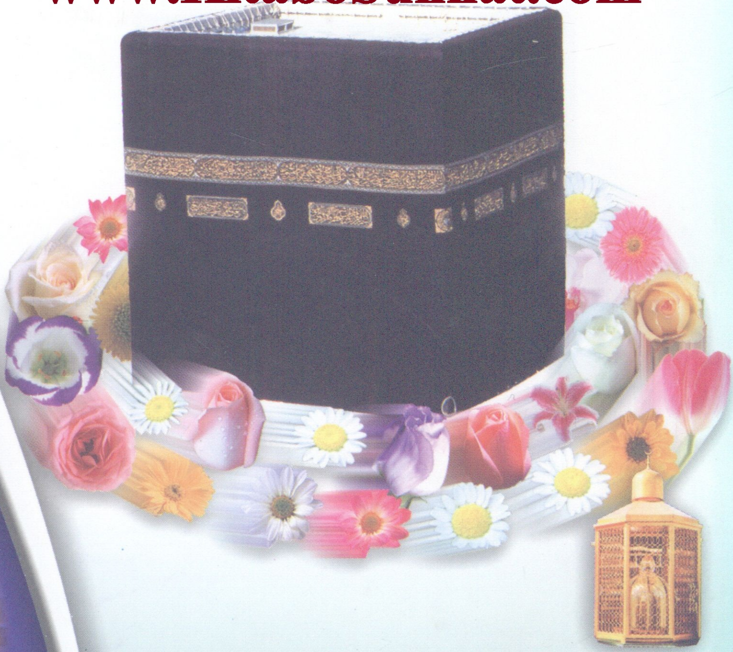

احادیث صحیحہ کی روشنی میں مسلمان عورت حج کیسے کرے

حج وعمرہ سے متعلق خاتون اسلام کے امتیازی مسائل

تالیف : خالد بن عبدالعزیز المسلم

ترجمہ
حافظ محمود تبسم

ترمیم ونظرثانی
أبوالحسن مبشر احمد ربانی

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

دارالابلاغ کی یہ
ایمان افروز کتابیں
بھی پڑھیں
اور اپنے گھروں کی زینت بنائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ

[illegible]

نمبر ....

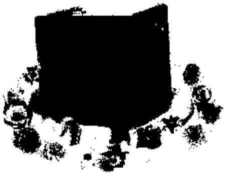

مومنات کا حج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں

نام کتاب .... مومنات کا حج

تالیف .... خالد بن عبدالعزیز المسلم

ترجمہ .... حافظ محمود تبسم

نظر ثانی .... ابوالحسن مبشر احمد ربانی

اعداد وترتیب .... محمد طاہر نقاش

تحقیق وتخریج .... نصیر احمد کاشف

اشاعت اول .... اکتوبر 2006ء

قیمت .... 176 روپے

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

• لاہور: دارالاندلس۔ مرکز القادسیہ 7230549۔ دارالسلام شوروم 7232400۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585۔ مکتبہ سلفیہ 7237184۔ کتاب سرائے 7320318۔ اسلامی اکیڈمی 7357587۔ نعمانی کتب خانہ 7321865۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228۔ مکتبہ دارالھدیٰ 7639557۔ الکریم کیسٹ لائبریری 6385526۔
• راولپنڈی: تجلیات حبیبہ کشمیری بازار۔ 5535168۔ • اسلام آباد: مسعود اسلامک کس 2261356۔ • فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار، 631204۔ مکتبہ اہل حدیث 041-2624007۔ • گوجرانوالہ: مکتبہ دارالایمان 0300-7571795, 3034-7657395۔ • کراچی: مکتبہ نور حرم 4965724۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز 778/137، مکتبہ دارالقرآن، 021-2211998، علمی کتب خانہ اردو بازار۔ • پشاور: معراج کتب خانہ 214720۔

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان 0300 4453358

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومنات کا حج

أحادیثِ صحیحہ کی روشنی میں مسلمان عورت حج کیسے کرے؟

حج و عمرہ سے متعلق خاتونِ اسلام کے امتیازی مسائل

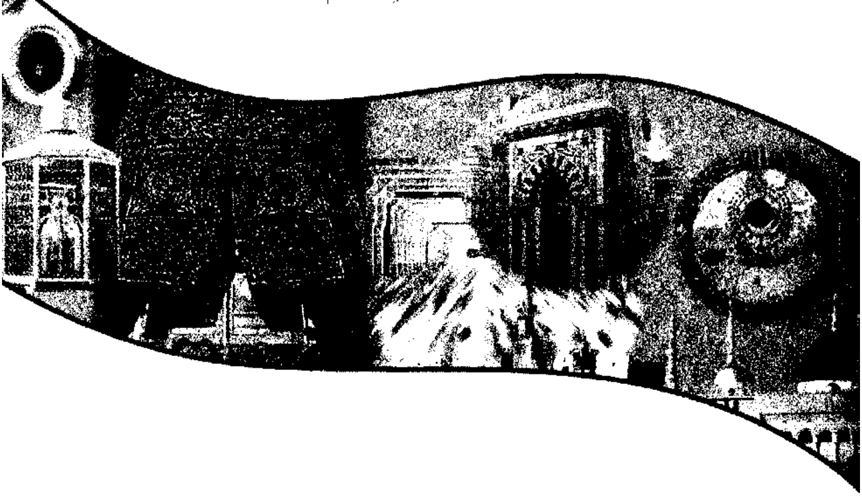

تالیف : خالد بن عبدالعزیز المسلم

ترجمہ
حافظ محمود تبسم

ترمیم و نظرثانی
أبو الحسن مبشر احمد ربانی

DARULIBLAGH

دار الابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی اد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینہ

مومنات کا حج

❀ حرفِ تمنا ۱۵

❀ تقریظ: فضیلۃ الشیخ ابوالحسن مبشر احمد ربانی ۱۷

❀ حرفے چند: ابوضیاء محمود احمد غضنفر ۱۹

❀ تقریظ: فضیلۃ الشیخ الدکتور خالد بن علی بن محمد المشیقح ۲۰

❀ مقدمہ از خالد بن عبدالعزیز بن مسلم البراہیم ۲۱

باب: ۱

فضائلِ حج

❀ گناہوں کی بخشش ۲۳

❀ حج مبرور کا بدلہ جنت ۲۴

❀ حج، افضل عبادات میں سے ۲۴

❀ حج ایک جہاد ۲۵

❀ غربت اور گناہ ختم ۲۶

❀ حج کا ہر خرچہ اللہ کی راہ میں شمار ۲۷

❀ بے حدو حساب نیکیاں ۲۷

❀ گزشتہ گناہ منہدم ۲۸

❀ حاجی اللہ کے وفد ۲۸

❀ حاجی اللہ کی ضمانت میں ۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ محروم نہ ہونا ۲۹

○ عوارض اور رکاوٹوں سے پہلے پہلے ادائیگیٔ حج ۳۲

❀ کیا حج فوراً واجب ہے؟ ۳۴

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ۳۵

○ حج مبرور کی شرائط ۳٦

❀ اخلاصِ نیت ۳۷

❀ سنت مبارکہ کی موافقت ۳۸

❀ پردہ وحجاب اور عفت و پاک دامنی ۴۰

❀ خالص توبہ ۴۰

❀ نیک رفیق سفر ۴۰

❀ جگہ ووقت کی عظمت کا احساس ۴۱

❀ حلال مال ۴۲

❀ گناہوں سے اجتناب ۴۳

❀ ذکر الٰہی ۴۴

❀ متفرق عبادات کی ادائیگی ۴۵

❀ اخلاقِ حسنہ ۴۸

❀ اہم تنبیہ ۵۰

باب : ۲

حج کی تعریف واقسام

❀ لغوی معنیٰ ۵۱

❀ شرعی تعریف ۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ حج کی تاریخ فرضیت ۵۱
❀ حج کو واجب کرنے والی شرائط ۵۲
❀ عورت کے محرم ۵۵
❀ عدت میں مشغول عورتیں ۵۷
❀ حج بدل ۵۸
○ اقسامِ حج ۶۰
❀ حج تمتع ۶۰
❀ حج افراد ۶۰
❀ حجِ قران ۶۱
❀ افراد اور قران میں فرق ۶۱
❀ تمتع اور قران میں فرق ۶۲

باب : ۳

احرام اور اس کے احکام

❀ احرام کی تعریف اور حکم ۶۵
❀ وجہ تسمیہ ۶۵
❀ مواقیت حج ۶۵
❀ مواقیت زمانیہ ۶۶
❀ حج کے مہینوں سے پہلے احرام ۶۷
❀ مواقیت مکانیہ ۶۷
❀ اہل حرم کا میقات ۶۹
❀ ایک غلطی کا ازالہ ۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ کون سی قسم افضل؟ 72

❀ حیض کا عارضہ لاحق ہو جائے تو 74

❀ ایک دعاء 74

❀ احرام سے پہلے غسل 75

○ احرام کے وقت نماز 79

❀ احرام کا لباس 79

❀ نقاب اور دستانے 80

❀ تقوے کا لباس 83

❀ عورت کے لیے خوشبو 84

❀ تکلف کی ضرورت نہیں 85

○ حج وعمرہ میں کوئی شرط لگانا 87

○ احرام کی پابندیاں 90

❀ کسی پابندی کی خلاف ورزی 92

❀ اہم نوٹ 96

❀ احرام ایک دعوت فکر 97

باب : 4

مناسک حج کا آغاز

❀ تلبیہ 101

❀ اس کا حکم 101

❀ تلبیہ کا وقت 101

❀ تلبیہ کا مرتبہ 102

❀ تلبیہ کے مسنون الفاظ 103

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ تلبیہ کا مفہوم ۱۰۵
❀ عورت اور تلبیہ ۱۰۶
❀ تلبیہ کے خصوصی مواقع ۱۰۸
❀ تلبیہ کا اختتام ۱۰۸
❀ طواف ۱۰۹
❀ طواف کا حکم ۱۱۱
❀ مکہ میں داخلہ ۱۱۱
❀ حجر اسود کا استلام ۱۱۳
❀ استلام کے وقت کیا کہے؟ ۱۱۵
❀ استلام سے مقصود ۱۱۶
❀ ہجوم زیادہ ہو تو ۱۱۸
❀ طواف کے دوران رمل کرنا ۱۱۹
❀ طواف کے دوران دعاء ۱۲۰
❀ طواف کے دوران گفتگو ۱۲۲
❀ چکروں کی تعداد میں شک ۱۲۴
❀ طواف کے لیے نیت ۱۲۵
❀ طواف' حطیم کے باہر سے ۱۲۵
❀ طواف درمیان میں رہ جائے تو ۱۲۶
❀ دورانِ طواف کوئی کام ۱۲۶
○ طواف کی دو رکعتیں ۱۲۸
❀ ان کا حکم ۱۲۸
❀ عورت یہ نماز کہاں پڑھے؟ ۱۲۹
○ طواف ایک لمحہ فکریہ ۱۳۱
○ صفا و مروہ کے درمیاں سعی ۱۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ❀ اس کا حکم ۱۳۴
- ❀ صفا کے پاس پہنچ کر کیا کہے؟ ۱۳۵
- ❀ کیا عورت پہاڑی چڑھے؟ ۱۳۵
- ❀ سعی کے درمیان اذکار ۱۳۷
- ❀ سعی کے لیے طہارت ۱۳۸
- ○ سعی اور دعوتِ فکر ۱۴۰
- ❀ ام اسماعیل کا صبر ۱۴۱
- ○ سر کے بال کتروانا اس کا حکم ۱۴۴
- ❀ اس کی حکمت ۱۴۴
- ○ بال کتروانا ایک دعوت فکر ۱۴۶

باب : ۵

مکے سے باہر مناسکِ حج

- ❀ یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) ۱۴۹
- ❀ وجہ تسمیہ ۱۵۰
- ❀ ایامِ حج کے نام ۱۵۱
- ❀ وقوف عرفہ ۱۵۳
- ❀ اس کا حکم ۱۵۳
- ○ وقوف کی جگہ ۱۵۴
- ❀ جبل رحمت کی حیثیت ۱۵۵
- ❀ عرفہ میں داخلے کا وقت ۱۵۶
- ❀ دورانِ وقوف دعاء مانگنا ۱۵۷
- ❀ بہترین دعاء ۱۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ ہاتھ اٹھا کر دعاء ۱۵۸
❀ دعاء کے علاوہ مصروفیت ۱۵۹
❀ وقوفِ عرفہ کی مدت ۱۶۱
❀ چند جامع دعائیں ۱۶۳
○ یوم عرفہ.....لمحہ فکریہ ۱۶۸
○ مزدلفہ میں رات گزارنا ۱۷۲
❀ اس کا حکم ۱۷۲
❀ مغرب وعشاء اکٹھی ۱۷۳
❀ مزدلفہ کی رات سونا ۱۷۴
❀ کمزوروں کے لیے رخصت ۱۷۵
❀ صبح کی نماز اول وقت میں ۱۷۸
❀ منیٰ کی طرف روانگی ۱۷۹
❀ مزدلفہ میں وقت پر آمد نہ ہوتو ۱۸۰
❀ وادی محسر سے گزرتے وقت ۱۸۲
○ مزدلفہ میں پڑاؤ' ایک سبق آموز منظر ۱۸۴

باب : ٦

عید کا دن اور چار مناسک

❀ جمرہ عقبہ (بڑے ستون) پر کنکریوں کی بارش ۱۸۷
❀ کنکریاں کہاں سے اٹھائے؟ ۱۸۸
❀ کنکریاں دھونا ۱۸۸
❀ کنکریاں مارنے کا طریقہ ۱۸۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ کنکریاں مارنے کا وقت ۱۹۰
○ قربانی کرنا ۱۹۳
❀ اس کا حکم ۱۹۳
❀ قربانی کا جانور ۱۹۴
❀ قربانی کی جگہ ۱۹۵
❀ قربانی کتنے دن تک؟ ۱۹۶
❀ بال کتروانا ۱۹۶
❀ عید والے دن کے کام ۱۹۶
❀ حج تمتع والی کی سعی ۱۹۷
❀ اگر ترتیب نہ رہے تو ۱۹۷
○ طوافِ افاضہ ۱۹۹
❀ اس کا حکم ۱۹۹
❀ طوافِ افاضہ کا وقت ۲۰۰
○ آبِ زم زم ۲۰۲

باب : ۷

منیٰ کے مسافر

❀ اس کا حکم ۲۰۵
❀ میدان منیٰ بھر جائے تو ۲۰۶
❀ رمی جمار (تینوں ستونوں پر کنکریاں مارنا) ۲۰۸
❀ رمی جمار کا وقت ۲۰۸
○ کنکریاں مارنے کے وقت کچھ تنبیہات ۲۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ رات کے وقت رمی کرنا ۲۱۱
❀ روزانہ کنکریاں اٹھائے ۲۱۱
❀ کنکریوں کا حجم ۲۱۲
❀ ہر کنکری الگ الگ ۲۱۲
❀ دائیں ہاتھ سے کنکریاں مارنا ۲۱۳
❀ کنکریاں مارتے وقت ذکر الٰہی ۲۱۴
❀ کنکریوں کے علاوہ کسی چیز سے رمی کرنا ۲۱۴
❀ چند ضروری باتیں ۲۱۵
❀ کسی کو نائب بنانا ۲۱۶
❀ کیا یہ درحقیقت شیطان ہیں؟ ۲۱۷
❀ کون سی دعاء؟ ۲۱۷

باب : ۸

حج کا آخری مرحلہ

❀ طوافِ الوداع ۲۱۹
❀ اس کا حکم ۲۱۹
❀ تعجیل اور تاخیر ۲۱۹
❀ طوافِ الوداع اور حائضہ عورت ۲۲۱
❀ طوافِ الوداع دوبارہ پھر ۲۲۲
❀ آبِ زم زم ساتھ لانا ۲۲۳
❀ طواف سے فارغ ہو کر باہر کیسے نکلے؟ ۲۲۴
❀ واپسی کے دوران ذکر الٰہی ۲۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ وطن واپس پہنچ کر ۲۲۶
○ طواف الوداع کے بعد ذہنی کیفیت ۲۲۸

باب : ۹

حجِ نبوی اور تہذیبِ نسواں کے دس پہلو

❀ اسلام کی تعلیم اور دعوت میں عورت کا کردار ۲۳۲
❀ عبادت الٰہی کے لیے اولاد کی تربیت ۲۳۴
❀ والدین سے حسنِ سلوک پر نیک عورت کی حرص ۲۳۸
❀ احکامات اسلامیہ سیکھنا اور سوال کرنا ۲۴۲
❀ خاوند کی خدمت اور اظہارِ محبت ۲۴۵
❀ پردے کا اہتمام اور آدمیوں سے دوری ۲۴۹
❀ نیکی سے محرومی پر اظہار ندامت اور اس کا تدارک ۲۵۳
❀ طبیعتِ نسواں کا مکمل لحاظ ۲۵۴
❀ مسلمانوں کے فیصلوں میں تعاون ۲۵۸
❀ مشکلات برداشت کر کہ اللہ کا سودا قیمتی ہے ۲۶۲
❀ دعائے عاجزانہ ۲۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ تمنا

مومنات کے لیے خاص تحفہ ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دارالابلاغ اس سے قبل خواتینِ اسلام کے متعلق متعدد مفید' دیدہ زیب اور قرآن و حدیث کے پھولوں اور کلیوں سے آراستہ خوبصورت کتب آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہے۔ ان ہی کتبِ مفیدہ کی کڑی یہ کتاب بھی ہے۔ جو اپنے منفرد انداز میں جہاں خاتونِ اسلام کو اسلام کے بنیادی ارکان میں سے اہم رکن حج کی ادائیگی کا طریقہ بتاتی ہے وہاں اس کی روحانی و اخلاقی تربیت بھی کرتی ہے۔ اور یہ بھی بتاتی ہے کہ ارکان حج سے کیا کیا اسباق و نتائج برآمد ہوتے ہیں اور یہ کہ حج کا ہر رکن ہمیں عملی زندگی میں کس بات پر غور و فکر اور عمل کی دعوت دیتا ہے۔ کتاب ضعیف احادیث سے پاک ہے۔ ہر بات کا حوالہ ساتھ ہی درج ہے۔ مکمل تحقیق و تخریج کے ساتھ ساتھ فٹ نوٹ میں بعض تشنہ باتوں کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

الحمد للہ! اپنے مطالعے کی حد تک ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس سے قبل خواتین اور ان کے مسائل کو سامنے رکھ کر اس طرز کی کتاب نظر سے نہیں گزری۔ یہ شرف اور عزت' اللہ کریم نے دارابلاغ کے نصیب میں کیا ہے کہ وہ ایسی منفرد' مفید' تحقیقی' خوبصورت و جامع' عام فہم اور خواتین کے حج سے متعلق تمام مسائل کا احاطہ کرنے والی یہ کتاب' آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ اللہ کریم اسے قبول کرے اور میرے والد مرحوم کو ان کاوشوں کا اجرِ عظیم عطاء فرمائے۔ اور خواتینِ اسلام کو اس سے ہر طرح کی راہنمائی حاصل کر کے فریضہ حج احسن انداز میں ادا کرنے کی سعادت نصیب کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

کتاب ''حج المراۃ المسلمۃ ......'' اگرچہ عربی زبان میں بہت دلنشیں و جامع انداز میں لکھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے لیکن فاضل نوجوان مولانا محمود احمد تبسم حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اردو کے قالب میں اس خوبصورت انداز سے ڈھالا ہے کہ قاری کو ترجمہ کا گمان ہی نہیں گزرتا' بلکہ وہ یوں محسوس کرتا ہے جیسے وہ ڈائریکٹ اصل عربی کتاب کا مطالعہ ہی کر رہا ہے۔ اللہ کریم ان کے علم و عمل میں برکت کرے۔ آمین

خادم کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۱۸ دسمبر ۲۰۰۴

لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

''یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت عمدہ اور جامع ہے''

از

فضیلۃ الشیخ ابوالحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:

زمانہ جاہلیت میں عورت کی عزت و وقار کو خاک آلود کر دیا گیا تھا اور اسے ظلم و استبداد اور بربریت و وحشت کے نشیب و فراز سے گزار جاتا تھا۔ باپ اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں زندہ درگور کر دیا کرتا تھا۔ اسلام کی نعمت آتے ہی اسے شرف و عزت سے نواز دیا گیا۔ اور ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے مقام ذی شان عطاء کیا گیا۔ حقوق نسواں جو اسلام نے دیے ہیں وہ دنیا کے کسی بھی دین و مذہب میں موجود نہیں۔

الغرض اسلام ہر لحاظ سے پاکیزہ اور صاف ستھرا دین ہے اور تمام ادیان سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ اس میں عقائد اور عبادات اور معاملات و بیوع وغیرھا کے تمام احکام موجود ہیں۔ اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں اور ان ارکان خمسہ میں سے حج بیت اللہ بھی ہے۔ جو شخص صاحب استطاعت ہے اس پر فریضہ حج ادا کرنا لازمی امر ہے۔ حج کے حوالے سے کئی ایک علماء ذی وقار نے شاندار تالیفات مرتب کی ہیں اور کسی نے اس صدقہ جاریہ میں حسب استطاعت حصہ ڈالا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب میں احکام حج کو بالعموم اور خاتون کے حوالے سے احکام بالخصوص بیان کیے ہیں۔ یہ کتاب ایک مقدمہ اور نو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں حج کے فضائل کو واضح کیا گیا ہے، دوسرا باب حج کی تعریف و اقسام، تیسرا باب احرام اور اس کے احکام، چوتھا باب مناسک حج، پانچواں باب مکہ سے باہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسک حج' چھٹا باب عید کا دن اور چار مناسک' ساتواں باب منیٰ کے مسافر' آٹھواں باب حج کا آخری مرحلہ اور نواں باب حج نبوی اور تہذیب نسواں کے دس پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

الغرض یہ کتاب حج پر بڑی جامع اور عمدہ نوعیت کی حامل ہے اور بڑے آسان و سہل پیرائے میں احکام کو سموئے ہوئے ہے۔ اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ عورت کے احکام حج بالخصوص اس میں بیان کیے گئے ہیں کہ عام طور پر مروجہ کتب میں جن کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اور ہر باب کے اختتام پر عورتوں کے لیے سبق آموز درس عبرت ہے۔ امید ہے کہ خواتین اسلام اس کتاب کو پڑھ کر احکام حج سے کماحقہ واقف ہوں گی اور اپنی دیگر اسلامی بہنوں کو بھی یہ کتاب پڑھوائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف' ناشر' مترجم اور عامۃ الناس کے لیے توشہ آخرت بنائے۔ اور شب و روز ایسی کتب شائع کرنے کی ہمت عطاء فرمائے۔ اور بھائی طاہر نقاش کی شبانہ روز محنت نے اسلام کی ترویج و اشاعت میں حصہ بقدر جثہ ڈال دیا ہے اور ان کی عمر' علم' عمل اور گھربار میں برکات کثیرہ اور انوارات جزیلہ عطا فرمائے۔ آمین

ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفا اللہ عنہ
رئیس مرکز ام القریٰ A' ۲۶۶ جی بلاک
سبزہ زار لاہور

❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ چند

از

ابوضیاء محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ تعالیٰ

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین و بعد!

حج اسلام کا ایک ایسا بنیادی رکن ہے جو ہر اس مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے جو صاحب استطاعت ہو۔ اس لیے اس کے مسائل سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے۔ تاکہ یہ فریضہ کتاب و سنت کی روشنی میں سرانجام دینے کی سعادت حاصل کی جا سکے۔ یوں تو فاضل مؤلف خالد بن عبدالعزیز المسلم حفظہ اللہ نے اپنی اس قابل قدر تالیف ''حج المرأۃ و معالم قبلہ و بعدہ'' میں مسلمان مرد و زن کے لیے مسائل حج کو بڑے احسن انداز میں بیان کیا ہے۔ لیکن مسلم خواتین سے متعلق مسائل کو زیادہ اجاگر کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور اس سے وہی احباب استفادہ کر سکتے تھے جو اس زبان سے واقفیت رکھتے ہیں' اردو دان طبقے کی افادیت کے لیے محترم جناب محمود احمد تبسم نے اسے نہایت عمدہ اور شستہ انداز میں اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ تاکہ یہ زبان سمجھنے والے احباب استفادہ کر کے حج مبرور کی سعادت حاصل کر سکیں۔

اسے زیور طباعت سے آراستہ کرنے کی سعادت دارالابلاغ لاہور کو حاصل ہو رہی ہے جو طباعت کی دنیا میں ایک اہم مقام پر فائز ہے۔ جسے بیشتر دینی' علمی' تربیتی اور جہادی کتابیں نہایت عمدہ انداز میں شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ مؤلف مترجم اور ناشر کی اس دینی خدمت کو شرفِ قبولیت عطاء کرے اور ان کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔

والله ولی التوفیق

ابوضیاء محمود احمد غضنفر دسمبر ۲۰۰۴ء

۱۸/۷ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاثر

فضیلۃ الشیخ الدکتور خالد بن علی بن محمد المشیقح[1]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

حمد و صلاۃ کے بعد:

میں نے اپنے محترم دوست اخی فی اللہ شیخ خالد بن عبدالعزیز المسلم کے تحریری شاہکار اور جوہر قلم کو اول تا آخر بنظر غائر پڑھا' تو ان کا یہ کتابچہ' جس کا عنوان ''حَجُّ الْمَرْأَۃِ وَمَعَالِمُ قَبْلَہٗ وَبَعْدَہٗ'' تجویز کیا گیا ہے' مجھے بہت پسند آیا اور میں اپنی دانست کے مطابق اسے انمول اور بیش قیمت رسالہ خیال کرتا ہوں یہ رسالہ مجموعی طور پر دو چیزوں پر مشتمل ہے:

1. اس میں ایک عظیم عبادت کے احکام واضح کیے گئے ہیں جن کا تعلق مسلمان عورت کے ساتھ ہے۔
2. اس عظیم عبادت کی ادائیگی کے دوران ایک مسلم عورت کو جن پندونصائح اور قابل توجہ امور کی ضرورت تھی' وہ بھی اس میں موجود ہیں۔

میں ہر مسلمان بہن کو وصیت کرتا ہوں کہ فریضہ حج کی ادائیگی کا موقع میسر ہو تو اس طرح کے کتابچے اپنے ہمراہ رکھے' تاکہ علم و بصیرت کی روشنی میں اس عبادتِ الٰہی کو سر انجام دے سکے اور اپنے حج کو مقبول و مبرور بنا سکے۔

اللہ تعالیٰ اس محنت و کاوش کی بدولت اس کے مؤلف کو احسن واعلیٰ جزا اور ثواب عطاء فرمائے اور قارئین کرام کے قلوب و اذہان کو اس سے معطر و منور فرمائے۔ (آمین)

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ

بقلم: خالد بن علی المشیقح

۱۴۲۱/۷/۲۴ھ

---

[1] آپ جامعہ ''الامام محمد بن سعود'' الاسلامیہ میں کلیۃ الشریعۃ واصول الدین'' کے معلم ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَکْمَلَ لَنَا الدِّیْنَ وَأَتَمَّ عَلَیْنَا النِّعْمَۃَ وَرَضِیَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِیْنًا وَأَوْضَحَ لَنَا تَعَالِیْمَہٗ وَأَرْکَانَہٗ وَنَوَاقِضَہٗ وَمُنَقِّصَاتِہٖ أَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ وَأَشْکُرُہٗ وَأَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ﷺ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

رشتہ اسلام سے منسلک ہر مرد و عورت کو خبر ہے کہ ہمارے دین اسلام نے حوا کی بیٹی یعنی عورت کو کس قدر عظیم شرف و عزت سے مالا مال کیا ہے۔ اسلام اور اہل اسلام کی مخالفت کرنے والے بدنصیب افراد کے سوا شاید ہی کوئی ایسا ہو جو اس حقیقت کو نظر انداز کرتا ہو۔

مذہب اسلام کی اسی خوبی کو دیکھ کر اہل کفر' کینہ و بغض سے بھرپور اہل نفاق' اور ان کے ہم رکاب لوگ غیظ و غضب کی آگ میں جھلس رہے ہیں' اپنا مال' وقت اور سوچ سب کا سب مسلم عورت کو اس اعلیٰ مقام سے نیچے گرانے کے لیے صرف کر رہے ہیں' ان کا نصب العین ہے کہ اس فضیلت و منزلت تک عورت کی رسائی کرانے والے راستے مسدود و بند کر دیئے جائیں...... غرضیکہ مسلم عورت کی اصلاح ان کے لیے پریشان کن اور اس کی عفت و پاکدامنی ان کے لیے اذیت ناک اور تکلیف دہ امر ہے۔

آج امت محمدیہ کے دشمن خاتون اسلام کی اخلاقی تعلیم و تربیت سے ہماری غفلت و کوتاہی کو اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں کہ اگر عورت کا کردار خراب نہیں ہو رہا تو کم از کم یہ خوشی کی بات ہے کہ وہ اعلیٰ کردار کی حامل بھی نہیں رہی۔ یوں جب عرصہ دراز گزر جائے گا تو وہ کسی وقت بھی اپنے مقصد کو پا لیں گے' اور وہ کہہ رہے ہیں کہ کچھ بھی نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے' بقول بعضے ''بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی۔''

چنانچہ میں نے اس مختصر سے رسالے میں اسلام کی بیٹی کی اخلاقی تعمیر میں کچھ حصہ ڈالنا چاہا ہے اور ایک موضوع پر قلم اٹھانے کی جسارت کی ہے اور وہ ہے ''عورت کا حج۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مضمون کی بابت میں جس قدر احکامات کو جمع کر سکا میں نے ان کو اس رسالے میں سمو دیا ہے، خواہ یہ احکام عورت کے ساتھ خاص تھے یا مرد و عورت میں مشترک تھے، میں نے سب ذکر کر دیئے' بعض مقامات پر میں نے اس پر تعلیقات بھی لکھیں اور آخر میں عورت کو دس ایسی خصوصیات سے واقفیت کرائی ہے جن کے ساتھ اسلام کے اس رکن عظیم کی وضاحت میں مدد ملے گی' جس کا نام امام غزالی رحمہ اللہ نے ''عبادۃ العمر'' تجویز کیا ہے۔[1] میں معترف ہوں کہ میں نے یہ مسئلہ شروع تو کر لیا ہے لیکن اس کے متعلق تمام علمی نکات کماحقہ نہیں بکھیر سکوں گا کیونکہ میرا علم قلیل اور فہم عاجز ہے' اسی لیے تو یہ مختصر سا مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں نے اس رسالے کے آغاز میں کچھ فضائل حج بیان کیے ہیں اور اللہ ورسول کی چاہت کے مطابق حج کرنے کے لیے جن مسائل کی ضرورت تھی ان کا ذکر کیا ہے۔

ان احکامات کے بعد میں نے معزز اسلامی بہن کے لیے کچھ ایسی چیزیں واضح کر دی ہیں جن کی روشنی میں وہ رضائے الٰہی حاصل کرنے میں مصروف عمل رہے تو کامیاب قرار پائے گی۔ میری اس ناقص علمی تگ و دو میں اگر آپ کو کسی غلطی کا علم ہو جائے تو بھلا تامل و جھجک مطلع فرما کر اس کی تصحیح کا موقع دیں' ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں اس غلطی کا ازالہ کیا جائے گا اور ایسے محسن کا میں شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کے لیے دعاء گو ہوں کہ رب العلمین اسے خصوصی مغفرت و رحمت سے نوازے۔

میں اللہ ہی کے سامنے دست بدعاء ہوں کہ اس عمل کو خالص اپنی رضاء کا ذریعہ بنائے۔ اسے میرے لیے آگ سے نجات کا باعث بنائے اور میرے لیے' میرے والدین کے لیے' میرے اہل و عیال کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے مغفرت کی دولت عطاء فرمائے۔[2] واللہ اعلم وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

خالد بن عبدالعزیز بن مسلم البراہیم

---

1 ''احیاء علوم الدین'' ۱/۳۳۹

2 میں ان تمام معاونین مشائخ کرام اور محترم دوستوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں جو اس رسالے کے منظر عام پر آنے کا سبب بنے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱

فضائلِ حج

گناہوں کی بخشش

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))[1]

''جو شخص اللہ کے لیے حج پر جائے پھر اس عرصے میں بے حیائی اور گناہ نہ کرے تو وہ اس دن کی طرح (گناہوں سے پاک) لوٹتا ہے جس میں اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا''

اس حدیث کی تشریح میں حافظ منذریؒ نے بیان کیا کہ ''رفث'' کا اطلاق جماع پر بھی ہوتا ہے' زنا پر بھی ہوتا ہے اور آدمی کا اپنی بیوی سے مباشرت کے متعلقہ باتوں پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔[2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: جماع کی طرف اشارہ وتعریض پر بھی اور اسی طرح بے ہودہ اور فحش کلام پر بھی اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے۔ زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ بہت جامع ہے اور آدمی عورت سے جو کچھ بھی ارادہ رکھے اس پر اسے استعمال کر سکتے ہیں۔[3]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب فضل الحج المبرور' ح:۱۵۲۱ (۲/ ۱۶۳) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۳۵۰

[2] دیکھیے علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتاب ''التعلیقات الرضیۃ علی الروضۃ الندیۃ: ج۲ص ۶۳

[3] دیکھیے فتح الباری: ج۳ ص ۳۸۲

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال ''الرفث'' سے جماع' اس کی طرف دعوت دینے والے اقوال وافعال اور اس کی ابتدائی حرکات وغیرہ سب کچھ مراد ہے اور ''فسوق'' سے مراد تمام گناہ اور برائیاں ہیں۔

حج مبرور کا بدلہ جنت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ))[1]

''ایک عمرہ دوسرے عمرے تک' درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور حج مبرور (شریعت کی روشنی میں کیا جانے والا مقبول حج) کی جزا بھلا جنت کے سوا کیا ہو سکتی ہے!!!''

مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حج مبرور والے شخص کا بدلہ صرف یہ نہیں خاص کیا گیا کہ اس کے گناہ ختم ہو جائیں اور حج گناہوں کا کفارہ بن جائے بلکہ ایسا شخص ہمیشہ کے لیے جنتی قرار پاتا ہے۔[2]

حج' افضل عبادات میں سے......

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ نے فرمایا:

((اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ))

''اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانا۔''

پوچھا گیا کہ پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا:

((جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

---

[1] صحیح البخاری' العمرة' باب وجوب العمرة' وفضلها' ح:۱۷۷۳ (۲/ ۲۴۰) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۳۴۹

[2] فیض القدیر' ۴/ ۳۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا''

پوچھا گیا کہ پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا:

((حَجٌّ مَبْرُوْرٌ))

''یعنی ایسا حج جو مقبول ہو جائے۔''[1]

ابو شعثاء کہتے ہیں کہ میں نے نیکی کے اعمال میں غور و فکر کیا تو علم ہوا کہ نماز صرف بدن کی مشقت کا باعث ہے مال کی ضرورت نہیں' روزہ بھی اسی طرح ہے لیکن حج میں بدن اور مال دونوں کا استعمال ہوتا ہے' اس لیے میں نے حج کو افضل خیال کیا۔[2]

حج ایک جہاد.....

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! ہم جہاد کو افضل عمل خیال کرتی ہیں کیا ہم بھی جہاد میں شریک نہ ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا:

((لَا لٰكِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ))[3]

''نہیں نہیں بلکہ تمہارا افضل جہاد تو حج مبرور ہی ہے۔''

اور آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی فرمایا:

((جِهَادُ كُنَّ الْحَجُّ))[4]

''تمہارا جہاد تو حج ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے یہ فرمان مصطفیٰ سننے کے بعد حج ترک نہ کیا' بلکہ آپ نے فرمایا:

((نِعْمَ الْجِهَادُ الْحَجُّ))[5]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب فضل الحج المبرور' ح:۱۵۱۹ (۲/ ۱۰۲) صحیح مسلم' الایمان' ح: ۸۳

[2] دیکھیے ابن الجوزی کی کتاب مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن ص ۴۶

[3] صحیح البخاری' الحج' باب فضل الحج المبرور' ح:۱۵۲۰ (۲/ ۱۲۳)

[4] صحیح البخاری' الجهاد والسیر' باب جهاد النساء ح:۲۸۷۵ (۳/ ۲۹۱)

[5] صحیح البخاری' الجهاد والسیر باب جهاد النساء ح:۲۸۷۶ (۳/ ۲۹۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بہترین جہاد حج ہے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپ نے فرمایا:

((نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ: اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ))[1]

"ہاں ان پر ایسا جہاد عائد ہوتا ہے جس میں کوئی لڑائی نہیں یعنی حج اور عمرہ۔"

غربت اور گناہ ختم

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَدِيمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ))[2]

"حج اور عمرہ پے در پے کرتے رہا کرو کیونکہ یہ دونوں فقیری (تنگدستی) اور گناہوں کو اس طرح نکال باہر کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے سے میل کچیل نکال دیتی ہے۔"

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ))[3]

---

[1] شوکانی کہتے ہیں کہ اسے احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے دیکھیے نیل الاوطار: ج ۴ ص ۳۱۵ اور اسے حافظ ابن حجر نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے بلوغ المرام ص ۱۷۹ اور اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ میں صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ح: ۲۳۴۵

[2] اسے طبرانی نے (الاوسط میں) اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے السلسلة الصحيحة ح:۱۱۸۲

[3] جامع الترمذی، الحج، باب ما جاء فی ثواب الحج والعمرة، ح:۸۱۰ (۳/ ۱۵۷) سنن النسائی الحج، باب فضل المتابعة بين الحج والعمرة، ح:۲۶۳۱ (۵/ ۱۱۵) ابن ماجه، المناسك باب فضل الحج والعمرة، ح:۲۸۸۷ (۲/ ۹۶۴) اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی ح:۶۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”حج اور عمرہ پے در پے کرتے رہا کرو کیونکہ یہ دونوں فقیری کو اور گناہوں کو اس طرح نکال دیتے ہیں جس طرح بھٹی' لوہے سونے اور چاندی سے میل کچیل نکال دیتی ہے اور حج مبرور (سنت کے مطابق کیے ہوئے حج) کا ثواب اور بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔“

حج کا ہر خرچہ اللہ کی راہ میں شمار

ایک صحابیٔ رسول نے اپنا اونٹ اللہ کی راہ میں استعمال کے لیے خاص کر لیا' اس کی بیوی اس پر سواری کر کے حج کے لیے جانا چاہتی تھی تو آپ ﷺ نے صحابی سے فرمایا:

((أَعۡطِهَا فَلۡتَحُجَّ عَلَيۡهِ فَإِنَّهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))[1]

”اسے یہ اونٹ دے دے تاکہ وہ اس پر حج کر سکے کیونکہ وہ اونٹ بھی اللہ کی راہ میں ہے (اور یہ کام بھی اللہ کی راہ میں ہے)“

بے حد وحساب نیکیاں

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا تَرۡفَعُ إِبِلُ الۡحَاجِّ رِجۡلاً وَلَا تَضَعُ يَدًا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ بِهَا حَسَنَةً أَوۡ مَحَا عَنۡهُ سَيِّئَةً أَوۡ رَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً))[2]

”حاجی کا اونٹ جو بھی قدم اٹھاتا ہے اور اپنا ہاتھ رکھتا ہے ہر ایک کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس حاجی کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے یا اس سے ایک برائی مٹا دیتا ہے یا اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔“

---

[1] سنن ابی داؤد' المناسك' باب العمرة' ح:۱۹۸۸ (۲/ ۵۰۳) اور اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد' ح:۱۷۵۱ اور اس کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں فَإِنَّ الۡحَجَّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ یعنی حج بھی تو اللہ کی راہ میں ہے۔

[2] بیہقی' شعب الایمان' ح:۴۱۱۶ (۳/ ۴۷۹) اور البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے' دیکھیے صحیح الجامع' ح:۵۵۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذشتہ گناہ منہدم

رسول اکرم ﷺ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاِنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ))[1]

''تجھے معلوم نہیں کہ اسلام ہر اس گناہ کو ختم دیتا ہے جو اس سے پہلے ہو چکا ہو اور بے شک ہجرت بھی گذشتہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور بلاشبہ حج بھی گذشتہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔''

حاجی' اللہ کے وفد

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْغَازِیُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدَ اللّٰهِ دَعَاهُمْ فَاَجَابُوْهُ وَسَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ))[2]

''اللہ کے راستے میں لڑائی کرنے والا' حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا سب اللہ کا وفد ہیں' اس نے ان کا پکارا تو وہ آ گئے اور انہوں نے اس سے مانگا تھا تو اس نے ان کو عطاء کر دیا۔''

مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ کا وفد کہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے اس نے ان کو حج اور عمرے کے لیے بلایا تو وہ لبیک کہہ کر آ گئے۔[3]

---

[1] صحیح مسلم' الایمان' ح:۱۲۱

[2] سنن ابن ماجہ' المناسك' باب فضل دعاء الحاج' ح:۲۸۹۳ (۲/ ۹۶۶) اور ''الزوائد'' میں اس کی سند حسن قرار دی گئی ہے اور البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابن ماجہ ح:۲۳۳۹

[3] فیض القدیر: ج۴ ص۴۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ دَعَاهُمْ فَأَجَابُوْهُ وَسَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ))[1]

''حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں' اس نے ان کو پکارا تو وہ پکار کو قبول کر کے آ گئے اور انہوں نے اس (اللہ) سے مانگا تو اس نے ان کو عطاء کر دیا۔''

حاجی اللہ کی ضمانت میں......

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ فِيْ ضَمَانِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ خَرَجَ اِلَى مَسْجِدٍ مِّنْ مَسَاجِدِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَجُلٌ حَاجًّا))[2]

''تین اشخاص اللہ کی ضمانت میں ہیں وہ آدمی جو اللہ کی مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف نکل کھڑا ہوا اور وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑائی کے لیے نکل پڑا اور وہ آدمی جو حج کے لیے نکلا۔''

مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ کی ضمانت سے مراد اس کی حفاظت و نگرانی ہے۔[3]

محروم نہ ہونا......

ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: اِنَّ عَبْدًا أَصْحَحْتُ لَهٗ جِسْمَهٗ وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِيْ

---

[1] ہیثمی نے مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۱۱ میں کہا کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے دیکھیے السلسلة الصحیحة ح: ۱۸۲۰

[2] اسے ابونعیم نے ''الحلیة'' میں روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح الجامع' ح: ۳۰۵۱

[3] فیض القدیر ج ۳ ص ۳۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَعِيشَةِ تَمْضِي عَلَيْهِ خَمْسَةُ أَعْوَامٍ لَا يَفِدُ إِلَيَّ لَمَحْرُومٌ))[1]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جس بندے کے جسم کو تندرست رکھوں اور اس کی معیشت میں بھی وسعت ڈال دوں لیکن وہ اس کے ہوتے ہوئے بھی پانچ سال کا عرصہ گزرنے تک میری طرف وفد بن کر نہ آیا تو وہ بدبخت' بدنصیب اور رحمت سے محروم ہے۔''

غور کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''میرے گھر کی طرف وفد بن کر نہ آیا'' بلکہ فرمایا کہ میری طرف وفد بن کر نہ آیا'' لہٰذا حج کے لیے جانا درحقیقت اللہ کی طرف سفر کرنا ہے تو خود ہی فیصلہ کر لیجیے کہ وہ شخص رحمت سے محروم نہ ہو جو اللہ کی طرف سفر نہیں کرتا اور وفد نہیں بنتا؟

حج کے موسم میں دس دنوں کو بہت عظمت حاصل ہے اور وہ ہیں ذوالحجہ کے پہلے دس دن' ان میں غیر حاجیوں کو بھی رحمت الٰہی کا خاص موقع ملتا ہے جس سے محروم ہونے والے بدنصیب لوگ ہیں۔ لہٰذا عورت کو چاہیے کہ موسم حج کو ہر لحاظ سے قیمتی سمجھے خواہ وہ حج میں ہو یا نہ اور اس وقت کو عبادت الٰہی میں گزار کر اپنے رب کے ساتھ اپنا تعلق اور رابطہ مضبوط کر لے۔ آپ دیکھیں گی کہ بہت سی عورتیں باقی ماندہ ایام کی طرح ان دنوں میں بھی اپنا یہ نہایت مفید وقت بے فائدہ کاموں میں گزار دیتی ہیں بلکہ بسا اوقات تو حرام کاموں کا ارتکاب بھی کرتی ہیں۔ اور اس عظیم فضل وکرم سے محروم رہ جاتی ہیں جس کے متعلق رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟

[1] بیهقی السنن الکبریٰ' المناسك' باب فضل الحج والعمرة' ج۵ ص۲۶۲۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد ج۳ ص۲۰۶ میں کہا کہ اسے طبرانی نے (الاوسط میں) اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے لیکن خمسة اعوام کے الفاظ ابو یعلیٰ کے ہیں اور سب کی سندوں کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اور البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے السلسلة الصحيحة ح: ۱۶۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ))[1]

''ان دس دنوں سے بڑھ کر کوئی ایسا دن نہیں جن میں نیک اعمال اللہ کو زیادہ محبوب ہوں' صحابہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی (ان دس دنوں کے نیک عمل سے بڑھ کر) نہیں۔ سوائے اس شخص کے جو اپنی جان اور اپنا مال لے کر نکل کھڑا ہوا اور (جہاد کرتے کرتے) ان میں سے کسی چیز کو لے کر واپس نہ پلٹ سکا۔''

ہر مسلمان عورت کو جان لینا چاہیے کہ نعمتوں کی فراوانی ہر وقت میسر نہیں رہ سکتی اور بسا اوقات تو اسباب کے انقطاع سے یہ نعمتیں منقطع ہو جاتی ہیں۔

لہٰذا اے میری مسلم بہن!...... اپنی صحت وعقل اور راحت وامن کو غنیمت سمجھ کر ان تمام نعمتوں کو تقرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنا اور سزائے الٰہی سے دور ہونے کا ذریعہ ووسیلہ بنا۔

---

[1] صحیح البخاری' العیلین' باب فضل العمل فی ایام التشریق' ح:۹۶۹' (۲/ ۸)' سنن ابی دائود' الصوم' باب فی صوم العشر' ح:۲۴۳۸ (۲/ ۸۱۵) ترمذی' الصوم' باب العمل فی ایام العشر' ح:۷۵۷' (۳/ ۱۰۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوارض اور رکاوٹوں سے پہلے پہلے ادائیگی حج

حج ارکان اسلام میں سے پانچواں رکن ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آل عمران: ۳/ ۹۷)

''اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے یعنی فرض ہے کہ وہ شخص حج کرے جو اس کے گھر تک جانے کی طاقت رکھتا ہو' اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی اہل جہاں سے بے نیاز ہے۔''

ابن العربی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ ہمارے علماء کہتے ہیں: یہ الفاظ اہل عرب کے ہاں وجوب کو بہت تاکید سے بیان کرتے ہیں' جب کوئی عربی شخص کسی سے کہے کہ عَلَيَّ كَذَا مجھ پر فلاں چیز ہے تو وہ اس چیز کو اپنے ذمے واجب کر رہا ہوتا ہے' ہمارے علماء کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حج کا تذکرہ ان لفظوں سے کیا جو اس کے واجب ہونے کی تاکید بڑے مبالغے کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں' اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے حق کی تاکید واضح ہو' اس کی حرمت کی تعظیم بیان ہو اور اس کا فریضہ تقویت حاصل کر لے۔[1]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۳۳)

''اور اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو اور تیز دوڑو' جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور جو اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے بنائی گئی

---

[1] أحکام القرآن (ابن العربی) ج۱ ص ۲۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔"

اور فرمان الٰہی ہے:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۴۸)

"تم سب نیکیوں کی طرف سبقت کرو۔"

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ))[1]

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حج کی طاقت رکھنے والے پر عمر میں ایک دفعہ حج کے واجب ہونے پر امت کا اجماع ہے۔[2]

حج نہایت عظیم عبادت ہے، مسلم عورت کو چاہیے کہ اسے ادا کرنے کی ہر ممکن جستجو کرے اور یہ مالی اور بدنی عبادت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ فَإِنَّهُ قَدْ يَمْرَضُ الْمَرِيضُ وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ))[3]

"جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ جلد از جلد اسے ادا کرے کیونکہ

---

[1] صحیح البخاری، الایمان، باب دعاء کم ایمانکم ح: (۱/ ۱۰) صحیح مسلم، الایمان، ح:۱۶
[2] المغنی ج ۵ ص ۶
[3] سنن ابن ماجہ، المناسك، باب الخروج الی الحج، ح:۲۸۸۳ (۲/ ۹۶۲) مسند احمد: ۵/ ۱۱۷/ ۳۳۴۰ یہ روایت فضل سے مروی ہے اور اسے البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابن ماجہ، ح:۲۳۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسا اوقات بیماری لاحق ہو سکتی ہے' سواری کا جانور گم ہو سکتا ہے یا کوئی اور حاجت درپیش ہو سکتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَعَجَّلُوْا اِلَى الْحَجِّ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِىْ مَا يَعْرِضُ لَهٗ))[1]

''حج کے لیے جلدی کرو کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اسے کیا رکاوٹ پیش آ جائے گی۔''

کیا حج فوراً واجب ہے؟

حج فوراً واجب ہے یا اس میں ڈھیل اور تاخیر کرتے رہیں تو بھی جائز ہے۔ شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان دونوں قولوں میں سے (کہ حج علی الفور واجب ہے یا علی التراخی) میرے نزدیک راجح قول اور آسمان و زمین کے خالق کی عظمت کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھنے والا قول یہ ہے کہ حج فی الفور واجب ہے اور اسی طرح اس کے تمام احکامات پر فوراً عمل پیرا ہونا اور اس میں جان بوجھ کر ڈھیل کرنا اور سستی کرنا جائز نہیں کیونکہ کئی ایک نصوص میں حکم آ چکا ہے کہ کام کی طرف جلدی کرنی چاہیے' فرمان الٰہی ہے:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۳۳)

''اور اپنے رب کی مغفرت (طلب کرنے) کی طرف جلدی کرو۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے:

﴿وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۸۵)

''عجب نہیں کہ ان کی موت کا وقت نزدیک آ پہنچا ہو۔''

---

[1] مسند احمد: ۱۹۷۳، ۱۷۹۴ شیخ احمد شاکر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ سنن ابن ماجہ' المناسک' باب الخروج الی الحج' ح: ۲۸۸۴ (۳/ ۹۶۲) سنن ابی داؤد' الحج' باب...... ح: ۱۷۳۲ (۲/ ۳۵۰) ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ یعنی جو حج کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہیے کہ جلدی کرے۔ اسے البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے دیکھیے ارواء الغلیل ج ۴ ص ۱۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز شریعت' لغت اور عقل سب اسی پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام احکامات الٰہیہ فی الفور واجب ہیں۔[1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں یہ ارادہ کر چکا تھا کہ شہروں میں مختلف آدمیوں کو بھیجوں جن کا یہ کام ہو کہ وہ ہر اس شخص پر جو حج کی قدرت رکھنے کے باوجود حج نہ کر رہا ہو' جزیہ (جو غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے) مقرر کریں ایسے لوگ مسلمان نہیں ایسے لوگ مسلمان نہیں۔[2]

ان کا یہ قول بھی مروی ہے کہ اس شخص کو چاہیے کہ یہودی یا عیسائی ہونے کی حالت میں مرے (تین دفعہ یہ کلمات کہہ کر پھر بتاتے کہ کس شخص کی بات کر رہا ہوں) جو حج کی طاقت بھی رکھتا ہو اور راستہ بھی موافق حالت میں ہو۔[3]

لہٰذا حج کو فوراً ادا کرنا واجب ہے' اس میں تراخی' مہلت' ڈھیل درست نہیں۔ یعنی جیسے ہی کسی مسلمان مرد اور عورت کو حج کا موقع ملے وہ اسے ضائع نہ کرے اور فوراً اس فریضے کی ادائیگی کرے۔

---

[1] دیکھیے شیخ سعود الشریم کی کتاب "خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضواء البيان ص ۳۳

[2] یہ لفظ سعید بن منصور کے ہیں دیکھیے حافظ ابن حجر کی تصنیف "تلخيص الحبير" ج۲ ص۴۸۸ اور شنقیطی کی کتاب "اضواء البیان" ج۵ ص۱۱۸

[3] بیہقی السنن الکبری' الحج' باب امکان الحج' ج۴ ص ۳۳۴ اور دیکھیے حافظ ابن حجر کی تلخیص الحبیر: ج: ص۴۸۸

شاہ ولی اللہ نے "حجۃ اللہ البالغۃ" میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً (جو زاد راہ اور سواری کا مالک ہو) کے تحت لکھا ہے: میں کہتا ہوں کہ ارکان اسلام میں سے ایک رکن کو ترک کرنا بھی ملت اسلامیہ سے خارج ہونے کے مشابہ ہے تارک حج کو یہودی و عیسائی کے ساتھ اور تارک نماز کو مشرک کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ یہود و نصاریٰ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن حج نہیں کرتے اور مشرکین حج تو کرتے لیکن نماز نہیں پڑھتے تھے۔ دیکھیے البانی رحمہ اللہ کی "التعليقات الرضية على الروضة الندية" ج۲ ص۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج مبرور کی شرائط

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ))[1]

''حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔''

اے مسلم بہن!...... تمہارا حج، حج مبرور کس طرح بن سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں ہر مسلمان بہن کے لیے ازحد ضروری ہے کہ ان امور اور شروط کی معرفت حاصل کرے جو اس کے حج کو مبرور بنائیں، تاکہ بحکم الٰہی اس جنت کی کامیابی سے سرفراز ہو جو آسمان و زمین کے برابر چوڑی ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ بہت اختصار کے ساتھ حج کے مبرور ہونے کا معنی[2] فہم و عقل کے قریب کر دوں تاکہ پڑھنے والوں اور خصوصاً مسلمان عورت کو اس کا صحیح مفہوم معلوم ہو سکے اور وہ اپنی ہر ممکن کوشش کے ساتھ اور توفیق الٰہی کے ساتھ اس جنت اور اللہ کی خوشنودی کو حاصل کر سکے جو حج مبرور کے بدلے میں ملتی ہے۔

---

[1] صحیح البخاری، العمرۃ، باب وجوب العمرۃ وفضلھا، ح:۱۷۷۳ (۲/ ۲۴۰) صحیح مسلم، الحج، ح:۱۳۴۹

[2] ابن خالویہ کہتے ہیں کہ مبرور سے مراد مقبول ہے اور ان کے علاوہ بعض نے یہ تفسیر کی کہ مبرور وہ ہے جس میں کسی قسم کا گناہ شامل نہ ہو اور نووی نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اس کی تفسیر میں ذکر کیے جانے والے اقوال کا معنی قریب قریب ہے اور وہ یہ ہے کہ مبرور وہ حج ہے جس کے احکام کو پورا پورا ادا کیا گیا ہو اور مکلف (انسانوں) سے جس طرح اس کا مطالبہ کیا گیا ہے اسے کامل ترین طریقے سے ادا کیا گیا ہو، واللہ اعلم، دیکھیے فتح الباری، ج ۳ ص ۴۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1 اخلاص نیت

اپنی نیت میں اخلاص پیدا کرنا کہ میرا یہ کام خالص رضائے الٰہی کے لیے ہے۔ یہ ہر عبادت کے لیے بنیادی شرط ہے' اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوسکتا' چنانچہ مسلم بہن کو چاہیے کہ اپنا حج رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر کرے' خالص اس کی رضاء مندی مقصود ہو شہرت وریاکاری کا شائبہ تک نہ ہو' لوگوں کے سامنے اپنی اس نیکی کا ظاہر ہونا اسے محبوب نہ ہو' اس لحاظ سے کہ وہ خود کو ''حاجی'' کہلانے کے لیے حج نہ کر رہی ہو۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس دور میں ہمیں کتنے ہی ایسے لوگ نظر آئے ہیں جو ہر مجلس ومجمع میں اپنی زیادہ سے زیادہ نیکیاں بیان کرکے فخر کرتے ہیں تکبر کے طور پر اپنی عبادات بیان کرتے ہیں جب کہ نیکی کے لیے ضروری ہے کہ اس میں فخر وتکبر اور خودپسندی کی بوتک نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (البينة : ۹۸/ ۵)

''ان کو حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔''

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى))[1]

''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے' آدمی کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی۔''

رسول پاک ﷺ نے اپنے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا:

((اَللّٰهُمَّ حَجَّةٌ لَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ))[2]

---

[1] صحيح البخاري' بدء الوحي' باب كيف كان بدء الوحي الىٰ رسول الله ﷺ ح:۱ (۱/ ۳) صحيح مسلم' الامارة ح:۱۹۰۷

[2] سنن ابن ماجه' مناسك باب الحج على الرحل' ح:۲۸۹۰' (۲/ ۹۶۵) یہ انس بن مالک ؓ سے مروی ہے اسے البانی ؒ نے صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے صحيح سنن ابن ماجه ح:۲۳۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! اسے ایسا حج بنا دے جس میں ریا کاری ہو نہ شہرت۔''

اندازہ کیجیے کہ رسول اکرم ﷺ جب یہ دعاء مانگیں تو ہمارے لیے یہ کس قدر ضروری امر ہے' غرضیکہ اپنے نفس کے ساتھ جہاد' دلی خواہشات کو ترک کر کے' اپنے آپ کو دبا کر ہی حج کریں گے تو ہماری عبادت اللہ کے لیے خالص ہو گی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا كَانَ لَهٗ خَالِصًا وَّابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُهٗ))[1]

''اللہ عزوجل صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لیے ہو اور اس کے ساتھ اس کی رضاء مندی تلاش کی گئی ہو۔''

ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حاجی کس قدر کثیر ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ حاجی کس قدر قلیل ہیں[2] یعنی دیکھنے میں تعداد تو بہت نظر آتی ہے لیکن ان سب کا حج قبول ہونا بہت مشکل ہے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے شریح کو یہ کہتے ہوئے سنا: حج کرنے والے تو بہت تھوڑے ہیں البتہ سواریاں بہت زیادہ ہیں۔[3]

اے میری مسلمان بہن!...... اپنا حج جنت کا ذریعہ بنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے اپنے حج سے سوائے مشقت' اذیت نفس' رقم کی کمی اور تھکاوٹ کے کچھ بھی نہ ملے۔

۲ سنت مبارکہ کی موافقت

حج مبرور وہ ہوتا ہے جسے شریعت کی روشنی میں ادا کیا جائے' اس میں شریعت کے

---

[1] سنن النسائی' الجهاد' باب من غزا یلتمس الاجر والذکر اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن النسائی' ح: ۲۹۴۳

[2] عبدالرزاق' الحج' باب ما اقل الحاج وما لا یقبل فی الحج من المال: ح:۸۸۳۶' (۵/ ۱۹)

[3] عبدالرزاق' الحج' باب ما اقل الحاج وما لا یقبل فی الحج من المال: ح:۸۸۳۷' (۵/ ۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام احکام بجا لائے گئے ہوں' کامل اتباع سے متصف ہو' گناہوں سے پاک ہو' نیکیوں اور اعمال صالحہ سے بھرپور ہو اور یہ سب کچھ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا حج سامنے رکھا جائے اور اس کے مطابق حج ادا کیا جائے' خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی امت کو یہی حکم فرمایا:

((لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ))[1]

''اپنے حج کے کام (اور طریقہ کار' فرائض وسنن وغیرہ) حاصل کر لو۔''

اور آپ کا ارشاد ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))[2]

''جو شخص ایسا کام کرے جس پر ہمارا طریقہ کار نہ ہو تو وہ مردود ہے۔''

ان احادیث مبارکہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر مسلمان عورت پر لازم ہے کہ اسے فریضہ حج پر جانے سے قبل اس کے تمام مسائل سے واقفیت حاصل ہو اور جو اس سے محروم ہو حتی کہ اسے اختصار کے ساتھ بھی مسائل حج یاد نہ ہوں تو وہ حج کے متعلقہ کتابیں اور کیسٹیں سن سن کر علم حاصل کرے' جو اس کام میں معاون ثابت ہو سکیں اور اسے چاہیے کہ علماء اور طلباء علم سے مشکل مسائل پوچھ کر سمجھ لے اور کم از کم ایسا ضرور کرے کہ کوئی

---

[1] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۹۷ سنن ابی داؤد' المناسك' باب فی رمی الجمار' ح:۱۹۷۰' (۲/ ۴۹۵) سنن النسائی' المناسك' باب الرکوب الی الجمار واستظلال المحرم ح:۳۰۶۲ (۵/ ۲۷۰) اور نسائی کے الفاظ یہ ہیں' خُذُوا مَنَاسِكَكُمْ یعنی اپنے حج کے طریقے اخذ کر لو۔ شوکانی کہتے ہیں کہ نووی وغیرہ نے کہا یہ حدیث حج کے طریقوں یعنی مناسک حج کے متعلق بہت عظیم ہے اور بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے (نماز کے متعلق ایک عظیم اور بنیادی حیثیت رکھنے والے) اس فرمان کی طرح ہے صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي یعنی نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔ دیکھیے نیل الاوطار: ج۵ ص۷۶

[2] صحیح البخاری' البیوع' باب النجش ومن قال لا یجوز ذلك البیع' (۳/ ۳۳) صحیح مسلم' الاقضیة' ح:۱۷۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ایسی کتاب ساتھ لے کر جائے جو شرعی نکتہ نگاہ سے زیادہ مفید ہو اور اس میں احکامات حج وضاحت سے لکھے ہوئے ہوں' اور ایسی کتاب کو بوجھ تصور نہ کرے۔

۳ پردہ وحجاب اور عفت و پاک دامنی

حج کے لیے جانے والی عورت کو چاہیے کہ وہ باپردہ رہے' اپنی عفت کا خیال رکھے مردوں کے ساتھ مل جل کر نہ رہے' اس میں خلط ملط نہ ہو' کیونکہ اجر الٰہی اس کی نافرمانی سے حاصل نہیں ہوسکتا' چہرہ کھلا چھوڑنے اور اظہار زینت سے پرہیز کرے' مردوں کو فتنے میں نہ ڈالے اور زیب و زیبائش سے پرہیز کرے' جس طرح کہ آج کل علم سے دوری اور جہالت سے قربت والی عورتیں کرتی ہیں' عید کے دن وہ خوب زیب و زینت اور بناؤ سنگھار سے کام لیتی ہیں' ایام تشریق میں بھی ان کا یہی عالم رہتا ہے اور وہ یہ بھول جاتی ہیں کہ ہم لاکھوں لوگوں کے درمیان ہیں۔

۴ خالص توبہ

اسے چاہیے کہ حج کے لیے جانے سے قبل اللہ کے حضور خلوص دل سے توبہ کرے اور جن لوگوں پر ظلم کیا ہے ان سے معافی طلب کرے۔ اسی طرح اس کا حج قبولیت کے لائق اور زیادہ قریب تر ہو جاتا ہے' بلندی درجات کے لیے' گناہوں کی مغفرت کے لیے بلکہ اللہ کے حکم سے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کیے جانے کا بہترین موقع ہوتا ہے' اس توبہ سے تمام قسم کے ثواب کی امید بندھ جاتی ہے۔

اس لیے مسلمان بہن سے عرض ہے کہ جلد از جلد اپنے رب کی طرف توبہ کرے' اس سے بخشش طلب کرے' استغفار کرے' اس کے حکم کی بجا آوری میں اور اس کے منع کردہ کاموں سے دور رہنے میں اللہ کو ہمیشہ یاد رکھے۔

۵ نیک رفیق سفر

عورت کو اپنے سفر میں کسی نیک شخص کا ساتھ اختیار کرنا چاہیے کیونکہ یہ تو کہاوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہے کہ ((اَلرَّفِيقُ قَبلَ الطَّرِيقِ))یعنی راستے میں قدم رکھنے سے پہلے کوئی ساتھی چن لو تاکہ سفر اچھا گزرے' اس لیے عورت کے لیے تو خاص طور پر لازمی ہے کہ جب وہ گروپوں کے ساتھ حج کے لیے جا رہی ہو تو اپنے ولی کو (جو اس کے ساتھ سفر میں سرپرست ہے اس کو) ترغیب دلائے کہ ایسا گروپ تلاش کر جن میں علماء اور علم کے طلباء زیادہ ہوں' اگر ایسا نہ ہو تو کم از کم وہ گروپ تلاش کرے جس کے افراد نیکی وتقویٰ میں اور لوگوں کی ہمدردی و خیر خواہی میں معروف ہوں۔

٦ جگہ و وقت کی عظمت کا احساس

اسے چاہیے کہ جس جگہ کی طرف رواں دواں ہے اس کی عظمت و برتری کا احساس دل و دماغ میں رکھے اور جس وقت میں وہ یہ فریضہ ادا کر رہی ہے اس کے احترام و وقار کا مکمل خیال رکھے اور تمام افعال حج کو نہایت اطمینان' سکون کے ساتھ اور بارگاہ الٰہی میں عجز و انکسار کی عملی تصویر کے ساتھ ادا کرے' فرمان الٰہی ہے:

﴿ ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ ﴾ (الحج: ۲۲/ ۳۲)

''یہ ہمارا حکم ہے اور جو شخص اللہ کی مقرر کی ہوئی ادب و احترام والی چیزوں کی تعظیم کرے (اور ان کی عظمت کا خیال رکھے) تو یہ کام دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے بھی ان دنوں اور وقت کے متعلق فرمایا:

((مَا مِنْ أَيَّامِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ !وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ))[1]

''ان (ذوالحجہ کے پہلے) دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں جن میں نیک

[1] صحیح البخاری' العیدین' باب فضل العمل فی ایام التشریق ح:۹۶۹ (۲/ ۸) سنن ابی دائود' الصوم' باب فی صوم العشر' ح:۲۴۳۸ (۲/ ۸۱۵) جامع الترمذی' الصوم' باب العمل فی ایام العشر ح:۷۵۷ (۳/ ۱۰۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کرنا اللہ کو زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں' جہاد فی سبیل اللہ بھی (ان دنوں کے عمل کے برابر نہیں) سوائے اس جانباز مجاہد کے جو اپنی جان اور مال لے کر گھر سے روانہ ہوا اور ان میں سے کچھ بھی لے کر واپس نہ آیا۔"

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَفْضَلَ اَیَّامِ الدُّنْیَا اَیَّامُ الْعَشْرِ))[1]

"دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت کے حامل یہی دس دن ہیں۔"

۷ حلال مال

حج کی قبولیت کے لیے بہت اہمیت والی چیز یہ ہے کہ حج کے لیے خرچ کیا جانے والا مکمل مال حرام سے پاک ہو' پورے کا پورا مال حلال اور طیب ہو۔"

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا یوں تذکرہ فرمایا:

((یُطِیْلُ السَّفَرَ' اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّیَدَیْهِ اِلَی السَّمَاءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ))[2]

"وہ دور دراز سے آتا ہے' بال پراگندہ ہیں' پاؤں گرد آلود ہیں' اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہے' اے میرے پروردگار! اے پروردگار! کی صدائیں بلند کر رہا ہے لیکن اس کا کھانا حرام کا' اس کا پینا حرام کا' اس کا پہننا حرام کا اور اسے غذا بھی حرام کی دی گئی ہے تو اس کے لیے دعاء کیسے قبول ہو؟"

---

[1] اسے بزار نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے' اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح الجامع' ح:۱۱۳۳ اور دیکھیے ابن الجوزی کی مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن ص ۹۴

[2] صحیح مسلم' الزکاۃ' ح:۱۰۱۵ جامع الترمذی تفسیر القرآن' باب و من سورۃ البقرۃ' ح: ۲۹۸۹ (۸/ ۱۷۵) یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا حال یوں ہو اس کی دعاء کہاں سے قبول ہو اور کیسے قبول کی جائے؟[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا))[2]

''اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ صرف پاک چیز ہی قبول کرتا ہے۔''

((اِذَا حَجَجْتَ بِمَالٍ أَصْلُہٗ سُحْتٌ فَمَا حَجَجْتَ وَلٰکِنْ حَجَّتِ الْعِیْرُ))

''جب تو ایسے مال سے حج کرے گا جس کی اصل حرام ہے تو حقیقت میں تو نے حج کیا ہی نہیں البتہ تیرے ساتھی قافلے والوں نے حج کر لیا۔''

((لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ اِلَّا کُلَّ طَیِّبَۃٍ مَا کُلُّ مَنْ حَجَّ بَیْتَ اللّٰہِ مَبْرُوْرٌ))

''کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف اور صرف پاک چیزوں کو ہی قبول کرتا ہے اور بیت اللہ کا حج کرنے والوں میں سے ہر ایک کا حج مبرور اور مقبول نہیں ہو سکتا۔''

۸ گناہوں سے اجتناب

سلف صالحین میں سے کسی نے الوداع کرتے وقت اپنے ساتھی سے کہا کہ اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈر جاتا ہے اس پر کوئی وحشت وخوف طاری نہیں ہو سکتا۔

ہمیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ذہن میں رکھنا چاہیے:

((اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ))[3]

---

[1] صحیح مسلم' بمع شرح النووی ح۷ص ۱۰۲

[2] جامع الترمذی' تفسیر' باب ومن سورۃ البقرۃ' ح:۲۹۹۲ (۸/ ۱۷۳) اور اسے البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی' ح:۲۳۹۰

[3] جامع الترمذی' البر' باب ما جاء فی معاشرۃ الناس' ح:۱۹۸۸ (۶/ ۲۰۳) یہ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے' ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی' ح:۱۶۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرتا رہ' برائی ہو تو اس کے فوراً بعد کوئی نیکی کر لے وہ اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آ۔''

محترم بہن!...... غیبت اور چغلی سے پرہیز کرتی رہنا۔ خیموں کے اندر بیٹھ کر عورتوں کی مجلس میں شامل ہو کر مسلمان مردوں اور عورت کی عزت پامال نہ کرنا' اپنا قیمتی وقت ان باتوں میں رائیگاں نہ جانے دینا' بلکہ تجھے چاہیے کہ ان مجالس میں جو کارآمد اور مفید باتیں ہیں ان کو حاصل کر اور اپنی بہنوں کو بھی اسی کام پر لگا۔ مثلاً: حج کے متعلق علماء کے فتاویٰ جات پڑھ کر سناؤ یا بعض سنتوں کی وضاحت کرو یا حج سے فراغت کے بعد خیر و بھلائی اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں بہبود نسواں کے متعلق بات چیت کرو۔

اگر ان میں سے کچھ بھی نہ ہو سکے تو پھر عورتوں کو کم از کم ایسی گفتگو کرنی چاہیے جس سے اللہ عزوجل ناراض نہ ہو اور اچھی و عمدہ باتیں ضرور ہونی چاہیں کیونکہ فرمان مصطفیٰ ہے:

((اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ))[1]

''اچھی بات کہنا بھی ایک صدقہ ہے۔''

9 ذکر الٰہی

دوران حج کثرت سے ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ (البقرۃ:۲/ ۲۰۳)

''اور (منیٰ میں قیام کے دوران) گنتی کے چند دنوں میں اللہ کو یاد کرتے رہو۔''

حج میں ذکر کرنے کی جگہیں اور وقت بے شمار ہیں بلکہ بعض مناسک حج اور افعال حج کو مقرر ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا رہے اور اس کی یاد بلند ہوتی رہے اللہ کے پیغمبر نے فرمایا:

((اِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَاءِ وَالْمَرْوَةِ رَمْيُ الْجِمَارُ

---

[1] صحیح البخاری' الادب' باب طیب الکلام' (۷/ ۱۰۵) یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِاِقَامَةِ ذِكْرِ اللّٰهِ)) [1]

"بے شک بیت اللہ کا طواف' صفا و مروہ کے درمیان سعی اور جمروں یعنی ستونوں کو کنکر مارنا' سب کا سب اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔"

تو عقل مند اور ذہین و فطین کہلانے کے قابل وہی افراد ہیں جو ایام حج میں اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں' ذکر الٰہی سے اپنی زبان تر رکھتے ہیں جائز کلام کرنے سے بھی جس قدر ہو سکے بچتے ہیں چند باتیں کیں اور پھر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں' حرام گفتگو کی تو بات ہی نہیں وہ تو جائز گفتگو سے بھی بچتے ہیں چہ جائیکہ حرام گفتگو کریں۔

۱۰ متفرق عبادات کی ادائیگی

مسلمان عورت کو چاہیے کہ جس قدر ہو سکے ہر نیکی میں حصہ ڈالے بھلائی کے کاموں کی طرف دھیان دے دوران حج کسی نیکی کا موقع ضائع نہ ہونے دے۔ اس عظمتوں والے موسم حج میں اللہ تعالیٰ کو ہر نیکی کر دکھائے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا:

﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (الحج: ۲۲/۷۷)

"اور نیکی وخیر والے کام کرو تا کہ کامیاب ہو سکو"

جس عبادت کی طاقت ہو اسے کرنا چاہیے توبہ کو از سر نو خلوص دل سے کرنا چاہیے اپنے ماضی اور گزشتہ گناہوں پر ندامت ہو' نماز کو اس کے وقت میں ادا کرے تھکاوٹ وغیرہ کا عذر پیش کر کے نماز نہ چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النساء: ۴/ ۱۰۳)

"بے شک مومنوں پر نماز کا اوقات مقررہ میں ادا کرنا فرض ہے۔"

---

[1] سنن ابی داؤد' المناسك' باب فی الرمل ح: ۱۸۸۸ (۲/ ۴۴۷) جامع الترمذی' الحج باب ما جاء فی کیف یرمی الجمار (بدون الطواف البیت ح: ۹۰۲ (۳/ ۲۶۴) ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مستدرک حاکم' المناسک ج ۱ ص ۴۵۹ امام حاکم نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے البتہ بخاری و مسلم نے اسے روایت نہیں کیا اور البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے دیکھیے ضعیف سنن ابی داؤد ح: ۴۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم عورت کے لیے اطاعت الٰہی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اپنی مسلمان بہنوں کو نیکی اور خیر و بھلائی کی ترغیب دے اور برائی سے ان کو منع کرے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ))[1]

"ہر نیکی کا کام صدقہ ہے۔"

اسے چاہیے کہ صدقے کا یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دے' اگر مال ہے تو اس سے صدقہ کرے اگر نہیں تو اچھی باتیں کہہ کر یا کم از کم ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ اور ملنساری و اخلاق کے ساتھ صدقہ کرے۔

رسول اکرم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ حج کی نیکی سے کیا مراد ہے یعنی حج کیسے مبرور اور نیکی والا بن سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((بِرُّ الْحَجِّ إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَطِيبُ الْكَلَامِ))[2]

"حج کی نیکی یہ ہے کہ کھانا کھلایا جائے اور عمدہ بات کہی جائے۔"

معزز مسلمان بہنوں کو اپنے حج میں بے شمار مسلمان مرد و عورت نظر آئیں گے جو دور دور کے اسلامی ممالک سے تعلق رکھتے ہوں گے اور وہ اتنی دور سے مکہ میں پہنچ کر تعاون' رہنمائی اور طعام و مشروب کی ضرورت و حاجت محسوس کریں گے' ایسی صورت حال میں قابل احترام بہنوں کو یہ زیب دیتا ہے اور ان کے لیے لائق بھی ہے کہ وہ ان چند دنوں میں راہ الٰہی میں ہر لحاظ سے نیکی کمائیں اور صدقہ خیرات کریں اور خصوصاً یوم

---

[1] صحیح البخاری' الادب' باب کل معروف صدقة' ح:۶۰۲۱' (۷/ ۱۰۵) یہ جابرؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔

[2] مسند احمد' ج ۳ ص ۳۲۵'۳۳۴ مستدرك حاكم' المناسك ج ۱ ص ۴۸۳ حاکم نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے البتہ بخاری و مسلم نے اسے روایت نہیں کیا۔ ذہبی نے اور طبرانی نے (الاوسط میں) حاکم کی موافقت کی ہے اور اسے البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے' دیکھیے الصحیحة ح: ۱۲۶۴ ہیثمی نے مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۰۷ میں کہا کہ اسے طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ ابن حجر نے کہا کہ اس کی سند میں ضعف اور کمزوری ہے اگر یہ ثابت ہو جائے تو پھر اس کا حکم متعین ہو گا نہ کہ کچھ اور۔ دیکھیے فتح الباری' ج ۳ ص ۳۴٦۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرفہ کو پانی کی ذمے داری سنبھالیں۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ سَقْيُ الْمَاءِ))[1]

''سب سے افضل صدقہ پانی پلانا ہے۔''

اسے چاہیے کہ یہ صدقات اور خدمت کرتے ہوئے اپنے ذہن میں اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کی یہ آیت سمائے رکھے:

﴿إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝﴾ (الدھر ۷۶/ ۹۔۱۰)

''ہم تو تمھیں خالص رضائے الٰہی کے لیے کھلا رہے ہیں۔ ہم نہ تم سے بدلے کے طلب گار ہیں اور نہ شکر گزاری کے خواستگار، ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگتا ہے جو چہروں کو نہ دیکھنے کے قابل کر دے گا اور بہت ہی سخت ہو گا۔''

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ))[2]

''صدقے سے مال میں کمی نہیں آتی۔''

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ سب سے افضل حاجی کون سا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: جو شخص دوران حج لوگوں کو کھانا کھلائے اور اپنی زبان پر قابو رکھے۔

پھر انھوں نے بتایا کہ ہمیں سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا تھا ہم اپنے اساتذہ سے سنا کرتے تھے کہ یہ حج کی ادائیگی یعنی حج کو مبرور بنانے والے اعمال میں سے ہے۔[3] رسول

---

[1] سنن النسائی، الوصایا، باب الاختلاف علی سفیان، ح:۳۶۶۵ (۶/ ۲۵۵) وسنن ابن ماجہ الادب، باب فضل صدقۃ الماء، ح: ۳۶۸۴ (۲/ ۱۲۱۴) اسے البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابن ماجہ، ح:۲۹۷۱

[2] صحیح مسلم، البر والصلۃ ح:۲۵۸۸ یہ سیدنا ابوہریرہؓ سے مرفوعا مروی ہے۔

[3] عبدالرزاق، الحج، باب فضل الحج، ح:۸۸۱۶ (۵/ ۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کا بھی یہ فرمان ہے:

((یُوجِبُ الْجَنَّةَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ))[1]

''کھانا کھلانا اور سلام کا پھیلانا جنت کو واجب کر دیتا ہے۔''

۱۱ اخلاق حسنہ

یہ ان اوصاف میں سے ایک ہے جن کی حج کے عظیم اجتماع میں اشد ضرورت لاحق ہوتی ہے اور خصوصاً عورت کو تو مسلمانوں کے اس اجتماع میں اچھی عادات اور حسن خلق کا پیکر بن جانا چاہیے۔ ویسے تو ہر میدان میں مؤمن کو اس خوبی سے متصف ہونا چاہیے۔ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ نیکی کسے کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

((حُسْنُ الْخُلُقِ))[2]

''اچھے اخلاق کا نام نیکی ہے'' تو پھر نیکی والے حج (دوسرے لفظوں میں حج مبرور) کے لیے اخلاق حسنہ بہت ہی ضروری ہے۔''

آپ نے یہ بھی فرمایا:

((اِنَّ اَكْمَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ دَرَجَةَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ))[3]

''ایمان کے لحاظ سے زیادہ کامل وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے زیادہ اچھے ہوں یہ حسن خلق ہی آدمی کو نماز اور روزے کے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔''

بلکہ آپ نے تو یہ بھی فرمایا تھا کہ اچھے اخلاق کی بدولت مؤمن روزہ رکھنے والے

---

[1] ہیثمی نے مجمع الزوائد ۵/ ۱۷ میں کہا کہ اسے طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے جن میں سے ایک کے راوی ثقہ ہیں۔ اسے البانی رحمہ اللہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے دیکھیے الصحیحہ ج ۳ ص ۵۰
[2] صحیح مسلم، البر والصلہ، ح: ۲۵۵۳ یہ نواس بن سمعان سے مروی ہے۔
[3] مسند البزار، الکشف، ح: ۳۵ یہ انس سے مروی ہے اور مجمع الزوائد ج ۱ ص ۸۵ میں ہیثمی کہتے ہیں کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے الصحیحہ ح: ۱۵۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور راتوں کو نماز میں کھڑا رہنے والے کے درجے تک پہنچ جاتا ہے۔[1]

آپ کا یہ بھی ارشاد ہے:

((اِنَّ مِنْ أَخْیَرِکُمْ اَحْسَنُکُمْ خُلُقًا))[2]

''تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔''

حج میں مسلمان کی حسن خلق اور اچھے معاملے میں زبردست مشق اور تربیت ہوتی ہے اور اگر کسی مسلمان بہن کی خیمہ گاہ میں دوسری عورتیں بھی ہوں تو پھر اسے یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے' بلکہ اسے غنیمت سمجھتے ہوئے ان سے حسن سلوک کا رویہ اختیار کرے' اچھا برتاؤ کرے خواہ ان سے گفتگو عمدہ و بہترین انداز میں کرے اور خواہ ان کے کاموں میں ہاتھ بٹائے' سامان وغیرہ کو اٹھانے میں ان کی مدد کرے' خصوصاً بوڑھی عورتوں کی تو خوب خدمت کرے۔

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ میں صحابی رسول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ساتھ رہتا اور ان کی خدمت کرنے کا ارادہ کرتا لیکن ہوتا یوں کہ وہ میری خدمت کرنے لگتے۔[3]

حاجیوں کا رنگ' زبان' طبیعت اور ذات وغیرہ ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتی ہیں' اس لیے ان تمام حجاج کرام کے ساتھ حسن معاملہ کے لیے بہت ماہر اور تربیت یافتہ ذہنیت و طبیعت کی ضرورت پڑتی ہے۔ طواف' سعی میدان عرفہ اور میدان مزدلفہ وغیرہ میں سب کے ساتھ حسن سلوک کے لیے غیر معمولی طور پر ذہانت و شرافت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہجوم اور گالی گلوچ کرنے سے بالکل اجتناب کرنا چاہیے' دھکم پیل دھینگا مشتی سے بچنا چاہیے' خواہ ایسا موقع اور صورت بن جائے تب بھی پرہیز کرنا چاہیے' سب سے اہم

---

[1] سنن ابی داؤد' الادب۔ باب فی حسن الخلق' یہ عائشہؓ سے مروی ہے اور اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد' ح: ۴۰۱۳

[2] صحیح البخاری' الادب' باب لم یکن النبی ﷺ فاحشا ولا متفحشا ح:۶۰۲۹ (۷/ ۱۰۶) یہ عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے۔

[3] دیکھیے ابن الجوزی کی مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن: ص۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات یہ ہے کہ وہ مردوں کے لیے اذیت کا باعث نہ بنے اور وہ یوں کہ مکمل ستر پوشی نہ کرنے والا لباس' پرکشش لہجے میں ان کو مخاطب کرنا یا خوشبو وغیرہ استعمال کر کے ان کو فتنے میں نہ ڈالے' خصوصاً عید اور ایام تشریق یعنی دس ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک ایسے فتنوں کا بہت خطرہ ہوتا ہے۔

سب سے عظیم حسن خلق اور عمدہ عادت یہ ہے کہ عورت اپنے دین اور پردے پر فخر محسوس کرے اور اس میں اپنی عزت جانے اور دوسری مسلمان بہنوں کے لیے اچھا نمونہ قائم کرے' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ لاکھوں عورتوں کے درمیان ہوتی ہے جو پردے میں بہت کوتاہی و سستی کرتی ہیں' جب وہ اپنے جیسی مسلمان بہنوں کو پردے میں دیکھیں گی تو خود بخود ان کے ذہنوں میں احساس پیدا ہوگا کہ ہم بھی صنف نازک ہیں' ہمیں بھی پردے کا حکم ہے' ویسے بھی حج کے موقع پر ہر کسی کی خواہش ہوتی ہے کہ جس قدر ہو سکے بڑھ چڑھ کر نیکی کرے' اسلام کے احکام پر پورا پورا عمل کرے اور ہر گناہ سے پرہیز کرے تو یوں اس ایک عورت کا پردہ کئی ایک عورتوں کے لیے تبلیغ کا باعث بن جائے گا۔

اہم تنبیہ......

قابل احترام مسلمان بہنوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ حج مبرور کی کچھ علامات بھی ہیں جن کے ذریعے امید کی جا سکتی ہے کہ ان علامات والے کا حج بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت سے نوازا جا چکا ہے۔

اور وہ یہ کہ حج مبرور والی کی زندگی میں حج کے بعد انقلاب آ جاتا ہے اور حج پر جانے سے قبل اس کی جو دینی حالت ہوتی تھی وہ یکسر تبدیل ہو جاتی ہے اور اپنے اللہ کی طرف پہلے سے کہیں زیادہ میلان و رجحان پیدا کر چکی ہوتی ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب کہ وہ اپنے اللہ برتر کی طرف خلوص دل سے توبہ کرے' اس کی اطاعت و بندگی پر مکمل دھیان دے اور استقامت کے ساتھ اپنی اس حالت کو برقرار رکھے۔

ایسا حج ہی حج مبرور کہلا سکتا ہے جو خیر و بھلائی کی طرف رہبر و رہنما کا کام دیتا ہو اور بقیہ زندگی کی تصحیح و تہذیب کا ضامن بنتا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

حج کی تعریف واقسام

لغوی معنی

لغت میں حج کا معنی ہے ارادہ وقصد کرنا[1]

شرعی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں حج کی تعریف یہ ہے:

''بیت اللہ الحرام (تک پہنچنے) کا مخصوص وقت میں مخصوص طریقے اور مخصوص شرائط کے ساتھ قصد کرنا''[2]

حج کی تاریخ فرضیت

ابن مفلح کہتے ہیں کہ جمہور کے قول کے مطابق حج کی فرضیت ۹ ہجری میں ہوئی تھی۔[3] الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میرے نزدیک صحیح اور راجح یہی ہے کہ حج ۹ھ میں فرض ہوا جیسے کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی وضاحت کی ہے۔[4] الشیخ صالح فوزان بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ جمہور کا قول ہے کہ حج ہجرت کے نویں سال فرض کیا

---

[1] دیکھیے القاموس المحیط: ج۱ ص۱۸۸ اور الصحاح: ج۱ص۳۳۵ (مادہ ہے حج) خنبل کہتے ہیں کہ کسی عظیم چیز کی طرف کثرت سے قصد کرنا اس کا معنی ہے دیکھیے فتح الباری ج۳ ص۴۴۲

[2] دیکھیے جرجانی کی ''التعریفات'' ص۴۶ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عبادت جو کسی خاص جگہ میں ادا کی جائے۔

[3] دیکھیے ابن مفلح کی ''الفروع'' ج۳ ص۲۰۳

[4] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی خالص الجمان تہذیب مناسك الحج من اضواء البیان: ص ۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔[1]

حج کو واجب کرنے والی شرائط

کسی شخص میں مندرجہ ذیل شروط پائی جائیں تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے:

① اسلام ② عقل ③ بلوغت ④ آزادی (کسی کا غلام نہ ہو) ⑤ استطاعت

مرد وعورت سب کے لیے یہ شرطیں ہیں البتہ عورت کے لیے ایک خاص شرط اور بھی ہے جس کا تعلق استطاعت کے ساتھ ہے اور وہ یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہونا لازمی ہے یعنی یا تو اس کا خاوند اس کے ساتھ ہو یا ایسا رشتہ دار جس کے ساتھ اس کی شادی حرام ہو مثلاً باپ' بیٹا' وغیرہ۔

عورت کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ استطاعت اس کے لیے بھی شرط ہے اگر وہ استطاعت نہیں رکھتی تو پھر اپنے آپ کو خوامخواہ تکلیف میں ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ایسا کرنے سے ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی مرتکب قرار پائے۔

جس عورت کے ساتھ محرم نہ ہو یعنی خاوند' بھائی' بیٹا وغیرہ نہ ہو تو یوں سمجھے کہ اس پر حج واجب ہی نہیں کیونکہ اس میں استطاعت نہیں پائی جارہی۔ لہٰذا وہ حج کے لیے نہ جائے اگر جائے گی تو وہ اللہ کی اور رسول اللہ کی نافرمانی کرے گی کیونکہ اسے غیر مردوں کے ساتھ سفر کرنا پڑے گا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جسے عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا:

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ))

"کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ اس کے محرم کے بغیر تنہائی اختیار کرے نہ کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے۔"

جب آپ نے یہ حکم سنایا تو ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! میری بیوی

[1] دیکھیے الشیخ صالح الفوزان حفظ اللہ کی "الملخص الفقهي" ج ا ص ۳۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو حج کے لیے جا چکی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ کے لیے لکھا جا چکا ہے۔ تو آپ نے فرمایا:

((اِنۡطَلِقۡ فَحُجَّ مَعَ امۡرَأَتِكَ))

''جا اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کر۔''[1]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

((لَا يَحِلُّ لِامۡرَأَةٍ مُسۡلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيۡلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُوۡ حُرۡمَةٍ مِنۡهَا))[2]

''کسی مسلمان عورت کے لیے اپنے کسی محرم کے بغیر ایک رات کا سفر کرنا جائز نہیں۔''

اس طرح یہ فرمان مصطفیٰ بھی ہے:

((لَا يَحِلُّ لِامۡرَأَةٍ تُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ أَنۡ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوۡمٍ وَلَيۡلَةٍ لَيۡسَ مَعَهَا حُرۡمَةٌ))[3]

''وہ عورت جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کے پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی محرم کے بغیر ایک دن اور ایک رات کا سفر۔''

آپ نے یہ بھی فرمایا:

((لَا تَحُجَّنَّ امۡرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحۡرَمٌ))[4]

---

[1] صحیح البخاری' جزاء الصید' باب حج النساء ح:۱۸۶۲ (۲/ ۲۶۷) صحیح مسلم' الحج' ۱۳۴۱

[2] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۳۳۹ سنن ابی داؤد' الحج' باب فی المراۃ تحج بغیر محرم ح:۱۷۲۳ (۲/ ۳۴۶)

[3] صحیح البخاری' تقصیر الصلاۃ' باب فی کم یقصر الصلاۃ وسمی النبی ﷺ یوماً و لیلۃ سفراً ح:۱۰۸۸' (۲/ ۳۵)

[4] سنن دارقطنی' الحج' ج۲ص ۲۲۲ اور ابن مفلح نے ''الفروع'' ج۳ص۲۳۵ میں کہا: ظاہر یہی ہے کہ یہ حسن درجے کی روایت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”کوئی عورت محرم کے بغیر حج نہ کرے۔“

لہذا عورت کے لیے محرم کا ساتھ ہونا اسی طرح ضروری ہے جیسے مال اسباب کا ہمراہ ہونا لازمی ہے اور اگر اس کے ساتھ محرم نہ ہوتو اس پر حج فرض نہیں کیونکہ اس میں استطاعت کی شرط نہیں پائی جا رہی۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (ال عمران: ۳/ ۹۷)

”اور لوگوں پر اللہ کا فرض ہے کہ جو بیت اللہ تک جانے کی استطاعت رکھے وہ اس کا حج کرے۔“

تو جو عورت کوئی محرم نہ پا سکے گویا اس کے پاس استطاعت ہی نہیں لہذا وہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالے بلکہ اپنے عذر کی وجہ سے حج چھوڑ دے اور یقیناً وہ اللہ کے ہاں بھی معذور سمجھی جائے گی۔

شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ تمام احادیث اس کی واضح دلیل ہیں کہ عورت پر حج اس وقت تک فرض نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔[1]

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دوران سفر عورت کو کہیں اوپر چڑھنا پڑتا ہے' کہیں اترنا پڑتا ہے اور کہیں خود کو پردے سے ظاہر کرنا ہوتا ہے' اس لیے اسے ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص ایسی صورت میں اس کی مدد کرے اور اس کے بدن کو ہاتھ لگائے۔ وہ اور اس کے ساتھ والی تمام عورتوں کو کسی نہ کسی نگہبان کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کی حفاظت بھی کرے۔ اور جو شخص غیر محرم ہو اس سے بے خوف نہیں ہوا جا سکتا خواہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ دلوں میں بہت جلدی تبدیلی آجایا کرتی ہے اور شیطان تو پہلے ہی گھات لگائے بیٹھا رہتا ہے۔[2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

---

[1] دیکھیے نیل الاوطار ج ۴ ص ۳۲۶

[2] دیکھیے شرح العمدۃ ج ۱ ص ۱۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ))[1]

''سن لو! جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' (یعنی شیطان ان کو برائی پر ابھارنے کے لیے فوراً وہاں آ جاتا ہے)

ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر کسی مال دار عورت کے پاس کوئی محرم نہ ہو' کیا اس پر حج واجب ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں کیونکہ محرم کا ہونا ''سبیل'' میں سے ہے۔[2] یعنی اللہ نے فرمایا جو شخص راستے کی طاقت رکھے اور راستے کی طاقت میں کئی چیزیں ہیں جن میں سے عورت کے لیے محرم کا ہونا بھی ہے۔

حج پر قدرت رکھنے والا وہ شخص ہے جو اسے ادا کرنے کی جسمانی طاقت بھی رکھتا ہو اور اسباب بھی مہیا ہوں مثلاً: سواری موجود ہو' سفر کی مشقتوں کو برداشت کر سکتا ہو' اتنا مال اس کے پاس ہو جو اس کے آنے جانے کے سفر اور اس تمام عرصے کے خرچوں کے لیے کافی ہو اور واپس آنے تک کے تمام عرصے کے لیے گھر میں مال اور خرچہ چھوڑ کر جا رہا ہو جو اس کے اہل وعیال کے لیے کافی ہو۔[3]

عورت کے محرم

عورت کے محرم سے مراد اس کا خاوند ہے یا وہ شخص مراد ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو مثلاً: اس کا بھائی' باپ' چچا' بھتیجا اور ماموں وغیرہ یا جو شخص عورت پر کسی خاص سبب کی وجہ سے حرام ہوا ہو مثلاً: رضاعی بھائی یا سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرمت آئے مثلاً: عورت کی ماں کا خاوند (عورت کا حقیقی باپ یا سوتیلا باپ) اور

---

[1] جامع الترمذی' الفتن باب فی لزوم الجماعة ح:۲۱۶۶ (۳۶/ ۳۳) یہ ابن عمرؓ سے مروی ہے اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی ح:۱۷۵۸

[2] دیکھیے المقنع مع الشرح الکبیر والانصاف ج۸ ص۷۷

[3] دیکھیے شیخ صالح الفوزان کی ''الملخص الفقهی'' ج۱ ص۲۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے خاوند کا بیٹا (عورت کا حقیقی بیٹا یا سوتیلا بیٹا)

محرم کے لیے شرط ہے کہ وہ بالغ اور عاقل ہو چھوٹا بچہ محرم نہیں بن سکتا اور غیر عاقل بھی محرم نہیں بن سکتا کیونکہ محرم کے ساتھ جانے میں حکمت یہ ہے کہ ان کی حفاظت ہو سکے' تاکہ کہیں وہ خواہشات سے بھرے ہوئے شیطان صفت مردوں کا شکار نہ ہو جن کو اللہ کا خوف ہوتا ہے نہ وہ اللہ کے بندوں پر رحم کرتے ہیں۔[1]

عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ قابل اعتماد عورتوں کے گروہ کے ساتھ سفر کرے یا ایسے قابل اعتماد مردوں کے ساتھ جائے جو غیر محرم ہوں اور اپنی پھوپھی' اپنی خالہ یا ماں کے ساتھ بھی سفر نہ کرے بلکہ محرم مرد کا ساتھ ہونا لازمی ہے۔

اگر کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر حج کر لے تو اس کا حج صحیح ہو گا' یہ فریضہ الٰہی اس سے ادا ہو جائے گا' لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمان بھی قرار پائے گی' جس کے لیے اسے توبہ و استغفار کی ضرورت ہے۔

ابن مفلح کہتے ہیں کہ بغیر محرم کے حج کرنا حرام ہے لیکن اس فریضے سے کفایت بھی کرے گا۔[2]

جب عورت اپنے ساتھ محرم پالے اور اپنے بدن و مال کے ساتھ استطاعت بھی رکھے تو اس پر فریضہ حج واجب ہو جائے گا' خواہ خاوند آڑے آئے اور جانے کی اجازت نہ بھی دے' پھر اسے جانا چاہیے کیونکہ باوجود قدرت کے حج چھوڑنا حرام کام ہے اور اللہ کی نافرمانی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خالق و مالک کی معصیت کے لیے کسی مخلوق کی اطاعت حرام اور ناجائز ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْف))[3]

---

[1] دیکھیے شیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی "دلیل الاخطاء التی یقع فیها الحاج والمعتمر" ص۱۷

[2] دیکھیے ابن مفلح کی "الفروع" ج۳ ص۲۴۱

[3] صحیح البخاری' الاحکام' باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة ح:۷۱۴۵ (۸/ ۱۴۴) صحیح مسلم' الامارة ح:۱۸۴۰ یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اطاعت تو صرف نیکی میں ہوتی ہے۔"

جن لوگوں کے پاس کوئی خادمہ ہو اور وہ گھر والے سفر پر جا رہے ہوں تو وہ اسے قابل اعتماد لوگوں کے پاس چھوڑ کر جائیں' سفر پر نہ لے جائیں اور اگر کوئی قابل اعتماد شخص یا گھرانہ نظر نہ آئے تو اسے مجبوراً اپنے ساتھ لے جائیں تو یہ ضرورت کی بنا پر کیا ہوا حج بھی صحیح ہوگا۔[1]

عدت میں مشغول عورتیں

اپنے خاوند کی وفات پر عدت گزارنے والی فرضی حج کر سکتی ہے نہ نفلی' کیونکہ اس کے لیے دوران عدت گھر سے باہر راتیں گزارنا جائز نہیں' کیونکہ وہ سوگ منا رہی ہوتی ہے اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ خاوند کے گھر ٹھہری رہے اور باہر نہ نکلے حتی کہ عدت ختم ہو جائے' کیونکہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد اپنے گھر جانے کا ارادہ رکھتی ہے' تو آپ نے فرمایا:

((اُمْكُثِي فِي بَيْتِ زَوْجِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ))[2]

"اپنے خاوند کے گھر میں ٹھہری رہ حتی کہ مدت اپنے مقررہ وقت کو پہنچ جائے۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان عورتوں کو بیداء جگہ سے بھی واپس بھیج دیتے تھے جن کے خاوند فوت ہو چکے ہوتے اور وہ عدت میں ہوتیں' ان کو حج سے روک دیتے۔[3]

ایسی عورت کے لیے گھر میں ٹھہری رہنا واجب ہے اور اس کا اختتام عدت کے بعد ادا کرنا ممکن ہی نہیں جب کہ حج کا سفر اختتام عدت کے بعد بھی کبھی ہو سکتا ہے' اس طرح

---

[1] دیکھیے الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی "دلیل الاخطاء التی یقع فیها الحجاج والمعتمر"

[2] مؤطا امام مالك' الطلاق' باب الاحداد: ۲ ص۵۹۱ مستدرك حاكم كتاب الطلاق : ج۲ ص۲۰۸۔ امام حاکم نے کہا کہ یہ دو سندوں سے صحیح ہے البتہ بخاری و مسلم نے اسے روایت نہیں کیا اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

[3] مؤطا امام مالك' الطلاق' باب مقام المرأة المتوفى عنها زوجها فی بيتها حتى تحل ج۲ ص ۵۹۱-۵۹۲۔ ابن ابی شیبہ ح: ۱۵۶۵۴ اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی "ماصح من آثار الصحابة فی الفقه ج۲ ص۷۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں واجب کاموں پر عمل ہو جائے گا۔[1]

☆☆ رجعی طلاق کے بعد عدت گزارنے والی کے متعلق اقوال اہل علم میں سے صحیح قول یہ ہے کہ وہ بھی اس معاملے میں کہیں نہیں جا سکتی۔ ہاں اگر اس کا خاوند اجازت دے دے تو پھر حج کے لیے جا سکتی ہے۔

☆☆ وہ عورت جو طلاق بائنہ کے بعد عدت گزار رہی ہو جس کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا یہ عورت رجعی طلاق والی کی نسبت زیادہ آزادی رکھتی ہے لیکن اس کے باوجود اس کا خاوند اس کو عدت کی حفاظت کے لیے روک سکتا ہے۔[2]

وہ عورت جس کے ساتھ کوئی محرم نہ جا سکے تو وہ دوسرے نیک اعمال میں خوب محنت کرتی رہے جن کا تعلق سفر سے نہ ہو' اسے چاہیے کہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور باری تعالیٰ سے امید رکھے کہ وہ کوئی آسانی پیدا فرمائے گا اور حج کے لیے خاوند یا محرم کا ساتھ پیدا فرما دے گا۔[3]

حج بدل

جو عورت بڑھاپے یا کسی ایسی بیماری کی وجہ سے جو ختم ہوتی نظر نہ آئے' حج پر نہ جا سکے تو وہ کسی کو اپنا نائب بنا کر اپنے مال سے حج بدل کرا دے اور اگر وہ بغیر حج کیے فوت ہو جائے تو اس کے مال سے حج کیا جائے۔

یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ کوئی مسلمان اس وقت تک کسی کی طرف سے حج نہیں کر سکتا جب تک کہ خود اپنا حج نہ کر چکا ہو اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا جو کہہ رہا تھا:

((لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ))

''اے اللہ! میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں۔''

آپ نے دریافت کیا کہ ''مَنْ شُبْرُمَةُ'' یہ شبرمہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا

---

[1] دیکھیے ڈاکٹر صالح بن محمد الحسن کی ''مناسك المرأة'' ص ۳۳

[2] دیکھیے الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی ''فتاوی الحج'' ص ۵۵ اور دیکھیے ''دروس و فتاوی الحرم'' ج ۳ ص ۱۵۶

[3] دیکھیے ''فتاوی اللجنة الدائمة'' ج ۱۱ ص ۹۲ فتوی ۸۳۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ میرا بھائی ہے یا اس نے کہا کہ میرا قریبی رشتہ دار ہے۔ آپ نے پھر پوچھا کہ:

((حَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ))

''کیا تو نے اپنی طرف سے حج کیا ہوا ہے؟''

اس نے جواب دیا کہ ''نہیں'' تو آپ نے فرمایا:

((حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ))[1]

''پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرنا''

یہ جائز ہے کہ ایک عورت دوسری عورت کی جانب سے حج کرے خواہ وہ حج کرنے والی اس کی بیٹی ہو یا کوئی دوسری عورت ہو' تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے۔

اسی طرح عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا بھی جائز ہے' ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہی مؤقف ہے' جیسے کہ بنوخثعم قبیلے کی ایک عورت کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کی اجازت دی تھی' اس نے پوچھا کہ اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا یہ اس کو کفایت کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا نَعَمْ یعنی ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔[2]

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ مرد کا احرام عورت کے احرام سے زیادہ کامل ہوتا ہے لیکن پھر بھی عورت' مرد کی طرف سے حج کر سکتی ہے۔[3]

ابن منذر کہتے ہیں علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مرد کا حج عورت کی طرف سے اور عورت کا حج مرد کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔[4]

---

[1] سنن ابی داؤد' المناسک' باب الرجل یحج عن غیرہ ح: ۱۸۱۱(۲/ ۴۰۳) یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں' سنن ابن ماجہ' المناسک' باب الحج عن المیت ح: ۲۹۰۳ (۳/ ۹۲۹) بیہقی السنن الکبریٰ' الحج' باب النیابۃ فی الحج من المعضوب والمیت ح:۵/ ۱۸۰
شوکانی کہتے ہیں کہ اسے بیہقی نے صحیح قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس مسئلے میں اس روایت سے بڑھ کر کوئی صحیح ثابت نہیں اور اس کے صحیح ہونے کی طرف التلخیص کے مؤلف ابن حجر بھی قائل ہیں دیکھیے نیل الاوطار' ج ۴ص ۳۲۷۔ ابن حجر نے بلوغ المرام میں بھی لکھا کہ اسے ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد ح:۱۵۹۱

[2] صحیح البخاری' جزاء الصید باب الحج عمن لا یستطیع الثبوت علی الراحلۃ ح: ۱۸۵۴' ۲/ ۲۱۵

[3] دیکھیے شیخ الاسلام کے ''فتاویٰ'' ج۲۶ ص ۱۳' ۱۴

[4] دیکھیے ابن منذر کی ''الاجماع'' ص ۶۷

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقسامِ حج

حج کے تین طریقے ہیں:

① حج تمتع ② حج افراد ③ حج قران

حج تمتع

اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت حج کے مہینوں میں صرف عمرے کا احرام باندھ لے جب حالت احرام میں مکہ پہنچے تو طواف کرنے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور بال کتروا کر احرام کھول کر دے پھر جب آٹھ ذوالحجہ کا دن آئے جسے یوم ترویہ کہتے ہیں تو از سرنو احرام باندھے جو صرف حج کا ہو اور پھر حج کے تمام افعال بجالائے۔

ایسا احرام باندھنے والی عورت پہلے احرام کے وقت یوں تلبیہ پڑھے۔

((لَبَّيْكَ عُمْرَةً))

''میں عمرے کے لیے حاضر ہوں''

اور دوسرے احرام کی حالت میں یہ تلبیہ کہے:

((لَبَّيْكَ حَجًّا))

''میں حج کے لیے حاضر ہوں''

حج افراد

اس کا طریق کار یہ ہے کہ حج کرنے والی صرف حج کا احرام باندھے جب مکہ پہنچ جائے تو طواف قدوم یعنی پہلا طواف کرے پھر حج کے لیے صفا و مروہ کے درمیان حج کے لیے سعی کرنے بال نہ کترائے اور اپنے احرام کو ختم نہ کرے بلکہ اسی حالت میں برقرار رہے یہاں تک کہ عید والے دن یوم نحر یعنی دس ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد اس کی یہ پابندی ختم ہو گی اور وہ اپنا حرام کھولے گی۔ اگر وہ حج کے پہلے طواف والی سعی (صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کو) دوسرے طواف یعنی طواف افاضہ کے بعد کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

ایسی عورت صرف اور صرف یہ تلبیہ پڑھے گی:

((لَبَّیْکَ حَجًّا))

''میں حج کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔''

حج قران

اس سے مراد یہ ہے کہ احرام باندھنے والی عمرہ اور حج کو ملا لے اور دونوں کی ادائیگی کی نیت کرلے' کہ ایک ہی احرام سے دونوں کام کروں گی' ایک ہی سفر میں ایسا کروں گی۔ یا صرف عمرے کا احرام باندھ لے لیکن عمرے کا طواف کرنے سے پہلے پہلے اس میں حج بھی داخل کر لے۔

ایسی عورت یوں تلبیہ کہے گی:

((لَبَّیْکَ عُمْرَۃً وَحَجًّا))

''میں عمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں۔''

افراد اور قران میں فرق

حج افراد اور حج قران والی دونوں عورتوں کے تمام کام احرام باندھنے سے لے کر احرام کھولنے تک ایک ہی طرح کے ہیں۔

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ حج قران والا شخص اس طرح کرے گا کہ جس طرح حج افراد والا شخص کرتا ہے کیونکہ عمرے کے افعال بھی حج کے افعال میں مدغم ہو جاتے ہیں[1] (اور دیکھنے میں وہ بھی حج افراد والے ہی کی طرح ہوتا ہے صرف نیت دونوں کی الگ الگ ہوتی ہے)

---

[1] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی ''خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضواء البيان'' ص ۱۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دونوں عورتیں (مفردہ اور قارنہ) دو دو طواف کریں گی' پہلا طواف قدوم اور دوسرا طواف افاضہ ہوگا۔ دونوں کی سعی بھی ایک ہوگی ایک ہی دفعہ یہ کام کرنا ہوگا دو دو دفعہ نہیں' اور ان کے لیے جائز ہے کہ چاہیں تو طواف قدوم کے ساتھ سعی کر لیں یا طواف افاضہ تک اسے مؤخر رکھیں۔

اگرچہ رسول اللہ ﷺ کا فعل یہ ہے کہ آپ نے پہلے طواف کے ساتھ سعی کی لیکن آپ کی دی ہوئی رخصتوں کے مطابق ہم کہہ رہے ہیں کہ عورت کے لیے آسانی رہے جب موقع ملے کر لے' لیکن یاد رہے کہ پہلے طواف کے ساتھ سعی کرنا سنت رسول ہوگا اور اس میں اتنا ہجوم نہیں ہوتا جس قدر عید والے دن ہوتا ہے کیونکہ اس وقت تمام حاجی موجود ہوتے ہیں اور بھیڑ کی وجہ سے مشقت زیادہ ہو جاتی ہے۔

حج افراد والی عورت کے کام حج قران والی کی طرح ہیں لیکن دو کاموں میں فرق ہے اور وہ یہ کہ حج قران والی پر قربانی واجب ہے اور حج مفرد والی پر نہیں۔ اور دوسرا یہ کہ دونوں کی نیت الگ الگ ہوتی ہے قران والی دو عبادتیں کرنے کی نیت کرتی ہے حج اور عمرہ دونوں لیکن افراد والی صرف ایک عبادت یعنی حج کی نیت کرتی ہے۔ البتہ کام دونوں کے یکساں ہوتے ہیں۔ حج افراد والی بھی قربانی کر سکتی ہے لیکن اس پر واجب نہیں۔

تمتع اور قران میں فرق

حج تمتع اور حج قران والی عورتیں اس بات میں تو متفق ہیں کہ دونوں پر قربانی واجب ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ تمتع کرنے والی کا عمرہ علیحدہ اور مستقل ہوتا ہے اور حج بھی علیحدہ اور مستقل ہوتا ہے جب کہ قران والی ایسا حج کرتی ہے جس میں عمرہ مدغم او ملا ہوا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرمان سنایا تھا:

((طَوَافُكِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ يَكْفِيكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ))[1]

---

[1] سنن ابی داؤد' المناسك' باب طواف القارن' ح:۱۸۹۷' (۲/ ۴۵۱) الشیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد ح ۱۶۷۱۔ اس معنی و مفہوم میں مسلم کی حدیث بھی ہے دیکھیے صحیح مسلم' الحج ح ۱۲۱۱ اور اس میں یہ لفظ ہے یُجْزِئُكِ یعنی تجھے کافی ہے ابن قیم کہتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حج ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تیرا بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا تیرے حج اور عمرے دونوں کے لیے کافی ہے۔''

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جن کو یہ حکم دیا جا رہا تھا وہ حج قران کا احرام باندھ کر آئی تھیں۔

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ خواہ حج تمتع کریں یا قران' ان پر قربانی واجب نہیں۔[1]

← قران والے کا عمرہ اسلام کے فرض کردہ عمرے سے بھی کفایت کرے گا اور یہی درست اور قطعی فیصلہ ہے دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص ۱۶۷

[1] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی خالص الجمان تہذیب مناسك الحج من اضواء البیان ص ۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۳

احرام اور اس کے احکام

احرام کی تعریف اور حکم

احرام حج کا پہلا رکن ہے۔

احرام حج کی نیت کو کہتے ہیں' احرام کے کپڑے الگ ہیں' اصل میں احرام کی تعریف' نیت پر صادق آتی ہے۔ کپڑے احرام نہیں کہلاتے کیونکہ بسا اوقات آدمی حج کی نیت کرنے ہی سے حالت احرام میں آجاتا ہے' خواہ وہ احرام کا لباس نہ بھی پہنے اور آپ ﷺ نے بھی فرمایا:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ)) [1]

''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

وجہ تسمیہ

احرام کو اس لیے احرام کہتے ہیں کہ جب کوئی مرد وعورت حج کی نیت کر لیتا ہے تو اس پر کتنی ہی ایسی چیزیں حرام قرار پاتی ہیں جو حالت احرام سے پہلے مباح اور جائز ہوتی ہیں مثلاً: خوشبو لگانا' بال کترانا' اور جماع وغیرہ۔

مواقیت حج

رسول اکرم ﷺ نے احرام باندھنے کے لیے چند جگہیں مقرر فرما دی تھیں تاکہ جو شخص حج وغیرہ کا ارادہ رکھتا ہو وہ وہاں سے احرام میں داخل ہو جائے اور وہاں سے بغیر

[1] صحیح البخاری' بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ح:۱ (۲/ ۳)
صحیح مسلم الامارۃ' ح:۱۹۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احرام کے گزرنا ممنوع ہے' حالت احرام میں وہاں سے گزرنا واجب ہے۔ ان جگہوں کو مواقیت کہتے ہیں' مواقیت صرف جگہیں ہی نہیں بلکہ کچھ اوقات کو بھی مواقیت کہتے ہیں' ہم دونوں قسموں کے متعلق روشنی ڈالیں گے۔ سب سے پہلے زبان یعنی وقت کے ساتھ تعلق رکھنے والے مواقیت کو دیکھتے ہیں۔

مواقیت زمانیہ

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: علمائے کرام کا اس پر اجماع ہے کہ حج کے مہینوں سے مراد تین مہینے ہیں جن میں سے پہلا شوال ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ کیا تین مہینے مکمل ہیں یا کچھ کم۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مکمل تین ماہ مراد ہیں اور انہوں نے یہ بات امام شافعی رحمہ اللہ کی ''الاملاء'' سے نقل کی ہے اور باقی ائمہ کے ہاں دو مہینے مکمل ہیں اور تیسرا مہینہ مکمل نہیں ہے۔[1]

لیکن ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ تین مہینے مکمل مراد ہیں شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ﴾ (البقرۃ : ۲/ ۱۹۷)

''حج کے معلوم مہینے ہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ''اشھر'' کا لفظ استعمال کیا ہے جو جمع کا صیغہ ہے اور جمع کا کم از کم اطلاق تین پر ہوتا ہے[2] اور پھر کوئی مانع اور رکاوٹ بھی موجود نہیں جو تیسرے مہینے یعنی ذوالحجہ کے باقی ماندہ ایام کو حج کے مہینوں میں شامل ہونے سے روکے' بات تو صرف اتنی ہے کہ حج کے لیے عرفہ میں جانا لازمی ہے' جو وہاں نہ جا سکے اس کا حج نہیں۔

---

[1] دیکھیے فتح الباری' ج ۳ ص ۴۹۱

[2] دیکھیے الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی ''فتاویٰ ارکان اسلام'' ص ۵۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج کے مہینوں سے پہلے احرام

جو عورت بھی احرام باندھنا چاہتی ہے وہ حج کے مہینوں میں ایسا کر سکتی ہے اگر ان مہینوں سے پہلے ہی احرام باندھ لے تو اس کا حج شمار نہ ہوگا۔

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حج کے مہینوں سے پہلے احرام نہ باندھنے کا فیصلہ درست ہے اور اس کی تقویت و تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حج کے اعمال و افعال کے لیے خود ہی کچھ مہینے مخصوص کر دیئے ہیں' کہ حج کے عمل انہی اوقات میں ہوں اور احرام باندھنا بھی حج کے عملوں میں سے ایک اہم عمل ہے' تو یہ کیوں وقت سے پہلے ہو۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حج کا احرام ان مہینوں سے پہلے باندھ لینا بھی درست ہے اسے چاہیے کہ دلیل پیش کرے۔[1]

مواقیت مکانیہ

جن جگہوں سے احرام باندھنا ہوتا ہے وہ پانچ ہیں:

① ذوالحلیفہ: یہ اہل مدینہ اور ہر اس شخص کا میقات ہے جو کسی بھی جگہ سے حج یا عمرہ کے لیے آتا ہوا یہاں سے گزرے۔ تمام مواقیت میں سے یہی جگہ مکے سے زیادہ دور ہے۔[2]

② جحفہ: یہ ایک قدیم کھنڈر نما بستی تھی' لوگ اس سے گزرنا چھوڑ کر اس سے کچھ پیچھے ''رابغ'' جگہ سے احرام باندھا کرتے تھے۔ یہ جگہ اہل شام اور وہاں سے گزرنے والے ہر حاجی و معتمر کے لیے میقات ہے۔

---

[1] دیکھیے نیل الاوطار ج۴ ص ۳۳۷

[2] شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ وہاں ایک کنواں بھی ہے جس کا نام جاہل عوام میں بئر علی (علیؓ کا کنواں) مشہور ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اس جگہ علی نے جنات سے لڑائی کی تھی۔ یہ سراسر جھوٹ ہے کیونکہ جنات کے ساتھ کسی صحابی کی لڑائی نہیں ہوئی' علی کی شان اور رعب تو اس سے کہیں بلند ہے کہ جنات اس کے مقابلے کی سوچیں اور ڈٹ جائیں' بہرحال اس کنویں کی کوئی فضیلت ثابت ہے نہ مذمت۔ دیکھیے ''الفتاویٰ'' ج۲۶ ص ۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص ''رابغ'' سے احرام باندھ لیتا ہے یوں سمجھو کہ جیسے اس نے میقات ہی سے احرام باندھا کیونکہ رابغ اس سے تھوڑا سا ہی پہلے ہے۔[1]

③ یلملم: یہ تہامہ کے علاقے میں ایک پہاڑ یا جگہ کا نام ہے اور یہ اہل یمن اور وہاں سے گزرنے والے دوسرے لوگوں کا میقات ہے۔

④ قرن منازل: اس جگہ کا نام ''سیل'' بھی مشہور ہے یہ اہل نجد[2] اور وہاں سے گزرنے والے دوسرے لوگوں کا میقات ہے۔

⑤ ذات عرق: اس جگہ کو ''ضریبہ'' بھی کہا جاتا ہے' یہ اہل عراق اور دوسرے گزرنے والوں کا میقات ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ)) [3]

''رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ' اہل شام کے لیے جحفہ' اہل نجد کے لیے قرن منازل اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ)) [4]

---

[1] التحقیق والایضاح: ص ۱۳

[2] ابن حجر کہتے ہیں کہ نجد ہر بلند جگہ کو کہہ دیا جاتا ہے اور یہ دس جگہوں کا نام ہے دیکھیے فتح الباری ج ۳ ص ۴۵۱

[3] صحیح البخاری' الحج' باب مهل اهل مكة للحج والعمرة' ح: ۱۵۲۴ (۲/ ۱۷۳) صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۱۸۱ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ وقت کا معنی ہے حدود (یعنی حد بندی کی اور خدود متعین کیں) دیکھیے شوکانی کی نیل الاوطار ج ۴ ص ۳۳۰

[4] سنن ابی داؤد' المناسک' باب فی المواقیت ح: ۱۷۳۹ (۲/ ۳۵۴) سنن النسائی الحج' باب میقات اهل العراق' ح: ۲۶۵۶ (۵/ ۱۲۵) الشیخ البانی رحمہ اللہ سے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد' ح: ۱۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رسول اکرم ﷺ نے ذات عرق کو اہل عراق کے لیے میقات مقرر کیا۔''

ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مواقیت کے متعلق ثابت شدہ اس خبر اور حدیث پر علماء کا اجماع ہو چکا ہے۔[1]

ان جگہوں کی حد بندی آپ کے رسول ہونے کی نشانیوں' علامات نبوت اور دلائل رسالت میں سے ایک اہم نشانی' علامت اور دلیل ہے کیونکہ آپؐ نے ان علاقوں کے لوگوں (یعنی یمن شام اور عراق وغیرہ) کے اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی ان کی حد بندی کر دی کہ آخر کار ان علاقوں میں اسلام داخل ہو جائے گا اور وہاں کے باسی اسلام قبول کر لیں گے' بیت اللہ کا حج کرنے کے لیے ان جگہوں سے احرام باندھ کر گزریں گے اور تاریخ گواہ ہے کہ واقعی ایسے ہو کر رہا۔

اور یہ شریعت کی سہولتوں میں سے ہے کہ ہر جانب والے لوگوں کے لیے انہی کی جانب سے ایک جگہ مقرر کی گئی اور ان کے پیچھے کے علاقوں سے آنے والوں کے لیے بھی یہ جگہیں متعین کر دی گئیں۔ اگر میقات صرف ایک ہوتا تو یقیناً تمام لوگوں کے لیے نہایت مشکل اور گراں گزرتا۔

اہل حرم کا میقات

ان مذکورہ تمام جگہوں کے اندر والے علاقے کو ''حرم'' کہتے ہیں جو لوگ میقات سے آگے یعنی حرم کی جگہ میں رہتے ہیں وہ کہاں سے احرام باندھیں؟ کیا پیچھے آ کر حرم سے باہر جا کر احرام باندھ کر آئیں یا نہیں؟ تو ان کے متعلق ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس شخص کا گھر مکے سے اتنا دور نہ ہو جتنا کہ میقات مکے سے دور ہے یعنی میقات کے باہر نہ ہو بلکہ اندر والی جانب ہو تو اس کا گھر ہی اس کا میقات ہے اور اکثر اہل علم کی رائے بھی یہی ہے۔[2]

---

[1] دیکھیے ابن المنذر کی ''الاجماع'' ص ۵۴

[2] المغنی: ج۵ ص ۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی فرمان ہے:

((هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتٰی عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ أَوِ الْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ))[1]

''یہ مذکورہ جگہیں ان جگہوں کے رہنے والوں کے لیے بھی میقات ہیں اور ان لوگوں کیلئے بھی جو دوسری جگہوں سے آتے ہوئے یہاں سے گزریں (لیکن یہ حکم ان کیلئے ہے) جو حج یا عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں اور جو شخص ان جگہوں کے آگے ہو (یعنی مواقیت سے باہر نہ ہو بلکہ اندر کی جانب ہو) تو وہ جہاں سے چلنے لگے وہیں سے احرام باندھ لے حتی کہ اہل مکہ' مکہ ہی سے احرام باندھ لیں۔''

ایک غلطی کا ازالہ

بہت سے حجاج کرام ایک غلطی کا شکار ہیں اور وہ یہ کہ انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ احرام باندھنے کے لیے ضروری ہے کہ میقات پر تعمیر کی گئی مسجد ہی میں جائیں ورنہ احرام درست نہیں۔

نہیں میری معزز بہنو!...... میقات صرف اس مسجد میں محدود نہیں ہے بلکہ میقات کا سارا علاقہ ہی احرام باندھنے کی جگہ ہے اس کا کوئی ایک حصہ مخصوص نہیں ہے۔ اس میقات کے متعلق یہی مؤقف درست ہے' اس میں وسعت وسہولت ہے' اس سے پردہ پوشی زیادہ ہوگی اور ہجوم سے بھی اجتناب رہے گا۔ اور اس وقت وہاں موجود مسجدیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہیں تھیں اور ان کی تعمیر احرام باندھنے کے لیے نہیں ہوئی بلکہ ان کا مقصد تو یہ ہے کہ اس کے گرد ونواح میں رہنے والے لوگ وہاں نماز قائم کر سکیں۔[2]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب مهل اهل مكة للحج والعمرة ح:۱۵۲۴' (۲/ ۱۷۳) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۱۸۱

[2] دیکھیے الشیخ صالح الفوزان کی ''الملخص الفقهی'' ج ا ص ۲۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو عورت عمرے کا ارادہ رکھتی ہے اور وہ حرم میں موجود ہو تو اسے چاہیے کہ حرم سے یعنی میقات کے اندرونی علاقوں سے باہر نکل کر احرام باندھے' میقات کی بیرونی جگہ یعنی باہر والی ساری زمین ''حل'' کہلاتی ہے اور اندرونی جگہ حرم تو وہ باہر نکل کر احرام باندھے پھر اندر داخل ہو۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہر وہ شخص جو مکے میں ہو تو حج کے لیے اس کا میقات مکہ ہی ہے لیکن اگر وہ عمرہ کرنا چاہے تو اسے حرم سے یعنی مقرر کردہ مواقیت میں سے کسی سے باہر جا کر حل سے احرام باندھنا پڑے گا' اس میں ہمیں کسی کا اختلاف معلوم نہیں۔[1]

حل سے مقصود وہ علاقے ہیں جو حرم کی حدود سے باہر ہیں مثلاً تنعیم' عرفہ وغیرہ اس میں تنعیم ہی کی شرط نہیں بلکہ جو بھی باہر والی جگہ قریب ہو گی وہیں سے وہ جا کر عمرے کا احرام باندھ لے۔

جو عورت ان مواقیت سے گزرے اور اس کا ارادہ حج یا عمرے کا نہ ہو بلکہ وہ تعلیم و تدریس میں' صلہ رحمی' علاج معالجے سیر و سیاحت یا کام کاج وغیرہ کے سلسلے میں آئے تو احرام باندھ کر میقات سے گزرنا اس کے لیے واجب نہیں۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف بھی نہیں اور احرام ترک کر دینے میں اس پر کوئی سزا اور کفارہ بھی نہیں۔[2] کیونکہ حدیث میں بھی آپ دیکھ چکے ہیں جسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواقیت مقرر کیے پھر یہ فرمایا:

((مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ اَوِ الْعُمْرَةَ)) [3]

''جو شخص حج یا عمرے کا ارادہ رکھتا ہو''

---

[1] دیکھیے ابن قدامہ کی ''المغنی'' ج۵ ص۵۹

[2] دیکھیے ابن قدامہ کی ''المغنی'' ج۵ ص۷۰ البانی رحمہ اللہ کہتے جو شخص حج یا عمرے کے لیے حرم میں داخل نہ ہو بلکہ کسی اور مقصد کے لیے ہو تو اس پر احرام واجب قرار دینے کی کوئی دلیل نہیں۔ دیکھیے البانی رحمہ اللہ کی ''التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیه: ج۲ص۶۶۔

[3] صحیح البخاری' الحج' باب مهل اهل مکة للحج والعمرة' ح:۱۵۲۴ (۲/ ۱۴۳) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۱۸۱ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے۔ دیکھیے فتح الباری' ج۳ ص۴۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو عورت حج کا ارادہ رکھتی ہو اس کے لیے جائز ہے کہ چاہے تو حج مفرد کا احرام باندھے' چاہے حج تمتع کا اور چاہے تو حج قران کا' اس اختیار کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ہے:

((خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ)) [1]

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کے سال روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض صرف عمرے (یعنی حج تمتع) کا تلبیہ پڑھ رہے تھے' بعض حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض صرف حج کا۔''

یہ روایت مذکورہ تینوں اقسام کے احرام کے متعلق صریح نص ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص حج کے مہینوں میں میقات پر پہنچ جائے تو وہ تینوں قسموں میں سے جسے چاہے اختیار کر سکتا ہے جن کو تمتع افراد اور قران کہتے ہیں۔ [2]

کون سی قسم افضل؟

ان تینوں میں سے حج تمتع کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے یہ وہی ہے جس کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے یوں تمنا فرمائی:

((لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْ لَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ)) [3]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب التمتع والاقران والافراد بالحج' ح ۱۵۶۲' (۲/ ۱۸۵) یہ لفظ بخاری کے ہیں۔ صحیح مسلم' الحج' ح:۲۱۱ سنن ابی دائود' المناسک' باب فی افراد الحج' ح:۱۷۷۹' (۲/ ۳۸۱)

[2] ''الفتاوی'' ج ۲۶' ص ۱۰۰

[3] صحیح البخاری' باب تقضی الحائض المناسک کلها الا الطواف بالبیت ح: ۱۶۵۱ (۲/ ۲۰۸) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۶ نووی نے مسلم کی شرح میں کہا: اس حدیث میں دلیل ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر مجھے اس چیز کا پہلے پتہ چل جاتا جو مجھے بعد میں معلوم ہوئی ہے تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا' اگر میرے ساتھ یہ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں احرام کھول دیتا (اور تمتع کی نیت کر لیتا)''

اسی بارے میں صحابہ کرام نے آپؐ سے سوال بھی کیا اللہ کے رسول! ہم اسے عمرہ کس طرح بنائیں جب کہ ہم حج کا نام لے چکے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

((اِفْعَلُوْا مَا اٰمُرُكُمْ بِهٖ فَاِنِّيْ لَوْ لَا اَنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِيْ اَمَرْتُكُمْ)) [1]

''جو میں تمہیں حکم دے رہا ہوں اسے کر گزرو' یقین مانو اگر میں اس قربانی کو ساتھ نہ لے آیا ہوتا تو میں بھی اسی طرح کرتا جیسے تم کر رہے ہو۔''

آپؐ کی اس خواہش سے معلوم ہو گیا کہ حج تمتع افضل ہے' ہاں جو شخص قربانی اپنے ساتھ لایا ہو اس کے لیے حج قران افضل ہے اور اگر حج کے مہینوں سے پہلے عمرے کا احرام باندھ کر آیا اور مکہ میں ٹھہر گیا تو پھر حج افراد افضل ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ نے اس فیصلے کے متعلق لکھا ہے کہ یہ بہت انصاف والا اور عدل سے بھرپور مؤقف ہے اور صحیح احادیث کے ساتھ موافقت بھی رکھتا ہے۔[2]

← ہے کہ دینی امور اور شرعی مصالح کے رہ جانے اور فوت ہو جانے پر ''اگر'' کا لفظ بول کر اظہار افسوس کیا جا سکتا ہے اور جس صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ''اگر'' کا لفظ بولنے سے عمل شیطان کا دروازہ کھلتا ہے' اس کو ہم دنیاو مال و منافع کے لیے افسوس پر محمول کریں گے تو اس طرح ہمارے کلام میں سب حدیثوں کے درمیان تطبیق ہو جائے گی واللہ اعلم۔ دیکھیے مسلم کی شرح نووی: ج۸ ص۳۹۰ بعض علماء نے یوں تطبیق دی ہے کہ جہاں ''اگر'' کا لفظ بولا گیا ہے وہ خبر دینے کے طور پر ہے تقدیر پر اعتراض کرنے کے طور پر نہیں اور جو منع کیا گیا ہے وہ تقدیری معاملات میں مخالفت ہے۔

[1] صحیح مسلم' الحج' ح:۲۱۱۴

[2] فتح الباری ج۳ ص۵۰۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیض کا عارضہ لاحق ہو جائے تو......

جب کوئی عورت حج تمتع کا احرام باندھ چکی ہو اور مکہ تک پہنچتے پہنچتے حیض میں مبتلا ہو جائے' وہ عمرہ بھی نہ کر سکی اور حج رہ جانے کا بھی خدشہ لاحق ہو جائے' کیونکہ وہ طواف اور سعی تو کر نہیں سکتی اور عمرہ بھی پورا نہیں کر سکتی طواف نہ کر سکی تو عمرہ کیسے مکمل ہو تو ایسی عورت کو حکم دیا جائے گا کہ اپنا پہلا احرام کھول کر فوراً حج کا نیا احرام باندھے تاکہ حج قران کر سکے' رسول اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب کہ وہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے پہلے مقام سرف پر حیض میں مبتلا ہو گئی تھیں' آپ نے ان کو یہی حکم دیا تھا کہ حج تمتع ختم کر کے حج قران میں بدل لے[1] اور چونکہ یہ ایک حکم تھا اور حکم رسول واجب ہوتا ہے' اس لیے کرنا واجب ہے۔

حیض میں مبتلا عورت مسجد حرام میں داخل نہیں ہو سکتی صرف وہاں سے بصورت مجبوری گزر سکتی ہے۔ اس میں طواف کے لیے' وعظ و نصیحت سننے کے لیے سبحان اللہ لا الہ الا اللہ وغیرہ اذکار کرنے کے لیے ٹھہرنا اس کے لیے جائز نہیں۔

اگر طواف کرتے کرتے اسے حیض کا خون جاری ہونے کا احساس ہو تو طواف ترک نہ کرے بلکہ کرتی رہے حتی کہ اسے یقین ہو جائے کہ واقعی حیض شروع ہو چکا ہے تو اس وقت فوراً مسجد سے باہر نکل آئے اور اپنے پاک ہو جانے تک انتظار کرے اور پھر بعد میں نئے سرے سے طواف کرے۔[2]

ایک دعاء

جب عورت اپنے حج کی تعیین کر لے[3] تو پھر اس کیلئے یہ دعاء پڑھنا مشروع ہے:

---

[1] صحیح البخاری' الحیض' باب تقضی الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت ح:۳۰۵ (۱/ ۹۱) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۱

[2] دیکھیے الشیخ محمد عثیمین رحمہ اللہ کی ''الفتاوی المکیۃ'' ص ۱۹۔۲۰

[3] اگر وہ تمتع کا ارادہ رکھتی ہے تو پہلے یوں کہے لبیک عمرۃ (میں عمرے کے لیے حاضر ہوں) پھر عمرے کے بعد احرام کھول دے اور آٹھ ذوالحجہ کو دوبارہ احرام باندھے اور یوں کہے لبیک حجا (میں حج کے لیے حاضر ہوں) اگر وہ قران کا ارادہ رکھتی ہے تو یوں کہے: لبیک عمرۃ وحجا اور اگر افراد کا ارادہ رکھتی ہے تو یوں کہے: لبیک حجا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ حَجَّۃٌ لَا رِیَاءَ فِیْھَا وَلَا سُمْعَۃَ))[1]

''اے اللہ! اس حج میں ریاکاری آئے نہ شہرت۔''

کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناکارہ سے پالان اور ایسی چادر پر حج کیا جس کی قیمت چار درہم یا اس سے بھی کم تھی پھر آپ ﷺ نے یہ دعاء مانگی:

((اَللّٰھُمَّ حَجَّۃً لَا رِیَاءَ فِیْھَا وَلَا سُمْعَۃَ))[2]

''اے اللہ! اس حج میں ریاء آنے دے نہ شہرت۔''

احرام سے پہلے غسل

مناسک حج اور افعال حج پر عمل کرتے وقت عام طور پر جسمانی مشقت وتھکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے' جس کی بنا پر جسم سے مکروہ قسم کی بدبو اٹھنے لگتی ہے' پسینے کی وجہ سے جسم کی بو اچھی نہیں رہتی' اس کو دور کرنے کے لیے بوقت احرام غسل کرنا اور نہانا دھونا ایک مستحب کام ہے اور غسل نہ کرنے کی نسبت غسل کرنا افضل ہے کیونکہ غسل کی وجہ سے جسم ہلکا پھلکا اور آئندہ کے لیے چست ہو جاتا ہے۔

عورت کے لیے مشروع ہے کہ جب وہ میقات پر احرام کا ارادہ کرے تو اس سے پہلے غسل ضرور کر لے۔ رسول مکرم ﷺ کے متعلق سیدنا خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِاِھْلَالِہٖ وَاغْتَسَلَ))[3]

---

[1] دیکھیے شیخ بکر ابوزید کی تصحیح الدعاء ص ۵۱۱

[2] سنن ابن ماجہ' المناسك' باب الحج علی الرحل' ح:۲۸۹۰ (۲/ ۹۶۵) یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابن ماجہ ح:۲۳۳۷

[3] جامع الترمذی' الحج' باب ما جاء فی الاغتسال عند الاحرام' ح:۸۳۰ (۳/ ۱۷۸) ترمذی نے اسے حسن اور غریب قرار دیا ہے اور کہا کہ بعض اہل علم نے احرام کے وقت غسل کرنا مستحب سمجھا ہے اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ سنن دارمی' المناسك' باب الاغتسال فی الاحرام' ح:۱۷۹۴ (۲/ ۳۸)۔ اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی' ح:۶۶۴ اور انہوں نے ''التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة'' ج۲ ص۷۰ میں کہا کہ یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ آپ نے کسی کو احرام کے وقت غسل کا حکم دیا ہو صرف حیض ونفاس والی عورتوں کے لیے ثابت ہے کسی اور کے لیے نہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو بھی صرف گندگی دور کرنے کے لیے یہ حکم دیا گیا ہے اگر احرام کے لیے غسل کا حکم ہوتا تو دوسرے لوگ اس حکم کے زیادہ لائق تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم ﷺ نے احرام کے وقت کپڑے اتار کر غسل فرمایا تھا۔''

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: علماء اس پر متفق ہیں کہ حج یا عمرہ یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھتے وقت غسل کرنا مستحب ہے واجب نہیں بلکہ اسے سنت مؤکدہ کا درجہ حاصل ہے' اس کا ترک کرنا مکروہ ہے' بغیر غسل کیے احرام کے جائز ہونے پر بھی علماء کا اجماع ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر حیض ونفاس والی عورتیں بغیر فارغ ہوئے احرام باندھ لیں تو یہ کفایت کرے گا اور کوئی فدیہ بھی لازم نہ ہوگا۔[1]

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احرام کے وقت کسی کا بھی غسل ترک کرنا مجھے پسند نہیں۔[2]

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ غسل کے بغیر احرام کے جائز ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔[3]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ اِذَا اَتَتَا عَلَى الْوَقْتِ تَغْتَسِلَانِ وَتُحْرِمَانِ وَ تَقْضِيَانِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ))[4]

''حیض ونفاس والی عورتیں جب میقات پر پہنچیں تو غسل کر کے احرام باندھ لیں اور بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے تمام مناسک ادا کرتی رہیں۔''

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حیض ونفاس والی عورتوں کے حق میں غسل کرنا زیادہ تاکید والا امر ہے کیونکہ ان دونوں کے متعلق خاص طور پر حدیث آئی ہے۔[5]

---

[1] دیکھیے المجموع ج۷ص ۲۱۲

[2] دیکھیے ابن عبدالبر کی ''الاستذکار'' ج۱۱ ص ۱۳

[3] دیکھیے المنذر کی ''الاجماع'' ص ۵۵

[4] سنن ابی داؤد' المناسک' باب الحائض تهل بالحج ح:۱۷۴۴' (۲/ ۳۵۷) ا سے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد' ح:۱۵۳۴

[5] المغنی ج۵ ص ۱۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حج کا احرام باندھتے وقت غسل کا حکم فرمایا تھا کیونکہ وہ اس وقت حالت حیض میں تھیں اور یہی حکم نفاس والی کے لیے ہے کیونکہ آپ نے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو جب انہوں نے بچے کو جنم دیا تھا تو حکم فرمایا تھا:

((اِغْتَسِلِیْ وَاسْتَثْفِرِیْ بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِیْ))[1]

"غسل کر کپڑے کے ساتھ لنگوٹ باندھ اور احرام باندھ۔"

اِسْتَثْفِرِیْ کا معنی تَحَفَّظِیْ کیا گیا ہے[2] یعنی کپڑے کے ساتھ حفاظت کر کہ جب شرمگاہ پر کپڑا موجود ہوگا تو باقی لباس خون سے خراب نہ ہوگا۔

بعض عورتیں اس غلطی کا شکار ہیں کہ جب وہ حالت حیض میں میقات سے گزرتی ہیں تو وہ یہ سمجھتے ہوئے احرام کی نیت نہیں کرتیں کہ شاید حیض اس سے مانع ہے۔

یاد رکھیے' عورت خواہ حالت حیض میں ہو یا نفاس میں' ہر صورت میں اسے حج و عمرے کے احرام کی نیت میقات پر ہی کر لینی چاہیے جیسا کہ گزشتہ دلائل سے ثابت ہو چکا ہے اور آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا:

((اِفْعَلِیْ مَا یَفْعَلُ الْحَاجُّ غَیْرَ أَلَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَطْهُرِیْ))[3]

"جو کام حاجی کریں گے تو بھی کرتی رہ مگر پاک ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہیں کرنا۔"

حیض والی پر لازم ہے کہ وہ احرام کی تمام ممنوعات اور پابندیوں کا خیال رکھے' اور پاک ہونے تک مسجد حرام میں نہ ٹھہرے' جب پاک ہو تو عمرہ کر کے احرام کھول دے۔ اگر

---

[1] صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۱۸ ابن قیم کہتے ہیں کہ اس قصے میں تین سنتیں ہیں (۱) احرام باندھنے والے کا غسل (۲) حیض والی کا اپنے احرام کے وقت غسل کرنا (۳) حیض والی کا احرام درست ہے۔ دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص۱۶۰

[2] دیکھیے الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی "الشرح الممتع" ج۷ ص۶۹

[3] صحیح البخاری' الحیض' باب تقضی الحائض المناسک کلها الا الطواف بالبیت ح:۳۰۵ (۱/ ۹۱) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ احرام کی نیت کے بغیر میقات سے گزر چکی ہے تو اس پر لازم ہے کہ واپس جا کر وہاں سے احرام باندھ کر اور نیت کر کے آئے۔ اگر ایسا نہ کرے گی تو گناہ گار شمار ہو گی کیونکہ اس نے ایک واجب کو ترک کیا اور اس کے کفارے میں اسے فدیہ دینا پڑے گا یعنی ایک بکری ذبح کرے یا اونٹ و گائے کا ساتواں حصہ صدقہ کرے جسے مکے کے فقراء میں تقسیم کرے اور خود اس میں سے کچھ نہ کھائے۔[1]

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر عورت حج کے دنوں میں گولیاں کھا کر روک لے اور مؤخر کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں چونکہ اس میں ایک مصلحت ہے اور فائدہ ہے' تا کہ وہ لوگوں کے ہمراہ طواف بھی کر لے اور اپنے ساتھ والی جماعت اور گروپ سے علیحدہ بھی نہ ہو۔[2]

اگر عورت اپنے سر پر یا جسم پر ایسا تیل اور کریم استعمال کرے جس میں مہکنے والی اور پھیلنے والی خوشبو نہ ہو تو جائز ہے' سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما زیتون کا تیل استعمال کیا کرتے تھے۔[3]

احرام والی عورت غسل کر لے تو کوئی حرج نہیں اور وہ اپنا سر دھو سکتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں غسل کیا تھا۔[4]

ابن عمر بھی حالت احرام میں غسل کر لیتے اور کہتے کہ اس طرح پانی سے بال مزید پراگندہ ہی ہوتے ہیں۔[5]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: بسا اوقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجھے کہا

---

[1] دیکھیے فتح الباری : ج۳ ص۴۵۲

[2] دیکھیے "فتاوی مهمة تتعلق بالحج والعمرة: ص۴۷

[3] صحیح البخاری' الحج' باب الطیب عند الاحرام ح:۱۵۳۷ (۲/ ۱۷۷)

[4] صحیح البخاری' العمرة باب الاغتسال للمحرم۔ صحیح مسلم' الحج ح: ۱۲۰۵

[5] دیکھیے امام شافعی کی کتاب "الام" الحج' باب الغسل بعد الاحرام: ج۲ ص۱۴۶ مؤطا امام مالك' الحج' باب غسل المحرم: ج۱ ص۳۲۳ بیہقی' السنن الکبریٰ' الحج' باب الاغتسال بعد الاحرام: ج۵ ص۶۳ اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ارواء الغلیل ج۴ ص۲۱۰ اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی ماصح من آثار الصحابة فی الفقه ج۲ ص۷۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے کہ آؤ پانی میں غوطہ لگاتے ہیں تاکہ پتہ چل جائے کہ کس کا سانس لمبا ہے اور اس وقت ہم حالت احرام میں ہوتے تھے۔[1]

احرام کے وقت نماز

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ فرض نماز مثلاً ظہر وعصر وغیرہ کے بعد احرام باندھنا سنت ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مستحب یہی ہے کہ احرام کسی نماز کے بعد باندھا جائے خواہ وہ فرض ہو یا نفلی' اگر فرض کا وقت نہ ہو بلکہ نفلی نماز کا وقت ہو تو نفلی کے بعد احرام باندھے' یہ ایک قول ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگر فرض نماز پڑھی ہو تو اس کے بعد احرام باندھ لے ورنہ احرام کے لیے کوئی خاص نماز نہیں اور یہی راجح ہے۔[2]

علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ احرام کے لیے کوئی نماز خاص نہیں لیکن اگر احرام سے قبل کوئی نماز آ جائے تو پھر نماز کا انتظار کرے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد احرام باندھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بہترین نمونہ ہیں کہ آپ نے ظہر کی نماز سے فراغت کے بعد احرام باندھا تھا۔[3]

احرام کا لباس

عورت کے لیے جائز ہے کہ احرام کے لیے جو کپڑے چاہے' پہن لے اس کے

---

[1] الشافعی' الام' الحج' باب الغسل بعد الاحرام' ج۲ ص ۱۴۲۔ اسی سن سے دیکھیے بیھقی السنن الکبریٰ' الحج' باب الاغتسال بعد الاحرام: ج۵ ص ۶۳ اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ارواء الغلیل ج۴ ص ۲۱۱ اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی ''ماصح من آثار الصحابۃ فی الفقہ'' ج۲ ص ۷۳۶

[2] دیکھیے ''الفتاوی'' ج۲۶ ص ۱۰۸۔۱۰۹۔ ابن قیم کہتے ہیں نبی کریم ﷺ سے یہ منقول نہیں ہوا کہ آپ نے احرام کے لیے دو رکعتیں پڑھیں صرف ظہر کی فرض نماز ثابت ہے' دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص ۱۰۷

[3] دیکھیے ''مناسك الحج والعمرۃ'' ص ۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احرام کے لیے کوئی مخصوص لباس نہیں ہے' عام لوگوں کا خیال تو یہی مخصوص لباس کا ہے لیکن یہ درست نہیں۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کا مکمل لباس سلا ہوا ہو۔ وہ سلا ہوا لباس' موزے پہنے اور سر کو ڈھانپ کر بال چھپا کر رکھے۔[1]

افضل یہ ہے کہ احرام کے لیے جو لباس پہنے وہ خوبصورت نہ ہو' آنکھوں اور نظروں کو کھینچنے والے اور دلکش نہ ہوں کیونکہ اتنے ہجوم میں مردوں کے ساتھ اختلاط ہو جاتا ہے اگر وہ خوبصورت کپڑے پہن لے تو احرام اگرچہ درست ہو گا لیکن اسے ترک کرنا افضل ہے کیونکہ اس کا پہننا خطروں سے بھرپور ہے۔

احرام کے لیے کوئی معین اور خاص رنگ بھی نہیں۔ بعض عورتوں کا خیال ہے کہ عورت کے لیے سفید یا سبز یا سیاہ رنگوں میں سے کوئی ایک ہونا لازمی ہے یہ سراسر غلطی اور واضح خطاء ہے۔

ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ احرام والی عورت کون سا لباس پہنے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ وہ ریشم کے کپڑے' روئی اور کتان کے کپڑے' رنگے ہوئے کپڑے اور اپنے زیورات میں سے سب کچھ پہن سکتی ہے۔[2]

نقاب اور دستانے

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ عورتوں کو اپنے احرام کے دوران دستانے پہننے' نقاب اوڑھنے' ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے روکا کرتے تھے' اور اس کے علاوہ جو چاہے پہنے خواہ کوئی رنگ ہو' کسنبے

[1] دیکھیے فتح الباری ج۳ ص۴۰۶

[2] بیہقی' السنن الکبریٰ' الحج' باب ما تلبس المحرمة من الثياب ج۵ ص۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کے لیے حالت احرام میں مہندی لگانے میں کوئی حرج نہیں جس میں خوشبو نہ ہو مگر وہ اپنی یہ زینت مردوں کے لیے ظاہر نہ کرے۔[1]

تقوے کا لباس

اس عظمتوں والے موسم حج میں عورت کے لیے' مسلمان بہن کے لیے لائق یہی ہے کہ اپنے بارے میں اور اللہ کے بندوں کے بارے میں تقویٰ اختیار کیے رکھے' ایسا لباس نہ پہنے جس سے اس کا بدن ننگا ہو' یا جسم کے ابھار واضح کرتا ہو' نشیب وفراز دکھلاتا ہو یا ایسا لباس جو مردوں کے جذبات بھڑکاتا ہو' اے میری قابل احترام بہن!...... اپنے سامنے سیدہ غامدیہ رضی اللہ عنہا کا قصہ رکھا کر جس سے زمانہ نبوی میں ارتکاب زنا ہوا اور جب اس کے گناہ کی صفائی کے لیے اسے رجم کیا جا رہا تھا تو اس وقت اس کے قصے میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

((فَشُکَّتْ عَلَیْهَا ثِیَابُهَا' ثُمَّ أُمِرَ بِهَا فَرُجِمَتْ))[2]

''اس کے کپڑے باندھ دیے گئے' پھر اس کے متعلق حکم دیا گیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔''

اندازہ کیجیے اس سزا والی کے موت کے وقت بھی کپڑے بندھوائے گئے تاکہ پتھروں کے ساتھ اس کا جسم برہنہ نہ ہو جائے' اس کے زنا سے قطع نظر جس سے وہ توبہ کر چکی تھی اور ایسا قیمتی اور محفوظ جوہر اور عمدہ موتی قرار پائی جس کو نظریں نہیں دیکھ سکتیں اس زنا کی سزا میں بھی پردے کا لحاظ ہے۔ تو اے مسلم بہن!...... تم اس عظیم عبادت' عظیم وقت اور عظیم جگہ میں بھی اپنے جسم کو ڈھانپ کر کیوں نہیں رکھتیں؟

---

[1] دیکھیے دکتور صالح بن محمد الحسن کی ''مناسك المراۃ'' ص۹۷ ابن قیم کہتے ہیں ابوجعفر جرجانی سے سوال ہوا کہ احرام والے کا مہندی لگانا کیسا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ خوشبو تو نہیں البتہ زینت ضرور ہے دیکھیے ابن قیم کی ''بدائع الفوائد'' ج۴ ص۳۹

[2] صحیح مسلم' الحدود' ح:۱۶۹۶ نووی کہتے ہیں شُکَّتْ ثِیَابُهَا کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے کپڑے اس کے جسم پر اس طرح اکٹھے کیے گئے کہ اس کی شرمگاہ اور ستر نہ کھل سکے۔ شرح مسلم: ج۱۱ ص۲۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کے لیے خوشبو

عورت کو حکم ہے کہ جب وہ احرام کا ارادہ کرے اور مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونے یا ان کے سامنے آنے کا اندیشہ ہو تو خوشبو استعمال نہ کرے' اور یہ یقینی امر ہے کہ ایک عورت افعال حج ادا کرے گی تو طواف وسعی وغیرہ کے دوران اسے مردوں کے ساتھ غلط ملط ہونا پڑے گا۔ اسی لیے شارع علیہ السلام نے اس سلسلے میں بہت سخت احکام جاری کیے ہیں تاکہ خرابی ختم ہو اور عورت محفوظ رہے۔ آپ نے فرمایا:

((اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلْتَغْتَسِلْ مِنَ الطِّيْبِ كَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ))[1]

''جب عورت مسجد کی طرف آئے تو اگر اس نے خوشبو لگا رکھی ہو تو یوں غسل کرے جیسے غسل جنابت کرتی ہے۔''

اور آپ نے یہ بھی فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوْا مِنْ رِيْحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ))[2]

''جو عورت عطر اور خوشبو استعمال کرکے لوگوں کے پاس سے گزرے کہ وہ اس کی خوشبو محسوس کریں تو وہ زانیہ ہے۔''

اس طرح عورت کو خوشبو دار صابن اور شیمپو استعمال کرنے سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔ جس عورت نے احرام کا لباس زیب تن کر رکھا ہو وہ نہ تو سر کے بال کتروائے' نہ ناخن کاٹے' نہ جسم کا کوئی حصہ کاٹے' اور نہ اپنے خاوند کو مباشرت اور بوس کنار کا موقع دے اور خصوصاً جماع سے بچے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] سنن النسائی' الزینۃ' باب اغتسال المراۃ من الطیب ح: ۵۱۲۷ (۸/ ۱۵۳) یہ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے' اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے' صحیح سنن النسائی' ح: ۴۷۳۸

[2] سنن النسائی' الزینۃ' باب ما یکرہ للنساء من الطیب ح: ۵۱۲۶ (۸/ ۱۵۳) یہ ابوقیس اشعریؓ سے مروی ہے' اسے البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن النسائی' ح: ۴۷۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے رنگا ہوا ہو یا ریشم کا لباس ہو یا زیورات ہوں' وغیرہ وغیرہ۔[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عورت کے لیے زیور' سیاہ لباس' یا گلابی رنگا ہوا لباس اور موزے پہننے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتی تھیں۔[2]

عورت کا لباس سارے جسم کو چھپانے والا ہونا چاہیے' عورت کے لباس کی تمام شروط اس میں پائی جاتی ہوں۔ اس کے لیے جائز ہے کہ احرام والے کپڑے تبدیل کر لے بشرطیکہ ضرورت محسوس ہو۔ اس کے لیے برقعہ' نقاب اور دستانے پہننا حرام ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ))[3]

''احرام والی عورت نقاب اوڑھے نہ دستانے پہنے۔''

البتہ اس کے لیے یہ جائز ہے کہ اپنے دوپٹے اور چادر ہی میں اپنے ہاتھ چھپائے رکھے اور کسی ایسے لباس سے اپنا بدن چھپا لے جو پورے جسم پر آنے والا ہو۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))

''جو شخص ازراہ تکبر اپنے کپڑے کو نیچے لٹکاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔''

---

[1] مستدرك حاكم' المناسك: ج۱ ص۴۸۶۔ امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر ہے البتہ اسے بخاری و مسلم نے ذکر نہیں کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ احرام والی عورت جو کپڑے بھی چاہے پہن سکتی ہے سوائے برقعہ اور دستانوں کے اور نہ ہی وہ نقاب اوڑھے۔ اسے ابوداؤد نے ''مسائل الامام احمد: ۱۰۸ میں ذکر کیا ہے مزید دیکھیے ابن ابی شیبہ ح: ۱۴۲۳۷ اور زکریا پاکستانی کی ''ماصح من آثار الصحابة فی الفقه: ج۲ ص۷۴۱

[2] صحيح البخاری' الحج' باب ما يلبس المحرم من الثياب ۲/ ۱۶۹)

[3] صحيح البخاری' جزاء الصيد' باب ما ينهى من الطيب المحرم والمحرمة ح:۱۸۳۸' (۲/ ۲۶۱) یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پوچھنے لگیں کہ پھر عورتیں اپنے دامن کے ساتھ کیا کریں؟ آپ نے فرمایا:

((يُرْخِينَ شِبْرًا))

"ایک بالشت نیچے لٹکائیں۔"

وہ کہنے لگیں کہ اس طرح تو پاؤں ننگے رہیں گے تو آپ نے فرمایا:

((فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ))

"پھر ایک بازو کے بقدر لٹکائیں اس سے زیادہ نہیں۔"[1]

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں: عورت کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ ...... میں احرام پہنے' یہ اس کے لیے افضل ہے اور زیادہ پردے کا باعث ہے اور اگر وہ لمبے ڈھانپنے والے کپڑوں میں احرام باندھے تو پھر بھی کافی ہے۔[2]

اور یہ بھی جائز ہے کہ جو عورت احرام باندھے تو اس وقت اس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن یا انگوٹھیاں ہوں لیکن وہ ان کو غیر محرم مردوں سے بچا کر رکھے تاکہ کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو۔[3]

عورت ان لباسوں سے پرہیز کرے جن سے خوشبو پھوٹتی ہو' زیور پہننا اس کے لیے مباح ہے' زینت کی اشیاء وغیرہ پہن سکتی ہے بشرطیکہ ان میں خوشبو نہ ہو اور اجنبی مردوں کے سامنے بھی نہ آتی ہو اور ان کے ساتھ خلط ملط بھی نہ ہو کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ (النور: ۲۴/ ۳۱)

"اور وہ اپنی زینت کسی کے لیے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے۔"

---

[1] جامع الترمذی' اللباس' باب ماء جاء فی جرذیول النساء' ح:۱۷۳۱ (۶/ ۵۵) ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے سنن النسائی' الزینة باب ذیول النساء' ح:۵۳۳۶ (۸/ ۳۰۹) اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی' ح:۱۴۱۵

[2] دیکھیے "فتاوی مهمة تتعلق بالحج والعمرة" ص ۲۲

[3] دیکھیے "فتاوی اللجنة الدائمة" ج ۱۱ ص ۱۹۲' فتوی ۳۱۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج وعمرہ میں کوئی شرط لگانا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت زبیر کے پاس تشریف لائے اور اسے مخاطب کر کے فرمایا:

((لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ؟))

''شاید کہ تو نے حج کا ارادہ کر رکھا ہے۔''

انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں تو خود کو بیمار خیال کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا:

((حُجِّي وَاشْتَرِطِي، قُولِي، اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي))[1]

''حج کر اور یہ شرط لگا' کہہ اے اللہ! میرے احرام کھول دینے کی جگہ وہی ہے جہاں تو مجھے روک لے۔''

نسائی میں ابن عباس نے یوں روایت کیا ہے:

((فَإِنَّ لَكِ عَلَىٰ رَبِّكِ مَا اسْتَثْنَيْتِ))[2]

''تیرے لیے تیرے رب پر وہی معاہدہ ہوگا جس کا تو نے استثناء کیا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ نے مجھے بھی حکم دیا تھا کہ شرط مقرر کر لے۔[3]

جس خوف کی بنا پر عورت یا مرد شرط لگاتا ہے ان میں سے ایک خوف یہ بھی ہے کہ

---

[1] صحیح البخاری' النکاح' باب الاکفاء فی الدین ح:۵۰۸۹ (۶/ ۱۴۳) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۰۷۔

[2] سنن النسائی' الحج' باب کیف یقول اذا اشترط ح:۲۷۶۶ (۵/ ۱۶۷) اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن النسائی ح:۲۵۹۱

[3] سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۵۳۔ اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے الارواء ج ۴ ص ۱۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاملہ عورت کو نفاس کا یا کسی عورت کو حیض کے شروع ہونے کا خدشہ لاحق ہو تو یہ شرط بھی لگا سکتی ہیں' کیونکہ جب عورت بچے کو جنم دیتی ہے تو اس قدر کمزور ہو جاتی ہے کہ حج کے کاموں کی ادائیگی مشکل ہو جاتی ہے پھر عام طور پر نفاس کی مدت بھی زیادہ دنوں کی ہوتی ہے' اس طرح حیض والی بھی ایام حیض میں کمزور ہو جاتی ہے اور بسا اوقات اس کی جماعت اور گروپ اس کے ایام حیض یا ایام نفاس کا عرصہ انتظار نہیں کر سکتے کہ یہ پاک ہو کر اپنے باقی ماندہ افعال حج ادا کر سکے۔ مثلاً: جو شخص دور سے آئے ہوئے ہوں ان کے لیے عام طور پر یہ صورت حال قائم ہوتی ہے۔ بہرحال کسی عورت کو حیض یا نفاس شروع ہونے کا خطرہ ہو تو وہ شرط لگا سکتی ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ یہ شرط لگانے کا حکم ہر حاجی کو نہیں دیتے تھے۔[1]

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس شرط کے مقرر کر لینے کا فائدہ یہ نکلتا ہے کہ جب حاجی کو کسی دشمن' بیماری' نان و نفقے کی گمشدگی وغیرہ کی طرح کوئی رکاوٹ اور عارضہ لاحق ہو تو اس کے لیے احرام کھولنا جائز ہو جاتا ہے اور وہ جس وقت بھی ایسی صورت حال کے پیش نظر احرام کھول دے تو اس پر کوئی جانور ذبح کرنا لازم آتا ہے نہ روزہ۔[2]

بعض لوگ اس شرط لگانے کو مکروہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اجازت تو ضباعہ بنت زبیر کے ساتھ خاص تھی اور عام نہیں ہے۔ اور وہ بھی اس لیے تھی کہ شاید اس کے غالب گمان کے مطابق اس کا مرض حج پورا کرنے میں حائل ہو جائے گا' اسی لیے آپ نے اسے خاص اجازت مرحمت فرما دی۔[3]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج میں ایسی شرط لگانے کو مکروہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ

---

[1] ''الفتاویٰ'' ج۲۶ ص۱۰۷

[2] المغنی ج۵ ص۹۳

[3] نیل الاوطار ج۵ ص۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ﴾

(البقرۃ: ۲/ ۱۹۷)

''جس شخص نے ان مہینوں میں اپنے اوپر حج فرض کر لیا یعنی حج کی نیت کی تو وہ ان دنوں میں عورتوں سے اختلاط کرے' نہ کوئی برا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑے۔''

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ حالت احرام میں عورت پر ہر وہ چیز منع ہے جو مردوں کے لیے ممنوع ہے سوائے بعض قسم کے لباس کے۔[1]

تکلف کی ضرورت نہیں

بعض عورتیں اپنے چہرے پر کچھ پگڑی نماز پٹیاں باندھ لیتی ہیں تاکہ ان کا دوپٹا' چہرے کو نہ چھوئے لیکن دوپٹے کے چہرے کو چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت اپنے پردے کو کسی لکڑی یا ہاتھ وغیرہ کے ساتھ چہرے سے دور رکھنے کے لیے خود کو تکلیف میں نہ ڈالے۔[2]

اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اہل علم میں سے کسی نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل نہیں کیا کہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہوتا ہے یہ تو بعض سلف کا قول ہے۔[3]

---

1. دیکھیے ابن المنذر کی ''الاجماع'' ص ۵۸
2. دیکھیے ''الفتاویٰ'' ج۲۶ ص ۱۱۲۔ ابن قیم کہتے ہیں یہ کام صحابہ کرامؓ کی عورتوں میں سے کسی ایک سے بھی معلوم نہیں ہو سکا اور نہ ہی امہات المؤمنین سے ثابت ہے' عمل سے نہ فتوے سے۔ دیکھیے ان کی کتاب ''بدائع الفوائد'' ج۳ ص ۱۴۳ مزید دیکھیے شیخ محمد بن ابراہیمؒ کے فتاویٰ ج۵ ص ۲۳۹۔
3. ''فتاویٰ شیخ الاسلام'' ج۲۶ ص ۱۱۲ امام دارقطنی نے اپنی سنن (ج ۲ ص ۲۹۴) میں بیان کیا ہے کہ ابن عمرؓ نے کہا: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورت کا احرام اسکے چہرے میں ہے اور مرد کا احرام اسکے سر میں ہے۔'' اور یہ روایت مرفوعاً ثابت نہیں ہو سکی۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے' اسے ان کتابوں کے مؤلفین اور مصنفین میں سے کسی نے بھی ذکر نہیں کیا جن کو قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے نہ اس کی کوئی سند معروف ہے اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی حجت قائم ہو سکتی ہے' دیکھیے ان کی کتاب ''اعلام الموقعین'' ج۱ ص ۲۶۷ یہ روایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف بھی مروی ہے اس کے لیے دیکھیے بیہقی کی ''السنن الکبریٰ' الحج' باب المراۃ لا تنتقب فی احرامها ولا تلبس القفازین: ج۵ ص ۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احرام کی نیت میقات سے پہلے کر لینا مکروہ ہے اگرچہ بعض اسلاف نے ایسا کیا ہے لیکن رسول اکرم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں آ کر احرام باندھا تھا نہ کہ مدینہ سے' اگرچہ پہلے باندھا ہوا احرام منعقد ہو جائے گا۔[1]

جو عورت بھی ایسا کرے گی وہ خلاف سنت کام کرے گی' کیونکہ اجتہاد اور رائے کی نسبت اتباع سنت بہرحال بہتر ہے اور پھر یہ بات بھی ہے کہ جو عورت میقات سے کافی پہلے احرام باندھ لے تو یقیناً اس میقات تک پہنچتے پہنچتے بھی اسے کافی مشقت اٹھانا رہے گی اور پھر ہو سکتا ہے کہ میقات سے پیچھے اس نے جو احرام باندھا ہے اور لوگوں نے نہیں باندھا تو وہ دوسروں کو دیکھ کر کہیں احرام کے منافی کام نہ کر بیٹھے۔

جو عورت ہوائی جہاز پر سفر کر رہی ہو تو اسے چاہیے کہ غسل و نظافت اور احرام والا لباس گھر ہی میں پہن لے اور جب وہ میقات کے برابر پہنچے تو اس وقت حج یا عمرے میں داخل ہونے کی نیت کر لے' یہ بہت آسان طریقہ ہے۔

---

[1] ابن مفلح کہتے ہیں کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا مکروہ ہے لیکن درست ہو جائے گا۔ دیکھیے ان کی کتاب "الفروع" ج ۳ ص ۲۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نہ چھوئے۔ یہ مردوں کے لیے خاص ہے۔

④ بدن پر اور کپڑوں پر خوشبو لگانا ممنوع ہے۔

⑤ سلا ہوا لباس بھی ممنوع ہے لیکن صرف مردوں کے لیے' اور عورت کے لیے دستانے ممنوع ہیں اور ہر وہ لباس ممنوع ہے جو چہرے کے لیے خاص ہو مثلاً برقعہ اور نقاب کیونکہ ان کی ممانعت نصوص سے ثابت ہے۔[1][2]

---

[1] شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ برقعہ تو نقاب سے بھی قوی ہے (اس لیے یہ بھی منع ہے) دیکھیے "الفتاویٰ" ج۲۶ ص ۱۱۳۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ برقعہ اور سکارف کا نام نقاب تو نہیں ہے البتہ نقاب اور وہ اتنی فرق والی چیزیں بھی نہیں بلکہ قریب قریب ہی ہیں بلکہ جب نقاب سے ممانعت ہو تو ان دونوں سے بالاولی ممانعت ہوتی ہے دیکھیے "اعلام المعوقین" ج۱ ص۲۴۵۔۲۴۷ نقاب کے متعلق نص یعنی حدیث پیچھے گزر چکی ہے اور وہ یہ ہے کہ لا تنتقب المراۃ المحرمۃ احرام والی نقاب نہ اوڑھے دیکھیے صحیح البخاری' جزاء الصید' باب ما ینھی من الطیب للمحرم والمحرمۃ ح۱۸۳۸'(۲/۲۹۱) یہ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔

[2] یادر ہے یہ باتیں یعنی نقاب وحجاب نہ کرنا' اس صورت میں ہے کہ جب غیر محرم مرد قریب موجود نہ ہوں۔ اگر مرد قریب سے گزر رہے ہوں یا کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں وغیرہ' تو پھر ان سے پردہ کرنا حجاب پہننا یا کوئی بھی ایسا کپڑا استعمال کرنا جو حجاب و پردہ کا باعث بن سکے' جائز و فرض ہے۔ کیونکہ امہات المومنین بھی جب رسول اللہ کے ساتھ حج کیلئے آتیں تو غیر محرموں کی غیر موجودگی میں چہرہ وغیرہ کھلا رکھتیں لیکن جب قریب سے حاجیوں وغیرہ کے قافلے گزرتے تو فوری پردہ کرلیتیں' اپنے کپڑے' چادروں وغیرہ سے چہروں کو چھپا لیتیں' جب وہ ان سے دور چلے جاتے تو وہ دوبارہ چہرہ سے پردہ ہٹا لیتیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آج بھی اگر عورت کے پاس غیر محرم مرد موجود نہ ہوں تو وہ اپنا چہرہ کھلا رکھ سکتی ہے اگر مرد موجود ہوں تو پھر امہات المومنین کی طرح فوری چہرہ وغیرہ چھپائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کل وہ دور نہیں رہا کہ حرم یا مکہ میں قافلے آئیں اور چلے جائیں۔ کوئی اکا دکا فرد ہو کہ جب وہ خواتین کے پاس سے چلا جائے تو وہ حج کے دوران اپنا چہرہ ننگا کرلیں۔ اب تو صورت حال یہ ہے کہ بارہ (۱۲) مہینے اور چوبیس گھنٹے ہر وقت وہاں حرمین میں عمرہ و زیارت اور طواف کرنے والوں کا اژدحام لگا رہتا ہے گزشتہ برس نومبر ۲۰۰۴ء میں بیت اللہ میں ۳۴ لاکھ افراد نے ۲۷ ویں رمضان کی رات میں قیام کیا اور عبادت کی اور اکثر نے عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ اس قدر ہجوم میں کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت پر یہ بھی لازم ہے کہ مردوں سے اپنے چہرے کو ڈھانپ کر رکھے' یہ واجب ہے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حالت احرام میں تھیں اور قافلے ہمارے پاس سے گزرتے رہتے تھے۔ جب وہ ہمارے برابر آ جاتے تو ہم اپنی بڑی چادر سر سے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ وہاں سے آگے پیچھے ہو جاتے تو ہم چہرہ ننگا کر لیتیں۔[1]

کسی پابندی کی خلاف ورزی

جو شخص ان پابندیوں میں سے کسی ایک کی بھی جان بوجھ کر اپنی مرضی سے خلاف

ایسی صورت نہیں نکلتی کہ عورت کیلئے ایسا موقع آتا ہو کہ جب اس کے پاس غیر محرم مرد موجود نہ ہوں اور وہ ننگے چہرے کے ساتھ وہاں پھر سکے۔ اس لئے ضروری ہے کہ عورت امہات المومنین کی طرح دوران حج ہر وقت مکمل پردے میں رہے کیونکہ وہ کوئی ایسا موقع نہ پائے گی کہ جب اس کے پاس اردگرد کوئی مرد نہ ہو اور وہ آزادی سے اپنا چہرہ ننگا کر کے چلتی پھرے۔ باقی رہا دستانوں وغیرہ کا مسئلہ تو ضروری ہے کہ فتنہ کے ڈر سے اور حجاب کے تقاضوں کے تحت فتنہ سے مامون رہنے کیلئے خاتون اپنے ہاتھوں کو اپنی چادر کے اندر کر کے چھپالے اور ان کو ننگا نہ رکھے۔ اسی میں اس کی اور مومن مردوں کی بہتری ہے' ورنہ وہ شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والی ٹھہرے گی۔ بہرحال دین و دنیا کی بھلائی اسی میں ہے کہ عورت دوران عمرہ و حج مکمل پردہ کرے نہ خود پریشانی و فتنہ کا شکار ہو اور نہ مردوں کو فتنہ کا شکار کر کے عمرہ و حج (اور اس کے ثمرات) ضائع کرنے کا باعث بنے' نہ اپنا حج ضائع کرے نہ دوسروں کا۔ سوچنے کی اور فکر کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر وہ اللہ کے گھر میں پہنچ کر بھی حجاب و پردہ کا التزام نہ کر سکی تو پھر بتائے کہ وہ اور کس جگہ ایسا کر سکے گی!!؟ اگر اللہ خالق کائنات کی حیاء آڑے نہیں آتی تو پھر کس کی آئے گی!! وہ گو بے پردہ رہ کر اپنی زینت ظاہر کر کے مردوں کو نظر بازی کا شکار کر کے اپنے حج کو کہ جس کے لیے وہ دور دراز سے سفر کر کے آئی ہے ضائع نہ کر بیٹھے اور بجائے قبولیت و ثواب کے شریعت کی مخالفت اور حرم پاک کی پاک فضاء کو مکدر کر کے گناہوں کی گٹھڑی سر پر اٹھائے واپس اپنے گھر نہ چلی آئے۔ العیاذ باللہ۔

[1] سنن ابی داؤد' المناسك' باب المحرمة تغطی وجهها' ح:۱۸۳۳ (۲/ ۴۱۴) سنن ابن ماجه' المناسك' باب المحرمة تسدل الثوب علی وجهها ح:۲۹۳۵ (۲/ ۹۷۹) بیهقی' السنن الکبریٰ الحج' باب المحرمة تلبس الثوب من علو فیسترو جهها وتجافی عنه' ج۵ ص۴۸ اسے البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے' دیکھیے ضعیف سنن ابی داؤد' ح:۳۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں تمہارے نبی کی سنت کافی نہیں جنہوں نے کوئی شرط مقرر نہیں کی۔[1]

بہرحال ہماری تحقیق کے مطابق اس شخص کے لیے یہ اجازت موجود ہے جسے بیماری وغیرہ کا خدشہ ہو اور جس عورت کو حیض و نفاس وغیرہ کا خطرہ ہو وہ بھی حج سے پہلے اس بیماری کی صورت میں احرام کھولنے کی شرط لگا سکتی ہے۔

---

[1] مسند احمد: ۸/ ۵۰، ۴۸۸۱ احمد شاکر کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور اسی جیسی حدیث بیہقی کی السنن الکبریٰ میں بھی موجود ہے دیکھیے السنن الکبریٰ، باب من انکر الاشتراط فی الحج، ج۵ ص ۲۲۳ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ اگر ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن خطاب کو ضباعہ بنت زبیر والی حدیث کا علم ہو جاتا تو وہ اس کے مطابق ذہن بنا لیتے اور شرط لگانے کا بھی انکار نہ کرتے جس طرح ان کے باپ نے انکار نہیں کیا تھا۔ واللہ اعلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احرام کی پابندیاں

جب کوئی شخص مرد وعورت عمرے کے لیے احرام زیب تن کر لیتے ہیں تو ان پر کئی طرح کے کام حرام ہو جاتے ہیں جو احرام نہ ہونے کی صورت میں جائز ہوتے ہیں:

① بال کترانا' بال کاٹنا' بال مونڈنا' اکھیڑنا سب منع ہو جاتے ہیں[1] ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کنگھی کرنا ممنوع نہیں ہوتا کیونکہ دوران احرام کنگھی کی ممانعت کتاب وسنت اور اجماع میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں ہو سکی لہٰذا یہ منع نہیں۔ اور ابن حزم رحمہ اللہ وغیرہ کا بھی یہی قول ہے اور اس کے جواز کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا تھا:

((اِمْتَشِطِی وَأَهِلِّی بِالْحَجِّ))
"کنگھی کر اور حج کا تلبیہ پڑھ۔"[2]

② ناخن کاٹنا بھی ممنوع ہو جاتا ہے۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ احرام والا کوئی شخص اپنے ناخن نہیں کاٹ سکتا' کوئی عذر پیش آئے تو الگ بات ہے ہاں اگر خود بخود کسی وجہ سے ٹوٹ کر لٹک پڑے تو پھر اسے اتار سکتا ہے اور ایسی صورت میں اس پر کوئی فدیہ و کفارہ نہیں پڑے گا۔ ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہماری نگاہ میں جو اہل علم ہیں اور جن سے ہم علم طلب کرتے ہیں ان سب کا اجماع ہے کہ احرام والا شخص اپنے ٹوٹے ہوئے ناخن کو خود دور کر سکتا ہے۔[3]

③ سر کے ساتھ کسی چیز کو چپکا کر نہیں رکھ سکتا' سر کو ڈھانپنے کے لیے کوئی چیز سر

---

[1] جب احرام والی عورت وضوء کرتی ہے یا غسل کرتی ہے تو اس وقت اس کے سر کے بالوں کا خود بخود گر جانا نقصان دہ نہیں ہے البتہ منع یہ ہے کہ بالوں کو جان بوجھ کر نہ کاٹے۔

[2] اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے دیکھیے زاد المعاد ج ۲ ص ۱۶۹

[3] المغنی ج ۵ ص ۱۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج کے لیے فاسد ہے۔[1]

اگر پہلی دفعہ احرام کھولنے کے بعد اور دوسرے سے پہلے (یعنی عید والے دن طواف افاضہ کے بعد آدمی احرام کی ہر پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے لیکن طواف کرنے سے پہلے ہی) یہ صورت پیش آئی ہو تو پھر حج تو فاسد نہ ہو گا البتہ اس جرم سے توبہ لازم آئے گی اور وہ فدیہ بھی دینا پڑے گا جو سر میں تکلیف کی وجہ سے بال کٹانے پر لازم آتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایسے شخص کو تین چیزوں میں سے کچھ نہ کچھ ادا کرنا پڑے گا۔ اسے اختیار ہے۔ جو چاہے ادا کرے خون بہانا یعنی بکری ذبح کرنا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا تین روزے رکھنا۔ اور پھر اسے سب سے قریب والے میقات پر جا کر احرام باندھنا پڑے گا کیونکہ پہلا احرام تو جماع کی وجہ سے فاسد ہو چکا ہوتا ہے۔

⑨ شرمگاہ کے علاوہ مباشرت کرنا' یہ بھی گناہ کا باعث ہے اور اس میں بھی وہی تکلیف والا فدیہ یعنی قربانی' کھانا کھلانا یا روزے لازم آئیں گے اور جمہور فقہاء بھی اسی کے قائل ہیں۔

شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ احرام والے شخص کے لیے ہر طرح کی مباشرت ناجائز ہے 'بوس و کنار' آنکھوں سے اشارے' شرم گاہ کے علاوہ کے علاوہ کسی حصے میں وطی کرنا اور خواہش پوری کرنا' کوئی اور فائدہ اٹھانا حتیٰ کہ شہوت کی نگاہ سے دیکھنا بھی ممنوع ہے۔[2]

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ بوس و کنار کا حکم وہی ہے جو شرم گاہ کے کسی حصے میں مباشرت کرنے کا ہے۔[3]

⑩ حرم کے علاقے کے درخت وغیرہ کاٹنا منع ہے۔

---

[1] المغنی: ج۵ص۱۶۶

[2] دیکھیے ابن تیمہ کی کتاب "العدۃ شرع العمدۃ فی بیان مناسك الحج والعمرۃ": ج ۲ ص ۲۱۸۔

[3] دیکھیے "المغنی": ج ۵ ص ۱۸۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم نوٹ

یاد رکھیے اگر کسی سزا میں کسی جانور کی قربانی لازم آرہی ہو تو اس کے بدلے میں قیمت ادا کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ حکم الٰہی کی مخالفت ہے۔[1]

سب کو معلوم ہے کہ عہد نبوی میں بھی تو یہ قیمتیں موجود تھیں اگر قربانی کی جگہ ان کی ادائیگی جائز ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کچھ نہ کچھ رہنمائی ضرور فرما دیتے۔

ہر معزز بہن کو چاہیے کہ بلا فائدہ کسی سے بحث و مجادلہ نہ کرے' اپنے گروہ کے ساتھ جھگڑا' تنازع اور گالی گلوچ سے پرہیز کرے۔ البتہ حق واضح کرنے کے لیے' نیکی کا حکم دینے کے لیے اور برائی سے روکنے کے لیے شرعی ضابطوں اور قاعدوں کے ساتھ جھگڑا کرنا جائز ہے اور وہ یہی طریقہ ہے کہ احسن انداز اختیار کرے اور حکمت عملی اختیار کرے اس کا حکم بھی ہے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (النحل: ۱۲/ ۱۲۵)

''اور ان سے ایسے طریقے کے ساتھ جھگڑا کیجیے جو بہت اچھا اور احسن ہو۔''

www.KitaboSunnat.com

---

[1] دیکھیے ''فتاویٰ اللجنة الدائمة: ج ۱۱ص ۳۴۲' فتوی ۳۶۵۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورزی کرتا ہے تو اس پر فدیہ لازم ہے اور ان مندرجہ ذیل چیزوں میں سے جسے چاہے ادا کرنے کا اختیار رکھتا ہے:

① چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ② تین روزے رکھنا ③ ایک بکری ذبح کرنا

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو اس وقت میرے سر میں اس قدر جوئیں تھیں کہ وہ میرے چہرے پر گر رہی تھیں' آپ نے پوچھا:

((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟))

''کیا تیرے سر کے جانور تجھے تکلیف دے رہے ہیں؟''

میں نے کہا: جی ہاں' تو آپ نے فرمایا:

((فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوْ انْسُكْ نَسِيكَةً))[1]

''اپنا سر مونڈ اور تین دنوں کے روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا یا ایک قربانی کر۔''

اگر ان پابندیوں میں سے کسی کی خلاف ورزی کسی احرام والے سے بھول کر ہو جائے یا لاعلمی کی بنا پر ہو تو پھر اس پر کوئی فدیہ و کفارہ لازم نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ))[2]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی' بھول اور جس چیز پر انہیں مجبور کر دیا جائے' سے درگزر فرمایا ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری' المغازی' باب غزوۃ الحدیبیۃ ح:۴۱۹۰ (۵/ ۸۳) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۰۱

[2] سنن ابن ماجه' الطلاق' باب طلاق المکره والناسی ح:۲۰۴۳ (۱/ ۶۵۹) یہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور الشیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابن ماجه ح:۱۶۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ جس نے احرام باندھ رکھا ہے اس کے لیے ''نکاح'' حرام ہے اور اگر کرلے تو درست نہیں سمجھا جائے گا البتہ اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں آئے گا' جمہور کا یہی قول ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا یَخْطُبُ))[1]

''احرام والا نکاح کرے نہ پیغام نکاح بھیجے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ مُحرِم یعنی احرام والا شخص شادی و نکاح نہ کرے' اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کا نکاح مسترد کر دیا جائے گا۔[2]

⑦ خشکی کا شکار قتل کرنا یا بھگانا حرام ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ (المائدۃ: ۵/ ۹۵)

''اے ایمان والو! حالت احرام میں شکار نہ کرو۔''

⑧ اگر پہلی دفعہ احرام کھولنے سے پہلے (یعنی عید والے دن کنکریاں مارنے اور بال کتروانے سے پہلے) جماع کیا جائے تو اس کے ساتھ حج فاسد ہو جاتا ہے لیکن اس کو پورا بھی کرنا پڑے گا اور اگلے سال اس کی قضاء کے لیے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔ کیونکہ جس حج کے احرام میں جماع کرلیا جائے اس سے فرض ادا نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی طرف سے ایک اونٹ ذبح کر کے مساکین مکہ میں تقسیم کرنا پڑے گا۔ یہ اس جرم کا فدیہ اور کفارہ ہے۔

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ ابن منذر نے کہا: تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جماع کے علاوہ حج کسی بھی کمی کوتاہی سے اور پابندیوں کا ارتکاب کرنے سے فاسد نہیں ہوتا' یہ

---

[1] صحیح مسلم' النکاح' ح:۱۴۰۹ سنن ابی داؤد' المناسك' باب یتزوج المحرم ح:۱۸۴۲ (۲/ ۴۲۲) جامع الترمذی الحج' باب ما جاء فی کراهیة تزویج المحرم ح:۸۴۰ (۳/ ۱۹۰) یہ عثمان بن عفانؓ سے مروی ہے۔

[2] بیهقی ' السنن الکبری ' الحج ' باب المحرم لاینکح : ج ۵ص ۶۶۔ اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ارواء الغلیل: ج۴ص ۲۲۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احرام ایک دعوت فکر

میری معزز بہن!

جب کوئی مسلمان رسول اکرم ﷺ کے متعین کردہ مواقیت کی جانب بڑھتا ہے تو وہ یہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ اب میں اس قابل احترام جگہ کے قریب ہوتا جا رہا ہوں جس کی طرف رخ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ساتھ حکم فرمایا تھا:

﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾ (الحج : ۲۲/ ۲۷)

''اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان کر دو کہ تمہاری طرف پیدل بھی اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی' جو دور دراز کے راستوں سے چلے آتے ہوں' ان پر سوار ہو کر چلے آئیں۔''

تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنے اس عمل کو سچی اتباع سمجھ رہی ہو اور تجھے احساس ہو کہ میں یہاں سوائے اطاعت الٰہی اور اطاعت مصطفیٰ کے کسی اور مقصد کے لیے نہیں آ رہی ہوں۔ پھر جب تو غسل ونظافت کے لیے تیار ہو تو اچھے غسل کی ابتداء اور آغاز میں' پہلے ہی لمحات میں اللہ کو یاد کر اور یہ خیال کر کہ تو ہر حرام کام سے دور ہو جائے گی اور اب تو ان گناہوں کو اپنی زندگی کے صفحات سے دھو رہی ہے اور اپنے غفور و رحیم پروردگار کی طرف متوجہ ہو رہی ہے اور جو شخص اللہ کی طرف رجوع کرے اللہ بھی اس کی طرف توجہ فرما لیتا ہے۔

میں اپنی تصوراتی نگاہ میں تجھ پر نظر رکھے ہوئے ہوں کہ تو عورتوں کے پاس کبھی آ رہی ہے' جا رہی ہے' ان سے پوچھ رہی ہے کہ فلاں کپڑے پہننے کا کیا حکم ہے' فلاں لباس جائز ہے یا نہیں' جرابوں کا کیا حکم ہے' فلاں جائز ہے' فلاں ناجائز ہے وغیرہ وغیرہ؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی طرح کے سوالات کو دہرا رہی ہے' جواب ڈھونڈ رہی ہے یقیناً تیری یہ محنت سچی ہے اورتو سچے دل سے یہ چاہ رہی ہے کہ تیری عبادت میں کسی طرح کا نقص نہ رہ جائے...... یہی عقل کا تقاضا ہے اور درست راستہ ہے...... لیکن

یہی سوال و جواب کا سلسلہ تیری ساری زندگی میں کیوں جاری نہیں؟

کیا جس ذات نے تجھے احرام کا حکم دیا ہے اس نے پردے کا حکم نہیں دیا؟

کیا اس نے تجھے پردہ کرنے اور تہمت و شک کی جگہوں سے دور رہنے کا حکم نہیں دیا؟

کیا تجھے مردوں سے نرم لہجے میں بات کرنے سے روکا نہیں؟

کیا اظہار زینت سے منع نہیں کیا؟

مجھے علم ہے کہ تو کہے گی جی ہاں اللہ کی قسم! ہزار دفعہ اقرار کرے گی لیکن جب اس اقرار اور ''جی ہاں'' کا نتیجہ احرام کے موقع پر ظاہر ہو گیا' احرام کے خلاف ہر چیز کو ٹھکرا دیا خواہش کو چھوڑ دیا بلکہ وہ ناخن جن کو تو ہر وقت بڑھائے رکھتی تھی ان کے متعلق بھی سوال کرتی ہے کہ میں ان کو اتار دوں یا نہ حالت احرام میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ تو جب احرام کے وقت یہ ''جی ہاں'' کا نتیجہ برآمد ہو گیا تو...... ان لوگوں کے متعلق تو علماء سے سوال کیوں نہیں کرتی جن کو تو نے بازاروں میں اپنے فتنے کا شکار کیا' ان کو برائی پر آمادہ کرنے کا سبب بنی' چمک دار' تنگ اور چھوٹا لباس پہن کر ان کے جذبات کو بھڑکایا' مٹکتی ہوئی چال سے ان کو کھینچا' جس کے ساتھ ساتھ تیری مہکتی ہوئی خوشبو نے جلتی پر تیل کا کام کیا؟ ان کے متعلق تو حقیقت حال کیوں نہیں پوچھتی؟

یا تو اس شخص کے مانند ہونا چاہتی ہے جو حالت احرام میں مکھی کو قتل کرنے کے متعلق سوالات کر رہا ہے لیکن اس سے قبل کئی ایک بے گناہ مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکا ہے؟[1]

---

[1] مسند احمد: ۹/ ۱۶۰/ ۲۴۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے وعدہ کر' جب تو اپنے احرام میں داخل ہو رہی ہو تو اللہ سے پکا وعدہ کر لے کہ یا اللہ! میں یکبارگی تیرے دین میں مکمل داخل ہو رہی ہوں' کچھ بھی پیچھے نہ رہوں گی' خواہ تجھے اپنی خواہش و رغبت اور گزشتہ ذہنی رو کی قربانی دینی پڑے' اور آئندہ کے لیے اسے دبانا پڑے جو تیرے اس معاہدے اور اپنے خالق کے ساتھ ہونے والے معاہدے میں زور شور سے مخالف کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾

(الانفال: ۸/ ۲۴)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو جب بھی وہ تمہیں ایسے کام کے لیے بلاتے ہیں جو تم کو حقیقی زندگی بخشے گا تو ضرور حکم قبول کرو۔''

اور جان رکھ کہ تیری وہ زینت جس سے تو ننگی ہو چکی ہے..... عنقریب ایک دفعہ پھر موت کے وقت تجھے ننگا کیا جائے گا اور تیرا یہ احرام گویا کہ تیری آنکھوں کے سامنے بھی حقائق اور انجام کو ننگا کر رہا ہے اور تجھے ایک موقع دے رہا ہے' تاکہ جس قدر ہو سکے اپنے نقصان کا تدارک کر سکے' لہٰذا اب اللہ کو دکھلا کہ تو خیر و بھلائی والی ہے اور پھر خوش ہو جا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۴

مناسک حج کا آغاز

احرام باندھ لینے کے بعد آدمی حج کے کاموں میں شروع ہو جاتا ہے۔ اب ہم ان کا آغاز کرتے ہیں:

تلبیہ

احرام باندھ لینے کے بعد حج کرنے والے نے اپنی زبان سے اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہونے کا اقرار اور اعلان کرنا ہوتا ہے' اس کے لیے استعمال کیے جانے والے الفاظ کو تلبیہ کہتے ہیں۔

اس کا حکم

یہ سنت مؤکدہ ہے اور حج کا شعار اور علامت ہے۔

تلبیہ کا وقت

جب عورت اپنی سواری پر بیٹھ جائے' کار' بس یا ہوائی جہاز وغیرہ پر تسلی سے بیٹھ جائے تو تلبیہ شروع کر دے کیونکہ ابن عمر بیان کرتے ہیں:

((اَهَلَّ النَّبِیُّ ﷺ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً))[1]

''نبی ﷺ نے اس وقت تلبیہ پڑھا جب کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوگئی۔''

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ جب سواری سیدھی تیار ہو جائے تو تلبیہ کی ابتداء کرے۔[2]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب من اهل حین استوت به راحلته قائمة ح:۱۵۵۲ ص ۲/ ۱۸۱)

[2] دیکھیے ''المغنی'' ج۵ ص۱۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں تلبیہ شروع کرنے کے وقت کے متعلق اہل علم کا یہ قول سب سے زیادہ ظاہر اور راجح ہے کہ جب حاجی سفر شروع کرتے وقت اپنی سواری پر سوار ہو تو اسی وقت تلبیہ کا آغاز کرے۔[1]

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: فقہاء کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ احرام پہنتے ہی تلبیہ پڑھنا جائز ہے۔[2]

البتہ سواری سے پہلے بھی تم تلبیہ کہہ سکتی ہو اور سواری پر کچھ مسافت طے کرنے کے بعد بھی شروع کر سکتی ہو' یہ معاملہ وسعت والا ہے' اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔[3]

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں: احرام پہنتے ہی تلبیہ پڑھے خواہ سواری پر سوار ہو یا نہ اور اگر احرام ہی سواری پر بیٹھنے کے بعد باندھے تو یہ بھی جائز ہے۔[4]

تلبیہ کا مرتبہ

تلبیہ پڑھنا حج کا ایک عظیم کام ہے اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اس کا نام "توحید" تجویز کیا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیے کی ابتدا کو یوں بیان کیا کرتے تھے:

((اَهَلَّ بِالتَّوحِيدِ)) [5]

"آپ نے توحید کے ساتھ آواز بلند کی یعنی تلبیہ پڑھا۔"

(اور توحید کی شان سے کون واقف نہیں)

---

1. دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضواء البيان ص ۶۹ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی "التحقيق والايضاح ص ۱۲ میں اور الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ نے "الشرح الممتع ج ۷ ص ۱۱۶ میں اس طرح کہا ہے۔
2. دیکھیے فتح الباری ج ۳ ص ۴۰۱
3. کیونکہ روایات میں مختلف صحابہ کرام نے مختلف صورتیں بیان کی ہیں: بعض کہتے ہیں کہ آپ نے نماز کی جگہ ہی سے تلبیہ شروع کیا' بعض کہتے ہیں کہ سواری پر سوار ہوتے وقت شروع کیا' بعض کہتے ہیں جب "بیداء ٹیلے" پر چڑھے تو اس وقت شروع کیا لیکن ابن عباس کی اس حدیث نے یہ تمام اشکال رفع کر دیئے جو ابوداود نے ذکر کی ہے۔ دیکھیے فتح الباری ج ۳ ص ۳۶۸
4. دیکھیے "الفتاوی" ج ۲۶ ص ۱۱۵
5. صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلبیہ کے مسنون الفاظ

احادیث وروایات میں پانچ طرح کے الفاظ آئے ہیں جن میں سے زیادہ مشہور پہلا ہے:

① ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ، لَا شَرِيْكَ لَكَ)) [1]

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں' یقیناً ہر حمد اور نعمت تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہت بھی' تیرا کوئی شریک نہیں۔''

② ((لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ)) [2]

''میں حاضر ہوں اے معبود برحق!''

③ ((لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرَ بِيَدَيْكَ، لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ)) [3]

''میں حاضر ہوں اور بار بار اطاعت کا اظہار کرتا ہوں' ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے' میں حاضر ہوں اور رغبت بھی تیری طرف ہے اور عمل بھی تیری طرف۔''

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب التلبیة ح:۱۵۴۹ (۲/ ۱۸۰) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۱۸۴ یہ ابن عمرؓ سے مروی ہے' طحاوی اور قرطبی کہتے ہیں علماء کا تلبیہ کے ان الفاظ پر اجماع ہو چکا ہے دیکھیے ابن مفلح کی ''الفروع'' ج۲ ص۳۴۰

[2] سنن النسائی' المناسک' باب کیف التلبیة ح:۲۷۵۲ (۵/ ۱۶۱) سنن ابن ماجه المناسک' باب التلبیة ح:۲۹۲۰ (۲/ ۹۷۴) مستدرک حاکم المناسک ج۱ ص۵۴۔ امام حاکم نے کہا کہ یہ شیخین کی شرط پر ہے البتہ انہوں نے اسے ذکر نہیں کیا ذہبی نے بھی حاکم کی موافقت کی ہے۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن النسائی ح:۲۵۷۹

[3] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۱۸۴ یہ ابن عمرؓ پر موقوف ہے سنن النسائی' المناسک باب کیف التلبیة' ح:۲۵۷۰ (۵/ ۱۶۰) سنن ابن ماجه' المناسک' باب التلبیة ح:۲۹۱۸' (۲/ ۹۷۴) یہ روایت عمرؓ سے مرفوع بھی ثابت ہے دیکھیے مسند احمد: ۹/ ۶۱۴۶' ۱۱ اسے احمد شاکر نے صحیح قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، إِنَّمَا الْخَيْرُ الْاٰخِرَةُ))[1]

"میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' بھلائی تو صرف آخرت کی ہے۔"

⑤ ((لَبَّيْكَ ذَا الْمَعَارِجِ))[2]

"میں حاضر ہوں' اے مرتبوں والے۔"

امام ابن قیم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تلبیہ کہتے ہوئے چل پڑے جو کہ احادیث میں مذکور ہے یعنی پہلا اور لوگ آپ کے ہمراہ تھے اس میں کمی بیشی کرتے جا رہے تھے آپ نے ان کو برقرار رہنے دیا اور اس تلبیے کا ان پر انکار نہ کیا۔[3]

محمد بن ابی بکر ثقفی نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا' اس وقت وہ دونوں منیٰ کے میدان سے عرفہ کی طرف جا رہے تھے' انہوں نے پوچھا کہ تم اس دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

((كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ))[4]

"ہم میں سے تلبیہ پڑھنے والے تلبیہ پڑھتے تو ان پر بھی انکار نہ کیا جاتا اور ہم

---

1. بیہقی' السنن الکبریٰ باب کیف التلبیۃ ج۵ ص۴۵ یہ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ مستدرک حاکم' المناسک: ج۱ ص۴۶۵ اور اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے صحیح الجامع' ح:۵۰۵۸

2. جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ کہا۔ پھر انہوں نے ابن عمرؓ کی حدیث کے مانند تلبیہ ذکر کیا اور کہا کہ لوگ "ذاالمعارج" اور اس طرح کے الفاظ کا اضافہ کر رہے تھے' اور نبی کریم ﷺ ان الفاظ کو سنتے تھے اور صحابہ پر کچھ انکار نہ کرتے تھے' دیکھیے سنن ابی داؤد' المناسك' باب کیف التلبیۃ ح: ۱۸۱۳ (۲/ ۴۰۴) اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد' ح:۱۵۹۸

3. دیکھیے زاد المعاد: ج۲ ص۱۶۱

4. صحیح البخاری' الحج' باب التلبیۃ والتکبیر اذا غدا من منی الی عرفہ ح:۱۶۵۹(۲/ ۱۱) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۸۵۔ سنن النسائی' الحج' باب التلبیۃ فی المسیر الی عرفۃ ح:۳۰۰۱ (۵/ ۲۵۱) ابو یعفور کہتے ہیں کہ میں ابن عمرؓ اور ابن الحنفیۃ کے ساتھ منیٰ سے عرفات کی طرف چلتا تھا' ابن عمر تکبیرات پڑھتے اور ابن الحنفیہ تلبیہ پڑھتے اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے دیکھیے مصنف ابن ابی شیبہ ح:۱۵۰۷۸ اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی "ماصح من آثار الصحابۃ فی الفقہ" ج۲ ص۷۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے تکبیریں پڑھنے والے تکبیریں کہتے اور ان پر بھی انکار نہ کیا جاتا۔"

ابن عبدالبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے تلبیہ میں ایسے الفاظ بڑھا لیے جو اس کے حسن اور خوبصورت کو دوبالا کریں تو کوئی حرج نہیں البتہ جو شخص رسول ﷺ کے تلبیہ پر اکتفا کرے وہ میرے نزدیک افضل اور زیادہ بہتر ہے۔[1]

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تلبیہ میں اور ذکر الٰہی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔[2]

ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا امام ترمذیؒ نے امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے اگر تلبیہ میں عظمت الٰہی پر دلالت کرنے والے الفاظ کا اضافہ کرے تو کوئی حرج نہیں البتہ مجھے یہی زیادہ پسند ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے تلبیہ پر اکتفا کیا جائے۔[3]

اس تفصیل سے یہ بھی محسوس ہو جاتا ہے کہ سب مل کر ایک ہی آواز سے تلبیہ نہیں پڑھتے تھے اگر اجتماعی تلبیہ پڑھ رہے ہوتے تو سب کے سب تلبیہ پڑھنے والے ہی ہوتے اور یہی آواز ہی سنائی دیتی لیکن وہاں تو تلبیہ کہنے والوں کے ساتھ تکبیریں پڑھنے والے بھی تھے۔ ہر شخص اپنے حال اور ذہن کے مطابق یاد الٰہی میں مصروف ہے۔

اجتماعی تلبیہ بدعت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے اس طرح کی کوئی دلیل ثابت نہ ہے نہ خلفاء راشدین سے کوئی ایسی بات مروی ہے:[4]

تلبیہ کا مفہوم

ابن عبدالبر نے اس کا معنی یہ بیان کیا: میں تیری پکار کو قبول کر کے بار بار تیری جناب میں حاضری دے رہا ہوں۔[5]

---

[1] دیکھیے "الاستذکار" ج۱۱ ص۹۲

[2] دیکھیے "التحقیق والایضاح: ص۱۶"

[3] دیکھیے فتح الباری ج۳ ص۴۷۸

[4] دیکھیے البانی رحمہ اللہ کی حجۃ النبی ﷺ ص۱۱۲

[5] دیکھیے "الاستذکار" ج۱۱ ص۹۳ اور فتح الباری ج۳ ص۴۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک قول یہ ہے: میں تیری پکار پر حاضر ہوں اور تیری اطاعت پر قائم ہوں۔[1]

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کا معنی یوں بیان کیا: میں تیری پکار کو قبول کرتا ہوں' تیرے فیصلے کو تسلیم کرتا ہوں' تیرے حکم کی اطاعت کرتا ہوں' بار بار یہ سب کرتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا۔ یہ معنی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے۔[2]

عورت اور تلبیہ

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ عورت تلبیہ کہتے وقت اپنی آواز بلند نہ کرے۔[3]

سلیمان بن یسارؒ کہتے ہیں کہ ان کے ہاں یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ عورت تلبیہ کی آواز بلند نہ کرے[4] (''ان کے ہاں'' سے مراد صحابہ ہیں)

ابن عبدالبر کہتے ہیں: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کے لیے مشروع طریقہ یہی ہے کہ اپنی آواز بلند نہ کرے بلکہ صرف اپنے آپ کو سنائے۔[5]

شوکانی کہتے ہیں: آواز بلند نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو سنانے پر اکتفاء کرے۔[6]

جس طرح عورت کے لیے اذان کہنا مشروع ہے نہ اقامت اور نہ ہی وہ بلند آواز سے قراءت کر سکتی ہے' امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے آواز نہیں نکال سکتی بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر آواز پیدا کرتی ہے تو انہی چیزوں پر قیاس کر کے وہ تلبیہ کی آواز بھی بلند نہ کرے۔

عورت مخفی طور پر تلبیہ کہے' آواز بلند نہ کرے کیونکہ اسے حکم ہے کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر چھپائے رکھے' مردوں کا کوئی بھی مجمع ہو ان کے پاس آواز کو چھپائے رکھے' اس کی

---

[1] دیکھیے ''الشرح الممتع'' ج۷ ص۱۱۷

[2] دیکھیے ''حجۃ النبی ﷺ'' ص۵۵

[3] بیہقی' السنن الکبریٰ' الحج' باب المراۃ لا ترفع صوتھا بالتلبیۃ ج۵ ص۴۶

[4] اسے المحب الطبری نے ''القریٰ'' میں ذکر کیا ہے دیکھیے ص۱۷۳ اور پھر کہا کہ سعید بن منصور نے اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے دیکھیے ''شرح العمدۃ'' ج۱ ص۵۹۷

[5] دیکھیے الاستذکار'' ج۱۱ ص۱۲۲

[6] دیکھیے نیل الاوطار: ج۴ ص۳۶۱

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز اگرچہ پردہ کی چیز نہیں لیکن یہ بے شمار فتنوں کا باعث ضرور بن سکتی ہے، خصوصاً اس دور میں تو عورت کی آواز کئی فتنوں کا مجموعہ ہے، مرد اور عورت ایک ہی سواری پر سفر کرتے ہیں مثلاً جہاز اور بس وغیرہ، عورتوں کی خیمہ گاہیں مردوں کے پڑوس میں ہوتی ہیں اس لیے مسلمان بہن کو چاہیے کہ وہ تلبیہ کہتے وقت آواز صرف اتنی بلند رکھے کہ ساتھ والی عورت کو بمشکل سنائی دے۔[1]

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نوجوان عورت، جس کی آواز سریلی اور نرم لہجے والی ہو، بلاشبہ وہ آواز عورتوں کا زبردست فتنہ ہے اور اس کا بلند کرنا کسی حالت میں بھی عورت کی آواز درست نہیں کیونکہ آواز کو نرم کرنا اور دلکش کر کے پیش کرنا تہمت و شک پر دلالت کرتا ہے جس طرح کہ عورت کا اپنے دوسرے محاسن اور خوبیوں کو مردوں کے لیے ظاہر کرنا فتنہ ہے اسی طرح آواز کی حیثیت ہے جیسے کہ ایک شاعر نے کہا:

وَيُحْسَبْنَ مِنَ الْكَلَامِ زَوَانِيَا وَيَصُدُّهُنَّ عَنِ الْخَنَا الْاِسْلَامُ

"اور زانی عورتوں کا تو کلام ہی سے پتہ چل جاتا ہے حالانکہ اسلام ان کو فحش گوئی سے منع کرتا ہے۔"

اللہ عزوجل نے اپنے رسول کی بیویوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا جو کہ مسلمانوں کی تمام عورتوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۳۲)

"(اگر تم پرہیزگار بننا چاہتی ہو تو) کسی اجنبی شخص سے نرم نرم باتیں نہ کیا کرو تاکہ وہ شخص تمہارے متعلق کوئی امید نہ پیدا کرے جس کے دل میں کسی قسم کا مرض ہو اور بات دستور کے مطابق کیا کرو۔"[2]

---

[1] دیکھیے "فتاویٰ ابن تیمیہ" ج ۲۶ ص ۱۱۵ نووی کہتے ہیں کہ عورت اپنی آواز بلند نہ کرے کیونکہ اس کی آواز سے فتنے کا اندیشہ ہے، دیکھیے نووی کی کتاب "الاذکار" ص ۱۷۰

[2] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی "خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضوء البيان" ص ۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلبیہ کے خصوصی مواقع

فقہائے کرام نے کچھ ایسے مواقع اور اوقات ذکر کیے ہیں جن میں تلبیہ پڑھنے کی تاکید کی ہے اور تلبیہ ان مواقع کے ساتھ گہری مناسبت رکھتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں: حالات کی تبدیلی کے وقت مثلاً سوار ہوتے اور اترتے وقت' کسی جگہ چڑھتے اور وہاں سے اترتے وقت' رات اور دن کے آتے وقت' نماز سے فارغ ہوتے وقت' گروپوں اور جماعتوں کے جدا ہوتے وقت' قافلوں کے ملتے وقت' سحری کے وقت' تلبیہ پڑھنے والے کی آواز کو سنتے وقت اور کسی ممنوع کا ارتکاب ہو تو تنبیہ ہوتے ہی تلبیہ پڑھے۔[1]

مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہوتے وقت' پڑاؤ ڈالتے وقت اور لیٹتے وقت بھی تلبیہ پڑھا کرتے تھے۔[2]

تلبیہ کا اختتام

عمرہ کرنے والی جیسے ہی طواف کو شروع کرے تلبیہ منقطع کر دے اکثر فقہاء کی رائے میں یہی ہے[3] نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر جب حرم کی قریب والی جگہ یعنی حرم کی سرحد کے قریب پہنچتے تو تلبیہ ختم کر دیتے۔[4]

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُلَبِّي الْمُعْتَمِرُ حَتّٰى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ))[5]

---

[1] دیکھیے الشیخ دکتور خالد المشیقح کی کتاب "من معرفة اوقات العبادات" ج۲ ص۳۰۶ اور نووی کی کتاب "الاذکار" ص۱۷۰ کا مطالعہ کیجیے جس میں بہت تفصیل موجود ہے۔

[2] دیکھیے امام شافعی کی الام' الحج' باب التلبية فی کل حال ح۲ ص۲۳۴ اور دیکھیے بیہقی کی السنن الکبریٰ' الحج' باب التلبية فی کل حال وما يستحب من لزومها ج۵ ص۴۳

[3] دیکھیے نووی کی "الاذکار" ص۱۷۰ اور الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی "فتاویٰ ارکان اسلام" ص۵۲۱

[4] صحیح البخاری' الحج' باب الاغتسال عند دخول مكة ح: ۱۵۷۳ (۲/ ۱۸۸)

[5] سنن ابی دائود' المناسك' باب متى يقطع المعتمر التلبية ح:۱۸۱۷(۲/ ۴۰۶) ابوداؤد کہتے ہیں کہ اسے عطاء نے ابن عباس سے موقوف روایت کیا ہے۔ جامع الترمذی' الحج' باب متی ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عمرہ کرنے والا تلبیہ پڑھتا رہے حتی کہ حجر اسود کا استلام کر لے (یعنی اسے ہاتھ لگا کر بوسہ دے لے)''

عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ عمرہ کرنے والا اپنے تلبیہ کو کب ختم کرے؟ انہوں نے جواب میں ابن عمر کا قول سنایا کہ اس وقت تلبیہ ختم کرے جب وہ حرم میں داخل ہو جائے' اور پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بتایا کہ جب حجر اسود کو ہاتھ لگا لے اس آدمی نے پوچھا ابو محمد! (عطاء کی کنیت) آپ کو کون سا مؤقف پسند ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابن عباس کا قول مجھے زیادہ پسند ہے۔[1]

حج کرنے والی اپنا تلبیہ عید والے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنا شروع کرتے ہی منقطع کر دے (یہ تلبیہ آٹھ ذی الحجہ کو اس نے شروع کیا تھا' اس سے پہلے وہ عمرہ کرتے ہوئے بیت اللہ کو دیکھتے ہی اس وقت بھی تلبیہ منقطع کر چکی تھی) جمہور کی رائے بھی یہی ہے۔[2]

ابن مفلح کہتے ہیں کہ جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارتے وقت ہی تلبیہ ختم کر دے جیسے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا کہ حج کرنے والا تلبیہ کہتا رہے حتی کہ جب وہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے لگے تو پہلی کنکری کے وقت ہی تلبیہ منقطع کر دے۔[3]

فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ پڑھنے میں مصروف رہے حتی کہ جمرہ عقبہ تک پہنچ گئے (اور تلبیہ ختم کر دیا)[4]

← يقطع التلبية فى العمرة' ح:۹۱۹ (۳/ ۲۸۴) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔ اسے البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا ہے' دیکھیے ضعيف سنن ابی داؤد ح:۳۹۷ ابن مفلح نے کہا کہ یہ موقوف صحیح ہے دیکھیے "الفروع" ج۳ ص ۳۴۸

[1] دیکھیے بیہقی کی السنن الكبرىٰ الحج' باب لا يقطع المعتمر التلبية حتى يفتتح الطواف ج۵ ص ۱۰۴۔ اسے البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ارواء الغليل ج۴ ص ۲۹۷

[2] دیکھیے نيل الاوطار ج۴ ص ۳۶۱ اور فتح البارى ج۳ ص ۲۲۳

[3] دیکھیے ابن مفلح کی "الفروع" ج۳ ص ۳۴۶

[4] صحيح البخارى' الحج' باب النزول بين عرفة وجمع ح:۱۶۷۰' (۲/ ۲۱۴) صحيح مسلم' الحج' ح:۱۲۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: دوران سفر (منیٰ آنے تک) آپ تلبیہ پڑھتے رہتے حتی کہ کنکریاں مارنا شروع کر دیں۔[1]

الشیخ محمد امین شنقیطی[2] اور الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہما اللہ[3] وغیرہ کا بھی یہی موقف ہے۔

---

[1] دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص۲۵۶

[2] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی "خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضوء البيان" ص۴۷

[3] دیکھیے "التحقیق والایضاح" ص۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواف

بیت اللہ کے گرد سات چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں۔

طواف کا حکم

طواف کئی طرح کا ہے ان میں سے طواف افاضہ رکن ہے جو عید والے دن کیا جاتا ہے۔

مکہ میں داخلہ

احرام باندھنے کے بعد تلبیہ پڑھتے پڑھتے جب مکے کے درودیوار نظر آنے لگیں تو اب مکے میں داخل ہونا ہے تو اس کے لیے کون سا راستہ منتخب کیا جائے؟ یاد رکھیے کہ حج یا عمرہ کرنے کے لیے جو بھی آرہی ہو وہ مکے کے ہر راستے سے اس میں داخل ہو سکتی ہے کیونکہ فرمان مصطفیٰ ہے:

((كُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَمَنْحَرٌ))[1]

''مکے کی تمام گلیاں راستہ اور قربان گاہ ہیں۔''

آپ نے یہ بھی فرمایا:

((مَكَّةُ كُلُّهَا طَرِيقٌ يَدْخُلُ مِنْ هٰهُنَا وَيَخْرُجُ مِنْ هٰهُنَا))[2]

''مکہ سارے کا سارا راستہ ہی ہے' ایک راستے سے داخل ہو اور دوسرے سے نکل جائے۔''

---

[1] سنن ابی داؤد' المناسك' باب الصلاة بجمع' ح:۱۹۳۷ (۲/ ۴۷۸) یہ جابرؓ سے مروی ہے اور اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد' ح:۱۷۰۷

[2] البانی رحمہ اللہ نے ''مناسك الحج والعمرة'' ص۱۹ میں کہا کہ اسے فاکہی نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

((مِنَ السُّنَّةِ إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِكَ الْيُمْنَى وَإِذَا خَرَجْتَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِكَ الْيُسْرَى))[1]

''یہ طریقہ سنت ہے کہ جب تم مسجد میں داخل ہونا چاہو تو پہلے دایاں پاؤں اس میں داخل کرو اور جب اس سے نکلنا چاہو تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالو۔''

سیدنا ابوحمید یا ابو اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ))[2]

''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور کہے اے اللہ! مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ پھر جب باہر نکلے تو یہ پڑھے اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے:

((أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ

---

[1] مستدرك حاكم' الصلاة ج ا ص ۲۱۸ حاکم نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر ہے اور ذہبی نے بھی اس کی موافقت کی ہے۔ اور دیکھیے بیہقی' الصلاة باب ما یقول اذا دخل المسجد: ج ۲ ص ۴۴۲ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے السلسلة الصحیحه ح:۲۴۷۸

[2] سنن ابی داؤد' الصلاة' باب فی ما یقوله الرجل عند دخوله المسجد' ح:۴۶۵ (۱/ ۳۱۸)
سنن ابن ماجه' المساجد و الجماعات' باب الدعاء' عند دخول المسجد ح: ۷۷۲ (۱/ ۲۵۴)
یہ ابوحمید سے مروی ہے۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے صحیح الجامع ح:۵۱۵ اور دیکھیے صحیح مسلم صلاة المسافرین و قصرها ح: ۷۱۳ لیکن اس روایت میں یہ نہیں کہ ''نبی علیہ السلام پر سلام بھی پڑھے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ))[1]

''میں عظمتوں والے اللہ' اس کے معزز چہرے' اور اس کی قدیم بادشاہت کے ساتھ مردود شیطان سے بچنے کے لیے پناہ پکڑتا ہوں۔''

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے علم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسا ذکر ثابت نہیں جو صرف مسجد حرام میں داخل ہونے کے ساتھ خاص ہو۔[2]

سعید بن میّب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر کو بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت یہ کہتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ[3]

''اے اللہ تو ہی سراپا سلامتی ہے تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے اے ہمارے رب! ہمیں بھی تحفہ سلامتی عطاء فرما۔''

حجر اسود کا استلام

مکہ پہنچ کر مسجد حرام میں آپ داخل ہو جائیں تو وہی طریقہ سامنے رکھیے جو ابھی ابھی پچھلی سطروں میں آداب مسجد کے متعلق بیان ہوا ہے پھر آپ سیدھی بیت اللہ کی

---

[1] سنن ابی داؤد' الصلاۃ' باب فیما یقوله الرجل عند دخول المسجد ح: ۴۶۶ (۱/ ۳۱۸) یہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نووی نے ''الاذکار'' ص۴۴ میں کہا کہ یہ حسن حدیث ہے جسے ابوداؤد نے جید سند سے روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی ''الاذکار'' کی تخریج میں اسے حسن کہا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد' ح: ۴۴۱

[2] دیکھیے ''التحقیق والایضاح'' ص۴۴

[3] بیهقی السنن الکبریٰ' الحج' باب القول عند رؤیة البیت ج۵ ص۷۳۔ ابن ابی شیبه' الحج باب فی الرجل اذا دخل المسجد الحرام ما یقول ج۴ ص۹۷ ابن قیم کہتے ہیں کہ یہ روایت تو مرسل ہے البتہ سعید بن میّب نے عمر بن خطاب کو یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا تھا' دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص۲۲۶' البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے ''مناسك الحج والعمرة'' ص۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف آئیں اور حجر اسود[1] کی طرف بڑھیں' اس کا استلام کریں اور طواف شروع کریں' حجر اسود کو ہاتھ لگاتے ہی تلبیہ منقطع کر دیجیے[2] اور پھر طواف کا آغاز کیجیے۔

یاد رکھیے حجر اسود کو چھونا اور اسے بوسہ دینا سنت نبوی ہے لیکن اس سنت پر عمل کرتے کرتے عورت کو اپنے اوپر ظلم نہیں کرنا چاہیے کہ بھیڑ اور ہجوم میں داخل ہو کر خود کو مشقت میں ڈالے' اپنا جسم مردوں کے ساتھ لگائے' پردہ کھل جائے بلکہ اس کے لیے یہی کافی ہے کہ جب رش اور بھیڑ محسوس کرے تو دور سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر دے پھر اپنا طواف شروع کر دے۔

خصوصاً موسم حج میں اور رمضان المبارک میں زیادہ احتیاط کرے کیونکہ اس وقت ازدحام زیادہ ہوتا ہے۔ حرم انسانوں کے سمندر سے بھرا پڑا ہوتا ہے۔ مسلمان عورت کو اس بارے میں متنبہ رہنا چاہیے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اشارے اور خلوص کو دیکھ کر آئندہ کسی موقع پر حجر اسود کو چھونے اور بوسہ دینے کا اسے موقع عطاء فرما دے مثلاً اسے دوران سال کسی موقع پر عمرے یا زیارت کے لیے خانہ کعبہ تک پہنچا دے' بہر حال عورت کو مشقت میں نہیں پڑنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۸۶)

"اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی وسعت سے بڑھ کر مشقت میں نہیں ڈالتا۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] ابن حجر کہتے ہیں کہ بیت اللہ کے چار کونے ہیں (۱) پہلا وہ جس کی دو فضیلتیں ہیں ایک یہ کہ اس میں حجر اسود نصب ہے اور دوسرا یہ کہ وہ ابراہیمی بنیادوں پر واقع ہے (۲) دوسرے کے لیے صرف ابراہیمی بنیادوں پر ہونے کی فضیلت ہے اور (۳) (۴) باقی دونوں کے لیے کوئی فضیلت نہیں اسی وجہ سے پہلے کونے کو بوسہ بھی دیتے ہیں اور دوسرے کو صرف ہاتھ لگاتے ہیں اور باقی دونوں کو نہ بوسہ دیتے ہیں اور نہ ہاتھ لگاتے ہیں جمہور کی یہی رائے ہے دیکھیے فتح الباری ج ۳ ص ۵۵۴۔۵۵۵

[2] "التحقیق والایضاح" ص ۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ))[1]

''جب میں تم کو کسی کام کا حکم دوں تو اس کو اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ۔''

استلام کے وقت کیا کہے؟

طواف شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھے پھر ساتھ ہی اللہ اکبر کہے کیونکہ ابن عباس بیان کرتے ہیں:

((طَافَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ كُلَّمَا أَتَى الرُّكْنَ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ كَانَ عِنْدَهُ وَكَبَّرَ))[2]

''نبی اکرم ﷺ نے ایک اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا' جب بھی آپ حجر اسود کے سامنے آتے تو کسی چیز کے ساتھ جو آپ کے پاس ہوتی اس کی طرف اشارہ کر دیتے اور ساتھ ہی اللہ اکبر بھی کہہ دیتے۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ جب وہ حجر اسود کا استلام کرتے تو بسم اللہ و اللہ اکبر کہتے تھے۔[3]

اشارہ صرف دائیں ہاتھ سے کافی ہے' بعض جاہل لوگوں کا یہ طریقہ صحیح نہیں جو دونوں ہاتھوں کو اس طرح اٹھا کر اشارہ کرتے ہیں جیسے کہ نماز کے لیے تکبیر کہنا چاہتے ہوں' اشارے کے وقت حجر اسود کی طرف ہی رخ کرنا چاہیے اگر ازدحام کی وجہ سے ادھر

[1] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۳۳۷۔ سنن النسائی' مناسك الحج' باب وجوب الحج' ح:۲۶۱۹' یہ سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے۔

[2] صحیح البخاری' الحج' باب التكبير عند الركن ح: ۱۶۱۲ (۲/ ۱۹۸)

[3] بیهقی' السنن الكبرىٰ' باب ما يقول عند الاستلام الركن: ج۵ ص۷۹ مصنف عبدالرزاق الحج' باب القول عند استلام الحجر ح:۸۸۴۹ (۵/ ۳۳) ابن قیم نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص۲۲۶۔ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے بیہقی وغیرہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے جیسا کہ نووی اور عسقلانی نے بھی یہی کہا ہے اور یہ ابن عمر پر موقوف ہے۔ دیکھیے حجة النبی ﷺ ص۷۵ اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی ''ماصح من آثار الصحابة في الفقه'' ج۲ ص۸۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رخ کر کے کھڑے ہونا مشکل ہو تو پھر چلتے چلتے اشارہ کرنا بھی کافی ہے۔

طواف کرتے وقت خانہ کعبہ کو اپنے بائیں جانب کرنا واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح طواف کیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر فیصلہ فرما دیا:

((لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هٰذِهِ))[1]

''اپنے حج کے طریقے مجھ سے حاصل کرلو کیونکہ مجھے علم نہیں کہ شاید اس حج کے بعد میں کوئی حج نہ کرسکوں۔''

اگر عورت اپنے طواف کی ابتداء میں یہ الفاظ پڑھے تو بہت اچھا اور مستحسن عمل ہے کیونکہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ ہی سے مروی ہیں:

اَللّٰهُمَّ إِيمَانًا بِكَ وَتَصْدِيقًا بِكِتَابِكَ وَ وَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ[2]

''اے اللہ! تجھ پر ایمان رکھنے کی وجہ سے' تیری کتاب کی تصدیق کی وجہ سے' تیری وعدے کو نبھانے کی وجہ سے اور تیرے نبی محمد ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے کی وجہ سے (میں یہاں حاضر ہوئی)''

استلام سے مقصود

جو مسلمان بہن حجر اسود تک رسائی حاصل کرلے تو وہ پہلے اسے ہاتھ لگائے اور استلام سے مراد اور مقصود بھی یہی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی تو اسی طرح کیا تھا جیسے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۹۷ سنن ابی داؤد' المناسک باب فی رمی الجمار ح:۱۹۷۰۔ سنن النسائی' المناسک' باب الرکوب الی الجمار واستظلال المحرم ح:۳۰۶۲

[2] دیکھیے ''التحقیق والایضاح'' ص ۲۴ یہ اثر بیہقی نے بھی ذکر کیا ہے دیکھیے السنن الکبریٰ' الحج' باب ما یقال عند استلام الرکن ج ۵ ص ۷۹ لیکن یہ اثر (یعنی روایت) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَمْ أَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ)) [1]

''میں نے نبی ﷺ کو یمانی کونوں کے علاوہ کسی کونے کا استلام کرتے یعنی ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا۔''

ہاتھ لگانے کے بعد اسے بوسہ دے کیونکہ آپ سے بوسہ دینا بھی ثابت ہے جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے بوسہ دیا تو کہا تھا:

((اِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا اَنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ)) [2]

''میں تجھے بوسہ دے رہاں ہوں حالانکہ مجھے علم ہے کہ تو ایک پتھر ہے جو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے بوسہ نہ دیتا۔''

بوسہ دینا دراصل اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت کی وجہ سے ہے نہ کہ پتھر ہونے کی وجہ

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب من لم یستلم الا الرکنین الیمانیین ح:۱۶۰۹ (۲/ ۱۹۷)۔ صحیح مسلم الحج ح:۱۲۶۷ مسلم کے الفاظ میں ''یمسح'' یعنی اسے چھوتے تھے۔ جامع الترمذی الحج' باب ما جاء فی استلام الحجر والرکن الیمان دون ما سواھما ح:۸۵۸ (۳/ ۲۰۹) یہ ابن عمر سے مروی ہے' ترمذی نے کہا کہ اکثر اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کے سوا کسی کا استلام نہیں کہ اسے ہاتھ لگایا جائے۔

[2] صحیح البخاری' الحج' باب تقبیل الحجر الاسود ح:۲۶۱۰ (۲/ ۱۹۷) صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۷۰ جامع الترمذی' الحج' باب ما جاء فی تقبیل الحجر ح:۸۶۰ (۳/ ۲۱۱) طبری کہتے ہیں کہ عمر نے یہ بات اس لیے کہی کہ لوگ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے اور کچھ عرصہ پہلے ہی بتوں کی پوجا میں مصروف رہے تھے تو عمر کو خدشہ ہوا کہ کہیں جاہل عوام یہ نہ سمجھ لیں کہ حجر اسود کو ہاتھ لگانا بعض پتھروں کی تعظیم کی وجہ سے ہے' جیسا کہ اہل عرب جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ ان کا یہ قول نبی کریم ﷺ کے افعال کی پیروی کرنے کے لیے ایک عظیم قاعدہ اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے کہ آپ کی پیروی کی جائے خواہ کسی کام کی حکمت ہماری سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔ دیکھیے فتح الباری' ج ۳ ص ۵۴۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لہٰذا پتھر بذات خود بطور تبرک کے نہیں ہے جس طرح کہ بعض جاہل مسلمان اسے ایسا سمجھ کر اسے بوسہ دینے کے بعد عجیب حرکات کرتے ہیں' اپنا بدن اس کے ساتھ ملتے ہیں یا تبرک حاصل کرنے کے لیے اپنے چھوٹے بچوں کے جسم اس کے ساتھ رگڑتے ہیں۔ یہ سب بدعات وخرافات ہیں اور شرک کی ایک قسم ہیں۔ پتھر کو بوسہ دینا اور چھونا ایک عبادت کے طور پر ہے' تبرک کے طور پر نہیں' انہی جاہلوں کی بدعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ غلاف کعبہ کے ساتھ اپنے جسم لگاتے ہیں۔[1]

ہجوم زیادہ ہو تو......

اگر کسی مسلمان مرد وعورت کے لیے حجر اسود کو ہاتھ لگا کر بوسہ دینا مشکل ہو جیسا کہ عام طور پر ایام حج میں ہوتا ہے تو پھر صرف ہاتھ لگانے پر ہی اکتفاء کرنا چاہیے اور بعد میں اسی ہاتھ کو بوسہ دے دینا چاہیے اگر ہاتھ لگانے کا بھی موقع نہ ملے تو صرف اشارہ کافی ہے۔

امام نووی نے کہا: ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ عورتوں کے لیے حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے نہ ہاتھ لگانا' ہاں اگر رات کے کسی پہر طواف والی جگہ زیادہ ازدحام نہ ہو یا کسی اور موقع پر ہجوم زیادہ نہ ہو تو پھر مستحب ہے کیونکہ ہجوم کی صورت میں عورتوں کو بھی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا اور مردوں کو ان کی وجہ سے پریشان ہونا پڑے گا۔[2]

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ حجر اسود کو ہاتھ لگانے کے سلسلے میں عورت کے لیے مردوں کے ہجوم میں گھس جانا مستحب نہیں بلکہ اس کو چاہیے کہ ہاتھ کے ساتھ ادھر اشارہ کر دے' یہی کافی ہے۔[3]

رسول اکرم ﷺ نے عمر بن خطاب کو مخاطب کر کے فرمایا:

---

[1] دیکھیے الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی "فتاویٰ ارکان اسلام" ص ۵۴۸

[2] دیکھیے "المجموع" ج ۸ ص ۴۴

[3] "المغنی" ج ۵ ص ۲۱۵ صرف حجر اسود کو بوسہ دینا مشروع نہیں ہے' ہاں جب طواف کے ساتھ ایسا ہو تو یہ مشروع ہے' بغیر طواف کے اسے بوسہ دینا ثابت نہیں' دیکھیے الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی "فتاویٰ ارکان اسلام" ص ۵۴۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((يَا أَبَا حَفْصٍ إِنَّكَ رَجُلٌ قَوِيٌّ وَإِنَّكَ تُؤْذِي الضَّعِيفَ فَإِذَا وَجَدْتَ خَلْوَةً فَاسْتَلِمِ الرُّكْنَ وَإِلَّا فَهَلِّلْ وَكَبِّرْ وَامْضِ))[1]

''ابوحفص! تو طاقتور آدمی ہے اور کمزوروں کو تکلیف دے سکتا ہے لہٰذا جب تو جگہ خالی دیکھے تو آگے بڑھ کر حجر اسود کو ہاتھ لگا کر بوسہ دے ورنہ اگر ازدحام ہو تو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور اللّٰهُ أَكْبَرُ پڑھتے ہوئے آگے گزر جا۔''

طاؤس رحمہ اللہ حجر اسود کے پاس زیادہ ہجوم دیکھتے تو ہاتھ اٹھاتے' اللہ اکبر کہتے اور آگے گزر جاتے اور ہاتھ نہ لگاتے۔''[2]

جب طاقتور اور قوی مردوں کا یہ حال ہے تو عورت کو ہجوم سے بہت دور رہنا چاہیے یہی اس کے لائق اور مناسب ہے تاکہ پردہ نہ ہٹ جائے اور حاجیوں کو تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

طواف کے دوران رمل کرنا

طواف کے پہلے تین چکروں میں آہستہ آہستہ دوڑا جاتا ہے اسی کو ''رمل'' کہتے ہیں ابن مفلح کہتے ہیں کہ اس ''رمل'' کا آغاز طاقت کے اظہار کے لیے تھا اور یہ عورتوں سے مقصود نہیں لہٰذا وہ رمل نہ کریں کیونکہ ان میں تو پردہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔[3]

ابن منذر کہتے ہیں: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ عورتیں ''رمل'' کریں گی نہ صفا ومروہ کے درمیان سعی میں دوڑیں گی۔[4]

---

[1] دیکھیے مصنف عبدالرزاق' الحج' باب الزحام علی الرکن' ح: ۸۹۱۰ (۵/ ۳۶) اور دیکھیے بیہقی کی السنن الکبریٰ الحج' باب الاستلام فی الزحام: ج۵ ص۸۰ امام احمد نے اسے عمر بن خطاب سے دوسرے لفظوں سے روایت کیا ہے۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے ''مناسك الحج والعمرة ص۲۱

[2] سنن النسائی' مناسك الحج' باب كيف تقبل ح: ۲۹۳۸ (۵/ ۲۲۷) اور دیکھیے مصنف عبدالرزاق الحج الزحام علی الرکن ح: ۸۹۱۱ (۵/ ۳۶)

[3] دیکھیے ابن مفلح کی ''المبدع'' ج۳ ص۲۱۸

[4] دیکھیے المنذر کی ''الاجماع'' ص۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رمل'' دراصل کہتے ہیں پہلوانوں کی طرح چلنا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قوت کے ساتھ طاقت ظاہر کرتے ہوئے چستی کے ساتھ قدم اٹھائے جائیں اور قدم قریب رکھے جائیں عورت کے سرپرست کو چاہیے کہ خود ''رمل'' کے لیے ان کو تنگی میں نہ ڈالے اور ''رمل'' کے لیے مجبور نہ کرے بلکہ وہ خود عورتوں کے حکم میں ہو کر ''رمل'' ترک کر دے گا کیونکہ اس طرح ایک بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا کہ خود تو ''رمل'' کر لے اور عورت کو بھیڑ میں گم کر دے اور وہ پریشان ہوتی پھرے۔

طواف کے دوران دعاء

طواف کرتے وقت رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان والی جگہ میں درج ذیل دعاء پڑھنا مشروع ہے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[1]

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی اچھائی عطاء فرما اور آخرت میں بھی اچھائی عطاء فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔''

علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ایک نہایت جامع دعاء ہے جو قرآن مجید میں بھی

---

[1] سنن ابی داؤد' المناسك' باب الدعاء في الطواف ح: ۱۸۹۲ (۲/ ۴۴۸) یہ سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں یمانی رکنوں کے درمیان ''ربنا اتنا..... الخ پڑھتے ہوئے سنا۔ مستدرك حاكم' المناسك' ج۱ ص ۴۵۵ حاکم نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر ہے البتہ بخاری و مسلم نے اسے روایت نہیں کیا۔ مصنف عبدالرزاق الحج' باب الذكر في الطواف ح: ۸۹۶۳ (۵/ ۵۰) بیہقی کی السنن الكبرى الحج' باب القول في الطواف ج۵ ص ۸۴ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد' ح:۱۶۶۶ امام شافعی کہتے ہیں کہ دوران طواف اسی وظیفے کو پڑھتے رہنا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے دیکھیے ان کی کتاب ''الام'' ج۲ ص ۱۷۳۔ الشیخ عبداللہ بن جابر نے کہا: ''مطلع'' میں لکھا ہوا ہے کہ ''دنیا کی اچھائی کیا ہے؟ اس کے متعلق سات اقوال ہیں (۱) نیک عورت' (۲) عبادت' (۳) علم اور عبادت' (۴) مال' (۵) عافیت وصحت' (۶) رزق کی فراخی اور (۷) نعمت۔ اور آخرت کی بھلائی کے بارے میں تین اقوال ہیں ۱۔ موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں' ۲۔ جنت ۳۔ اللہ کی معافی اور درگزر۔ (یہ کلام تھا ''مطلع'' کے مصنف کا) میں کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ ہی مراد ہے دیکھیے عبداللہ بن جاسر کی کتاب ''مفيد الانام'' ج۱ ص ۲۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوئی ہے یہ مختصر سے الفاظ اس مختصر سے وقفے کے ساتھ بہت مناسبت رکھتے ہیں[1]

اسی طرح رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعاء پڑھنا بھی اچھی بات ہے۔

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيهِ[2]

''اے اللہ جو تو نے مجھے عطاء کیا ہے اس کے ساتھ مجھے قناعت کرنے کی توفیق عطاء فرما اور اس میں میرے لیے برکات بھی نازل فرما دے۔''

ان مذکورہ اذکار کے علاوہ کوئی خاص ذکر الٰہی اور دعاء وارد نہیں ہوئی' ان دونوں کونوں کے درمیان والی جگہ کے علاوہ مسلمان عورت دنیا و آخرت کی جو بھلائی چاہے مانگ سکتی ہے کوئی معین دعاء مخصوص نہیں اور وہ قرآن کریم کی تلاوت بھی کرسکتی ہے۔[3]

ذکر الٰہی' تسبیح و تہلیل اور دوسرے اذکار بھی کرسکتی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ علم سے دور اور جہالت سے بھرپور لوگوں نے طواف کے ہر چکر کیلئے کوئی دعا مخصوص کر رکھی ہے جو کہ سراسر سنت کی خلاف ورزی ہے۔ تو مسلمان عورت کو اس بارے میں خبردار رہنا چاہیے۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: طواف کرنے والے کے لیے دوران طواف مستحب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے' مشروع اور مسنون دعائیں مانگتا رہے بلکہ اگر مخفی آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں' اس میں رسول اللہ ﷺ نے کسی ذکر' ورد یا وظیفے کو خاص اور متعین نہیں کیا کہ جس کے بغیر کچھ نہ پڑھا جا سکتا ہو۔ آپ نے حکم دیا نہ قول بیان کیا اور نہ ہی کسی کو اس کی تعلیم دی بلکہ آپ اس دوران ہر طرح کی دعائیں مانگتے رہتے تھے۔[4]

---

[1] دیکھیے البانی رحمہ اللہ کی ''التعليقات الرضية على الروضة الندية'' ج۲ ص۹۷

[2] مستدرك حاكم' المناسك' ج۱ ص۴۵۵ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح سند والی ہے البتہ شیخین نے اسے روایت نہیں کیا۔ دیکھیے ابن خزیمہ ح: ۲۷۲۸ اور الشیخ ابوبکر زید کی کتاب ''تصحيح الدعاء'' ص ۵۱۳

[3] ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ تلاوت تو غیر مؤثر دعاؤں سے کہیں بہتر اور افضل ہے دیکھیے تلخيص الحبير: ۲ ص ۵۳۸ اور اسی طرح نووی کی کتاب بھی دیکھیے الاذکار: ص ۱۷۱

[4] ''الفتاوىٰ'' ج۲۶ ص ۱۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافع کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کے ساتھ طواف کیا تو دیکھا کہ انہوں نے ذکر الٰہی میں کچھ خلل اور کمی نہ آنے دی' مسلسل یادِ الٰہی اور اذکار میں مشغول رہے۔[1]

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ جو لوگوں نے طواف کے ہر چکر کے لیے اذکار مخصوص کر رکھے ہیں یا صفا و مروہ کی سعی کے لیے کچھ اذکار خاص کیے ہیں' یہ سب بے بنیاد ہیں' ان کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ جس کو جو دعاء یا ذکر آسان محسوس ہو وہی کافی ہوگا۔[2]

الشیخ محمد عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ان بدعات کی غلطی و خطاء اور گناہ میں اس وقت خوب اضافہ ہوتا ہے جب کہ ایک طواف کرنے والا ہاتھ میں چھوٹا سا کتابچہ یا پاکٹ سائز دعاؤں کی کتاب لیے ہوئے ہوتا ہے' جس میں ہر چکر کی الگ دعاء لکھی ہوئی ہوتی ہے وہ اسے دیکھ کر پڑھتا رہتا ہے اور اس کے معنی و مفہوم سے غافل ہوتا ہے۔[3]

طواف کے دوران گفتگو

ابن منذر کہتے ہیں طواف میں آدمی کے لیے سب سے بہتر چیز جس کے ساتھ وہ مشغول رہے وہ ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم ہے لیکن جائز گفتگو بھی حرام نہیں البتہ ذکر الٰہی زیادہ سلامتی کا باعث ہے۔[4]

طواف کرتے ہوئے گفتگو کرنا جائز ہے' اس میں کوئی حرج نہیں' پانی بھی پیا جا سکتا ہے' خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے دوران پانی نوش فرمایا تھا۔[5]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ الحج' باب فی القراءۃ فی الطواف بالبیت ج۴ ص۱۰

[2] التحقیق والایضاح: ص۲۹

[3] دیکھیے ''دلیل الاخطاء التی یقع فیھا الحاج والمعتمر'' ص۳۷

[4] دیکھیے فتح الباری ج۳ ص ۴۸۳' البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دوران طواف کلام کرنا مباح ہے اور مستحب یہی ہے کہ ذکر الٰہی یا علم یا خاص ضرورت کے علاوہ کچھ کلام نہ کیا جائے۔ دیکھیے البانی رحمہ اللہ کی ''التعلیقات الرضیۃ علی الروضۃ الندیۃ'' ج۲ ص۹۵

[5] دیکھیے بیہقی کی السنن الکبری الحج' باب الشرب فی الطواف' ج۵ ص۸۵۔ مستدرک حاکم' المناسک ج۱ ص۴۶۰ یہ ابن عباس سے مروی ہے اور ابن عباس کا قول ہے کہ دوران طواف پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ابن ابی شیبہ نے اسے روایت کیا ہے۔ دیکھیے مصنف ابن ابی شیبہ ۱۴۲۲۸ ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن منذر کہتے ہیں کہ طواف کے دوران پانی پی لینے کے جواز پر علماء کا اجماع ہو چکا ہے۔[1]

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ طواف کے دوران گفتگو کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ اِلَّا اَنَّکُمْ تَتَکَلَّمُوْنَ فِیْهِ، فَمَنْ تَکَلَّمَ فِیْهِ فَلَا یَتَکَلَّمُ اِلَّا بِخَیْرٍ))[2]

''بیت اللہ کا طواف، نماز ہی کی طرح ہے فرق صرف یہ ہے کہ تم اس میں گفتگو کر سکتے ہو، جو شخص طواف میں کلام کرنا چاہے اس پر لازم ہے کہ اچھی بات کرے۔''

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کے دوران گفتگو کی اور وہ اس طرح کہ:

((مَرَّ وَهُوَ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ بِاِنْسَانٍ رَبَطَ یَدَهُ اِلٰی اِنْسَانٍ بِسَیْرٍ اَوْ بِخَیْطٍ اَوْ بِشَیْءٍ غَیْرِ ذٰلِكَ فَقَطَعَهُ ثُمَّ قَالَ: قُدْهُ بِیَدِكَ))[3]

← اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی "ماصح من آثار الصحابة فی الفقه" ج۲ ص۸۱۴

[1] دیکھیے ابن المنذر کی "الاجماع" ص۶۱

[2] جامع الترمذی، الحج، باب الکلام فی الطواف، ۹۶۰ (۳/ ۳۲۸) ترمذی کہتے ہیں کہ اکثر اہل علم کے ہاں اس پر عمل ہے وہ یہی مستحب سمجھتے ہیں کہ طواف کے دوران میں کسی ضروری حاجت یا ذکر الٰہی یا علمی بات کے سوا کوئی بات نہ کی جائے۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ارواء الغلیل ج۴ ص۳۰۴ اور دیکھیے بیہقی کی السنن الکبریٰ، الحج، باب الطواف علی طهارة: ج۵ ص۸۷ مستدرك حاکم المناسك ج۱ ص۴۵۹ حاکم نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے البتہ بخاری و مسلم نے اسے ذکر نہیں کیا۔ ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے اور ایک جماعت نے اسے موقوف قرار دیا ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ اسے ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے فتح الباری، ج۳ ص۵۳

[3] صحیح البخاری، الحج، باب الکلام فی الطواف ح: ۱۶۳۰ (۲/ ۲۰۰) سنن النسائی، الحج، باب الکلام فی الطواف ح: ۲۹۲۰ (۵/ ۲۲۰) یہ ابن عباس سے مروی ہے اور یہ لفظ ترمذی کے ہیں۔ ابن بطال کہتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ طواف کرنے والے کے لیے چھوٹے اور ہلکے کام کرنا جائز ہے برائی کو روک سکتا ہے اور واجب مستحب اور مباح کاموں میں کلام کر سکتا ہے دیکھیے ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے تسمے یا دھاگے یا کسی اور چیز سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ اپنا ہاتھ باندھ رکھا تھا تو آپ نے اسے کاٹ دیا اور فرمایا ''اپنے ہاتھ کے ساتھ پکڑ کر اس کی رہنمائی کر۔''

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے طواف کیا تھا تو میں نے ان میں سے کسی کو بھی گفتگو کرتے نہ دیکھا یہاں تک کہ وہ طواف سے فارغ ہو گئے۔[1]

اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی مسلمان بہن طواف کے دوران دوسری عورتوں کو حج کے ضروری احکام' احرام طواف کی ضروری باتوں کی تعلیم دے' خصوصا جاہل عورتوں کو تو ضرور سکھلائے مثلاً: عورت نقاب پہنے ہوئے ہو یا دستانے پہنے ہوئے ہو یا کوئی عورت حجر اسود کی طرف جانے کے لیے ہجوم کی پریشانی کا باعث بن رہی ہو تو ایسی عورتوں کی اصلاح کرے...... کیونکہ یہ مفید گفتگو ہے۔

چکروں کی تعداد میں شک

ابن قیم کہتے ہیں کہ جب طواف کرنے والے کو یہ شک لاحق ہو کہ اس نے چھ چکر پورے کیے ہیں یا سات یا اس طرح اس نے چھ کنکریاں ماری ہیں یا سات تو یقین پر بنیاد رکھنی چاہیے[2] یعنی چھ یقینی ہیں اور سات میں شک ہے تو چھ سمجھ کر ایک اور چکر پورا کرے اور کنکری مارے۔

← فتح الباری ج ۳ ص ۵۶۴

[1] دیکھیے بیہقی کی السنن الکبریٰ الحج' باب اقلال الکلام بغیر ذکر اللہ فی الطواف ج۵ ص ۸۵ مصنف عبدالرزاق' الحج' باب الذکر فی الطواف' ح: ۸۹۶۲ (۵/ ۵۰) اور دیکھیے امام شافعی کی ''الام'' الحج' باب اقلال الکلام فی الطواف ج ۲ ص ۱۷۳ اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی ماصح من آثار الصحابۃ فی الفقہ. ج ۲ ص ۸۰۲۔

[2] دیکھیے البانی رحمہ اللہ کی ''التعلیقات الرضیۃ علی الروضۃ الندیۃ'' ج ۲ ص ۸۶۔۸۷ اور دیکھیے ابن قیم رحمہ اللہ کی بدائع الفوائد ج ۳ ص ۲۷۳ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں ویسے تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن زیادہ راجح اور ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ محمد عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی عورت طواف سے فارغ ہو کر چلی جائے اور پھر اسے شک لاحق ہو کہ کہیں اس کا ایک چکر کم تو نہیں ہو گیا تو اس کا یہ شک بے اثر ہے اس کی کچھ حیثیت نہیں اور جب تک اسے یقین نہ آئے وہ چکر پورا کرنے کے لئے واپس نہ جائے اگر یقین ہو جائے کہ واقعی ایک چکر رہ گیا ہے تو پھر یقین کے ساتھ عمل کرلے اور واپس آ کر وہ چکر پورا کرے جس کے بھول جانے کا یقین ہو چکا ہے۔[1]

طواف کے لیے نیت

طواف چونکہ ایک عبادت ہے اس لیے اس کی نیت کرنا لازمی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ))[2]

''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

اگر کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ چلتے چلتے یا اپنے گروپ اور رفقاء کو تلاش کرتے کرتے طواف کی نیت کیے بغیر خانہ کعبہ کے چکر لگا لے تو اسے طواف میں شمار نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کی نیت طواف کرنے کی نہیں تھی۔

طواف' حطیم کے باہر سے......

یاد رکھنا چاہیے کہ طواف کرتے وقت حطیم کے اندر سے نہیں گزرنا چاہیے کیونکہ وہ بیت اللہ کا حصہ ہے اور طواف بیت اللہ کے اندر سے نہیں بلکہ ارد گرد ہوتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حطیم کے متعلق دریافت کیا تو

← درستگی کے قریب یہ محسوس ہوتا ہے کہ طواف نماز کے ساتھ مشابہ اور موافق ہے۔ تو جس شخص کو یہ شک لاحق ہو کہ اس نے طواف کے چھ چکر لگائے ہیں یا سات پورے ہو چکے ہیں تو وہ شک کو دور کرے اور درستگی کو تلاش کرے اگر اسے کسی ایک عدد کا قرائن اور دلائل سے علم ہو سکے تو اس کے مطابق عمل کر لے ورنہ پھر جو عدد کم ہے اس پر بنیاد رکھتے ہوئے باقی ماندہ کو پورا کرلے جیسے کہ اس کے متعلق صحیح دلیل ثابت ہو چکی ہے۔

[1] دیکھیے ''الشرح الممتع'' ج۷ ص۲۸۶

[2] صحیح البخاری' بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ح:۱ (۱/ ۳) صحیح مسلم الامارۃ ح:۱۹۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا:

((هُوَ مِنَ الْبَيْتِ))[1]

''وہ بیت اللہ میں سے ہے۔''

اسی طرح حطیم کی دیوار کے اوپر چلتے ہوئے طواف کرے تو بھی کفایت نہیں کرے گا۔

طواف درمیان میں رہ جائے تو

امام نووی کہتے ہیں کہ جب فرض نماز کی اقامت ہو جائے اور کسی شخص کا طواف ابھی مکمل نہ ہوا ہو تو وہ نماز کی ادائیگی کے لیے طواف منقطع کر دے اور نماز مکمل کرنے کے بعد جہاں سے طواف چھوڑا تھا اسے پورا کر لے' ابن منذر کہتے ہیں کہ اکثر علماء کا یہی فتویٰ ہے۔[2]

الشیخ محمد امین شنقیطی کہتے ہیں کہ جب نماز کے لیے طواف کو مکمل کیے بغیر چھوڑا جائے اور اس وقت آدمی کسی چکر کے درمیان میں ہو تو علماء کے اقوال میں سے میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ جس جگہ تک وہ چکر لگاتے نماز سے پہلے پہنچ چکا تھا وہیں سے شروع کر کے باقی ماندہ چکر پورا کرے۔[3]

دوران طواف کوئی کام

بیت اللہ کا طواف کرنے والی چھوٹے چھوٹے کام کر سکتی ہے مثلاً اپنی سہیلیوں کے ہمراہ ہو تو کسی بچے کو اٹھا لے' ایک دوسرے کو پکڑا کر تبادلہ کرتی رہیں یا اپنے کسی محرم کا ہاتھ تھام لے وغیرہ' کسی مریض یا بوڑھے یا بچے کو کندھوں پر اٹھا کر طواف ہو سکتا ہے اور اس طرح دونوں کا طواف ہو جائے گا مثلاً کسی بچے کو اٹھایا ہو تو عورت نیت کر لے کہ یہ

---

[1] صحیح البخاری الحج' باب فضل مكة وبنيانها ح:۱۵۸۴ (۲/ ۱۹۰) صحيح مسلم' الحج ح:۱۳۳۳

[2] دیکھیے ''المجموع'' ج۸ ص۲۰

[3] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی ''خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضواء البيان'' ص۱۹۵ اور دیکھیے شیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی ''ارکان الاسلام'' ص۵۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا اور بچے دونوں کا طواف ہے کیونکہ جس عورت نے آپ ؐ سے بچے کے حج کے متعلق پوچھا تو آپ ؐ نے اسے یہ نہیں کہا تھا کہ بچے کے لیے الگ اور مستقل طواف کرے، اگر اسی طرح واجب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور وضاحت کر دیتے۔[1]

جب طواف کرتے ہوئے عورت ہجوم میں پھنس جائے تو وہ کسی غیر محرم کے کپڑے وغیرہ کو تھام لے تاکہ کہیں بھیڑ میں الجھ کر کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے۔[2]

[1] دیکھیے شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کی "التحقیق والایضاح" ص ۱۹

[2] دیکھیے "فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ" ج ۱۱ ص ۱۹۳ فتوی ۳۱۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواف کی دو رکعتیں

طواف مکمل کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔

ان کا حکم

یہ دونوں رکعتیں سنت کے درجے تک پہنچتی ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں ادا کیں۔[1]

جب عورت ان دونوں کی ادائیگی کے لیے مقام ابراہیم کی طرف بڑھے تو یہ آیت پڑھی جائے:

﴿وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۲۵)

''اور جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اسے نماز کی جگہ بنالو۔''

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا۔[2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ آپ ان دونوں رکعتوں میں سورۃ اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور سورۃ الکافرون ﴿قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ پڑھا کرتے تھے۔[3]

ان دونوں سورتوں میں خالص توحید ہی توحید بیان ہوئی ہے اور اس میں طواف کرنے والے کو یہ اشارہ اور تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ طواف کر کے خانہ کعبہ کی پوجا نہیں کرتا اور اس عبادت کے ذریعے بیت اللہ کو اصلی مقصود نہیں رکھتا بلکہ وہ اس کام کے ذریعے اللہ

---

[1] صحیح البخاری، الحج، باب صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لسبوعه رکعتین ح: ۱۶۲۳ (۲/ ۲۰۱)

[2] صحیح مسلم، الحج، ۱۲۱۸

[3] صحیح مسلم، الحج، ح: ۱۲۱۸۔ جامع الترمذی، الحج، باب ما یقراء فی رکعتی الطواف، ح: ۸۶۹ (۳/ ۲۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کی عبادت و پوجا کرتا ہے اور اس کی رضاء مندی حاصل کرنے کے لیے اس کے حکم پر عمل کر رہا ہے:

﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (الحج: ۲۲/ ۲۹)

"اور ان کو چاہیے کہ قدیم گھر یعنی بیت اللہ کا طواف کریں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہر سات چکروں کے بعد دو رکعتیں ہیں[1]

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سات چکر پورے کرنے والے ہر شخص کے لیے طواف کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا سنت ہے۔[2]

ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ وہ سنت جس پر اجماع بھی ہے اور اسے مختار بھی سمجھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ سات چکروں کے بعد دو رکعتیں ادا کرے' جمہور علماء کا یہی فیصلہ ہے۔[3]

عورت یہ نماز کہاں پڑھے؟

مقام ابراہیم کے پاس ادا کی جانے والی یہ دونوں رکعتیں مقام ابراہیم کے پاس بھی پڑھ سکتی ہے اور دور بھی۔ اس کی کئی ایک صورتیں بنتی ہیں کہ مثلاً یا تو وہ مقام ابراہیم کے قریب نماز پڑھے تو چونکہ وہاں لوگوں کی بہت زیادہ آمدورفت ہوتی ہے' اس لیے اسے آگے سے گزرنے والوں کو روکنے کے لیے بہت حرکت کرنا پڑے گی یا وہیں نماز پڑھتی رہے آنے جانے والوں کی کوئی پروا نہ کرے اور کسی گزرنے والے کو نہ روکے یا اس حرکت اور نماز میں خلل سے بچنے کے لیے مقام ابراہیم سے ذرا دور جا کر نماز پڑھ لے جہاں اسے طمانیت حاصل ہو سکے۔ ان سب میں سے عورت کے لیے آخری صورت افضل ہے کیونکہ اصل مقصود جگہ نہیں ہے بلکہ عبادت ہی مقصود ہے اور عبادت تبھی بہتر ہوگی جب

---

[1] مصنف عبدالرزاق' الحج' باب قرن الطواف' ح: ۹۰۱۲' (۵/ ۶۳) البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے "مناسك الحج والعمرة" ص ۳۸

[2] دیکھیے شیخ الاسلام کی "شرح العمدة" ج ۲ ص ۴۴۸

[3] دیکھیے حاشیہ خالص الجمان ص ۱۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں اطمینان ہو اور عورت سے پردے کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے جب کہ حج کے دنوں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ ہجوم بہت زیادہ ہوتا ہے خصوصاً خانہ کعبہ کے آس پاس تو تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی' جس کی وجہ سے قوی مردوں کے لیے بھی مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ عورت ایسا کرے۔

اس لیے معزز بہن کے لیے ضروری ہے کہ حرم کی اندرونی جگہ اور قبلے کے قرب و جوار سے کچھ دور رہے اور ذرا ہٹ کر طواف وغیرہ کرے اور کھلی جگہ میں ہجوم سے دور رہ کر دو رکعتیں ادا کرے تاکہ خشوع وخضوع میں اور نماز میں حضور قلب حاصل ہو سکے۔

بعض لوگ قبلے کے پاس کئی طرح کی بدعات وخرافات کا اظہار کرتے ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی آدمی مقام ابراہیم کے پاس نماز کے بعد کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک دعاء مانگتا ہے جس کا نام ''دعائے مقام'' رکھتے ہیں۔ اس دعاء کی کوئی بنیاد نہیں ہے' سنت نبویہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں' اس سے منع کرنا چاہیے۔ افضل یہی ہے کہ وہاں نماز پڑھنے کے بعد اٹھ کر کسی اور کام کے لیے چلے جایئے۔[1]

www.KitaboSunnat.com

---

[1] دیکھیے الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی ''دلیل الاخطاء التی یقع فیها الحاج والمعتمرة'' ص ۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواف ایک لمحہ فکریہ

اللہ اکبر یہ کس قدر عظیم موقع ہے......شاندار مقام......

طواف کا مرحلہ وہی ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((هٰهُنَا تَسْكُبُ الْعَبَرَاتُ يَا عُمَرُ))[1]

''عمر! اس جگہ تو آنسو بہہ پڑتے ہیں۔''

اورطواف کو مقرر کرنے کا مقصد خود آپ سے مروی ہے:

((لِاَقَامَةِ ذِكْرِ اللّٰهِ))[2]

''اللہ کی یاد قائم کرنے کے لیے۔''

یہ واقعی ایک عظیم نعمت ہے اور اللہ کا بہت بڑا احسان ہے جو اے معزز بہن اللہ نے تجھ پر اور ہم پر نازل فرمایا کہ وہ تجھے اپنے معزز گھر میں لے آیا اور تجھے اس کے گرد طواف کرنے کی توفیق عطاء فرمائی...... ایسا نہ ہونے دینا کہ تو طواف کے سات چکر لگائے لیکن تیرا دل غیر حاضر ہو یا تیرے پیدا کرنے والے کے سامنے عجز و انکسار پیدا نہ ہو' اپنے رب کا کثرت سے ذکر کیا کر' اپنی چاہت کے مطابق اللہ سے خوب دعائیں کر' دنیا و آخرت

---

[1] مستدرك حاكم' المناسك : ج١ ص ٤٥٤ امام حاکم نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے البتہ بخاری و مسلم نے اسے روایت نہیں کیا امام ذہبی نے بھی حاکم کی موافقت کی ہے البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے دیکھیے ارواء الغليل ج٤ ص ٣٠٨ سنن ابن ماجه المناسك باب استلام الحجر ح: ٢٩٤٥ (٢/ ٩٨٣) اور دیکھیے صحيح ابن خزيمه ح: ٢٧١٢

[2] سنن ابی داؤد' الناسك' باب في الرمل ح: ١٨٨٨ (٢/ ٤٤٧) جامع الترمذی' الحج' باب ما جاء في كيف يرمى الجمار (بدون الطواف بالبت) ح: ٩٠٣ (٣/ ٢٦٤) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے البتہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے دیکھیے ضعيف سنن ابی داؤد' ح: ٤١٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بھلائیوں کی اللہ سے بھیک مانگ‘ حاجتیں پوری کرنے والی ذات سے اپنی حاجتوں کی درخواست‘ وہ ذات جو آسمان و زمین کی بادشاہت کی مالک ہے تو کعبہ کے پڑوس میں پہنچ گئی ہے اور اللہ کے عظمتوں والے حرم میں کھڑی ہے۔

إِذَا عَايَنَتْهُ الْعَيْنُ زَالَ ظَلَامُهَا وَزَالَ عَنِ الْقَلْبِ الْكَئِيبِ التَّأَلُّمُ

”جب آنکھ نے اسے دیکھا تو اس کے اندھیرے چھٹ گئے اور غمزدہ دل سے غم والم رفع ہو گیا۔“

مردوں کے ہجوم سے دور رہ کر اور آواز کو پست رکھ کر اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب حاصل کرے۔ اس عظیم جگہ میں تیرے دل کے اندر اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سوا ہر بڑی سے بڑی چیز کم تر اور ہیچ نظر آنی چاہیے۔

اپنے گناہوں کو یاد کر‘ لغزشیں اور خلوت و تنہائی کے گناہ ذہن میں لا‘ اگر تو سچی توبہ کر لے اور اللہ کی طرف رجوع کر لے تو وہ ان تمام گناہوں کو مٹا دے گا بشرطیکہ آئندہ کے لیے بھی زیب و زیبائش اور اظہار زینت سے پرہیز کر اور یوں نہ ہو:

مِنَ اللَّائِي لَمْ يَحْجُجْنَ يَبْغِيْنَ حَجَّةً
وَلٰكِنْ لِيَقْتُلْنَ الْبَرِيَّ الْمُغَفَّلَا

”ان عورتوں میں سے جو حج نہیں کرتیں حج مقصد نہیں ہوتا بلکہ اس لیے آتی ہیں کہ بے گناہ اور برائی سے غافل مردوں (کے اخلاق) کو قتل کریں۔“

میری معزز بہن!...... جہاں تو کھڑی ہے یہ وہی مقام ہے جہاں رسول اکرم ﷺ چلے اور طواف کیا‘ جہاں عشرہ مبشرہ جن کو جنت کی بشارت ملی انہوں نے‘ امہات المومنین نے اور باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے طواف کیا تھا۔ جان رکھ کہ اگر تو سچے دل سے اتباع کرے تو انہی کی لڑی میں پروئی جائے گی‘ انہی کی شاہراہ پر چلے گی‘ اللہ کی قسم! یہ ایسا عظیم راستہ ہے جس کی انتہاء جنت پر ہوتی ہے ہجوم زیادہ ہو تو حجر اسود کے قریب نہ جانا‘ یہ ٹھیک ہے کہ اسے بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا سنت ہے لیکن عورت کا تنگی میں پڑنا اور اس کا مردوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ مزاحمت کرنا' ان کے ہجوم میں شامل ہونا حرام ہے بلکہ جب مردوں کے لیے عورتوں میں آنا' ان کے رش میں داخل ہونا مشروع نہیں تو اے مسلمان بہن تیرے لیے تو بالاولیٰ حرام ہے۔

معلوم رہنا چاہیے کہ تو عبادت میں مشغول ہے' اس حالت میں بھی حجر اسود کا استلام کرنے سے تجھے روک دیا گیا ہے' رمل یعنی طواف کے درمیان دوڑنے سے بھی منع کیا گیا ہے اور ہجوم کے وقت خانہ کعبہ کے قریب رہ کر طواف کرنے سے بھی تجھے روکا گیا ہے بلکہ بعض فقہاء کہا کرتے تھے کہ میں عورت کا طواف رات کے وقت ہی مستحب سمجھتا ہوں تاکہ اس کا جسم زیادہ پردے میں رہے۔[1]

اے مسلمان بہن! دیکھو کہ سیدہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا تمہیں کہہ رہی ہیں:

"اے عورتوں کی جماعت! بیت اللہ کے گرد رمل نہ کرو بلکہ ہمیں اسوۂ اور نمونہ سمجھو۔[2]

جب تو یہ سارے کام کر لے اور کعبہ مکرمہ کے پاس سے دوری اختیار کر لے تو اب تیرے لیے لازمی ہے کہ بازاروں میں بھی مردوں سے اجتناب کیا کر کسی محفل اور مجمع میں مردوں کے شانہ بشانہ رہنے کی کوشش نہ کیا کر۔

معزز اور قابل احترام بہن!

کبھی یہ نہ بھول جانا کہ اللہ تعالیٰ ہر لمحے تجھ پر نگاہ رکھے ہوئے ہے' اللہ سے دعاء ہے کہ تو جن اعمال صالحہ کا ذخیرہ آگے بھیج رہی ہے اللہ اسے قبول فرمائے۔ (آمین)

---

[1] دیکھیے ابن قدامہ کی "المغنی" ج۵ ص ۲۱۵ اور دیکھیے شافعی کی الام ج۲ ص ۱۷۰۔

[2] دیکھیے بیہقی: ج۵ ص ۸۴ اور شافعی کی الام ج۲ ص ۱۹۲ اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی "ماصح من آثار الصحابة فی الفقه" ج۲ ص ۸۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفا و مروہ کے درمیان سعی

مسجد حرام کے باہر دو چھوٹی پہاڑیاں ہیں' ایک کا نام صفا اور دوسری کا نام مروہ ہے۔ ان دونوں کے درمیان نشیبی اور ہموار سطح پر آہستہ آہستہ دوڑنے کو ''سعی'' کہتے ہیں جو ''سعی بین الصفا والمروۃ'' کے نام سے مشہور ہے۔

اس کا حکم

اسے حج کے رکن کی حیثیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۵۸)

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''

جوہری کہتے ہیں کہ ''شعائر'' کا لفظ حج کے اعمال پر بولا جاتا ہے اور ہر اس چیز پر بھی جو اللہ تعالیٰ کی کسی بھی عبادت کی علامت ہو۔[1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ وہ چیز ہے جس کا اسماعیل کی والدہ نے تمہیں وارث بنایا ہے۔[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی کے حج یا عمرے کو پورا اور مکمل نہیں سمجھتا جب تک کہ وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے۔''[3]

---

[1] دیکھیے فتح الباری: ج۳ ص۵۸۱

[2] ابن حجر نے فتح الباری: ج۳ ص۵۸۷ میں کہا کہ اسے فاکہی نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔

[3] صحیح البخاری' العمرۃ' باب ما یفعل فی العمرۃ ما یفعل فی الحج' ح:۱۷۹۰ (۲/ ۲۴۵) صحیح مسلم الحج' ح:۱۲۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفا کے پاس پہنچ کر کیا کہے؟

طواف کے بعد عورت کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے چلے جانا چاہیے۔ جب صفا پہاڑی کے قریب جائے تو یہ آیت مبارکہ تلاوت کرنا سنت ہے:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۵۸)

''بے شک کوہ صفا اور کوہ مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو شخص خانہ کعبہ' حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کا بھی طواف کرے۔''

اور وہ یہ لفظ بھی کہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا:

((أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ)) [۲]

''میں وہیں سے (عمل) شروع کرتا ہوں (یعنی صفا سے) جہاں سے اللہ تعالیٰ نے (تذکرہ) شروع کیا تھا۔''

جب مسلمان یہ کام کرتا ہے تو وہ یہ بھی محسوس کرتا ہے کہ میں اپنے اللہ کی اطاعت کر رہا ہوں اور اس کے احکام کی تعمیل کر رہا ہوں۔

کیا عورت پہاڑی پر چڑھے؟

عورت صفا و مروہ کی سعی کرتے وقت پہاڑیوں کے اوپر نہ چڑھے بلکہ ان پر کچھ قدم رکھتے ہی تھوڑا سا چڑھ کر واپس لوٹ آئے' تاکہ مردوں کے لیے تنگی کا باعث نہ بنے' اور اس کے پردے کی زیادہ حفاظت ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وہ صفا و مروہ پر نہ چڑھے۔ [۳]

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ عورت کے لیے صفا و مروہ پر چڑھنا سنت نہیں تاکہ مردوں

---

[۱] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی ''خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضوء البيان'' ص ۱۹۹

[۲] صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۱۸

[۳] دیکھیے بیہقی کی السنن الکبریٰ الحج' باب المراة لا ترفع صوتها بالتلبية ج۵ ص ۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے تنگی کا باعث نہ بنے اور اوپر نہ چڑھنا اس کے لیے زیادہ پردے کا باعث ہے۔[1]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صفا پہاڑی پر کیا ہوا عمل یوں بیان کیا کہ جب آپ اتنا اوپر چڑھ آئے کہ بیت اللہ نظر آنے لگا تو:

((فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهٗ وَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ))[2]

''آپ نے اللہ کی توحید اور اس کی کبریائی بیان کی اور کہا: ''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ہر طرح کی تعریف ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے' اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ یکتا ہے' اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اکیلے نے شکست دی۔''

پھر آپ نے اس ذکر کے درمیان دعاء بھی کی اور یہ (مذکورہ) الفاظ تین دفعہ دہرائے۔

جہاں سے جہاں تک دوڑنا ہوتا ہے وہاں پر علامات مقرر ہو چکی ہیں' وہاں عورت کو دوڑنا چاہیے نہ ہی اس آدمی کو جس کے ساتھ کوئی عورت ہو' تاکہ اس کا پردہ قائم رہے اور وہ تحفظ و نگرانی میں رہے۔

شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ ان دونوں نشانات کے درمیان دوڑنا اور صفا و مروہ کے اوپر چڑھنا عورتوں کے لیے نہیں ہے۔[3]

---

[1] دیکھیے ابن قدامہ کی ''المغنی'' ج۵ ص۲۳۶ اور الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی ''المعتمر و الحاج فی میزان الخطاء والصواب'' ص۵۱

[2] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۸

[3] دیکھیے ''شرح العمدة'' ج۲ ص۴۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بیت اللہ کے گرد ''رمل'' کرنا یعنی دوڑنا اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا عورتوں کے لیے نہیں ہے۔[1]

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ بیت اللہ کے طواف میں دوڑنا اور صفادمروں کے درمیان سعی کے لیے دوڑنا عورتوں کے لیے نہیں ہیں۔[2]

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: عورت کے لیے دوڑنے کے متعلق دو قول ہیں جن میں سے صحیح اور مشہور قول جو کہ جمہور کا قطعی فیصلہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ وہ دوڑنے والی جگہ میں نہیں دوڑے گی بلکہ آہستہ آہستہ سارا راستہ پیدل چلے گی خواہ دن کا وقت ہو یا رات کا کیونکہ وہ ساری کی ساری چھپانے کی چیز ہے اور ہر جگہ اس کے پردے کا لحاظ رکھا گیا ہے اور دوڑنا پردے کے خلاف ہے' اس لیے طواف میں بھی وہ رمل کرتے ہوئے نہیں دوڑتی۔[3]

سعی کے درمیان اذکار

صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے کوئی خاص دعاء متعین نہیں ہے اگر وہ یہ دعاء مانگے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ وَالْاَكْرَمُ[4]

''اے میرے پروردگار! بخشش و رحمت نازل فرما' یقیناً تو بہت عزت و کرم والا

---

[1] دیکھیے بیہقی کی السنن الکبریٰ الحج' باب المراۃ تطوف وتسعی لیلا اذا کانت مشھورۃ بالجمال ولا رمل علیھا: ج۵ ص۴۸ اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی ''ماصح من آثار الصحابۃ فی الفقہ'' ج۲ ص۸۰۷

[2] دیکھیے ''التمھید'' ج۲ ص۷۸

[3] دیکھیے ''المجموع'' ج۹ ص۷۵

[4] البانی رحمہ اللہ نے مناسک الحج والعمرۃ ص۲۸ میں کہا کہ اسے ابن ابی شیبہ نے کتاب الحج کے باب ''مایقول الرجل فی المسعی'' میں سیدنا ابن مسعود اور سیدنا ابن عمرؓ سے دو صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔"

تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ دعاء تقریباً تمام اسلاف سے مروی ہے جن میں عبداللہ بن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔

سعی کے دوران وہی کچھ پڑھنا جائز ہے جو طواف کے دوران جائز ہے لہٰذا قرآن کریم کی تلاوت اذکار مسنونہ اور دعائیں تمام مشروع اور جائز ہیں۔

صفا ومروہ کے درمیان سات چکر لگانے ہوتے ہیں۔ لیکن صفا سے مروہ تک پہنچتے ہی ایک چکر شمار ہو جائے گا اور مروہ سے صفا واپس آتے ہوئے دوسرا شمار ہوگا۔ یہ کام سات دفعہ کرے' مروہ تک جاتے ہوئے بھی ایک چکر' واپس آتے ہوئے بھی ایک چکر ہوگا' اور یہی سعی شمار ہوگی۔ عام طور پر آمدورفت کے دونوں سفروں کو ملا کر آنے جانے کی مسافت ایک چکر کہلاتی ہے لیکن یہاں صرف ایک طرف جانا ہی چکر شمار ہو جائے گا۔

سعی میں شرط یہ ہے کہ دونوں پہاڑیوں کی درمیانی مسافت کو مکمل طور پر طے کر لے یہ شرط نہیں کہ وہ صفا یا مروہ کے اوپر چڑھے' جس جگہ پر سعی کی جاتی ہے اس پر نشان لگا دیئے گئے ہیں اور مرد وعورت کے لیے یکساں جگہ ہے اور اس نشان زدہ مسافت سے زیادہ سعی کرنا مستحب ہے واجب نہیں' اور نشان زدہ مسافت وہ ہے جہاں گاڑیاں چل سکتی ہیں اور وہ گاڑیوں کی گزرگاہ ہے۔

سعی کے لیے طہارت

صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنے کے لیے طہارت حاصل کرنا اور باوضوء ہونا سنت ہے لیکن اگر کوئی عورت بغیر وضوء کے بلکہ حالت جنابت یا حالت حیض میں سعی کر لے تو بھی کافی ہے' اگرچہ باوضوء ہو کر سعی کرنا افضل ہے۔

ابن منذر کہتے ہیں: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جس شخص نے بغیر طہارت کے صفا اور مروہ میں سعی کی تو یہ کفایت کر جائے گا۔[1]

---

1 دیکھیے "الاجماع" ص ۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا تھا:

((اِفْعَلِيْ كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ))[1]

''تو اسی طرح کر جیسے حاجی کرتا ہے' البتہ بیت اللہ کا طواف پاک ہونے تک نہ کرنا۔''

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یاد رکھو جمہور علماء کا مؤقف اور رائے یہی ہے کہ سعی کے لیے جنابت سے پاک ہونے کی شرط ہے نہ بے وضوء سے باوضوء ہونے کی شرط ہے اور یہی قول ائمہ اربعہ اور جمہور اہل علم کا ہے۔[2]

شعبان ۱۴۱۵ھ کو رابطہ عالم اسلامی کی منعقد ہونے والی فقہی مجلس نے یہ فیصلہ کیا کہ موجودہ حالت میں بھی سعی کی جگہ مسجد حرام سے شروع نہیں ہو جاتی۔[3]

مسلمان عورت کو چاہیے کہ وہ سعی کے چکر مسلسل اور پے در پے پورے کرے' اسی طرح طواف بھی ایک ہی دفعہ مکمل کرلے' زیادہ وقفہ نہ کرے' اگر وہ سعی اور چکروں کے درمیان میں وقفہ کرے اور فرق کرے تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے لگاتار سعی کی ہے۔ ہاں اگر یہ فرض کرلیا جائے زیادہ ہجوم ہونے کی وجہ سے دم گھٹنے لگا ہو' یا دوپٹہ درست کرنے کے لیے کہیں رک جائے یا چادر درست کرنے لگے یا قضائے حاجت کے لیے رک جائے اور پھر لوٹ کر باقی ماندہ حصہ پورا کرے تو ہم کہیں گے کہ ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ایک ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے اسے رکنا پڑا ہے اور اس نے تسلسل جان بوجھ کر ترک نہیں کیا۔

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب تقضی الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت ح:۱۶۵۰' (۲/ ۲۰۸) یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

[2] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی ''خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضوء البيان'' ص۲۰۲ ابن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: جب عورت بیت اللہ کا طواف کرے پھر اسے حیض شروع ہو جائے ابھی وہ صفا و مروہ کے درمیانی سعی نہ کر سکی ہو تو وہ سعی کر لے دیکھیے مصنف ابن ابی شیبہ ح:۱۴۳۹۷ اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی ''ماصح من آثار الصحابة في الفقه'' ج۲ ص۸۴۷

[3] حاشیہ ''خالص الجمان'' ص۲۰۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعی اور دعوت فکر

قابل احترام معزز بہن!

صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا جہاں یہ مقام رکھتا ہے کہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، مناسک حج میں سے ہے، ذکر الٰہی کی ایک صورت ہے، وہیں یہ سعی ہمیں کچھ دعوت فکر بھی دیتی ہے، ہمیں کچھ سوچنے پر بھی مجبور کرتی ہے اور وہ یہ کہ سعی کرتے وقت ذہن میں ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ "ہاجرہ" اور ان کا نومولود بچہ یاد آتا ہے اور یہ سوچ پیدا ہوتی ہے کہ اتنی نیک صالح عورت کو بھی عظیم آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ اسی لیے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَ وَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَةٍ))[1]

"مؤمن مرد و عورت کو اس کی جان، اولاد اور مال میں آزمائش پہنچتی ہی رہتی ہے حتی کہ وہ اللہ کو اس حالت میں ملے گا کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہ ہوگا۔"

اس نیک عورت کی آزمائش پر گہری نگاہ ڈالیے..... تنہائی، بھوک، روتا بلکتا ہوا بچہ، پیاس سے نڈھال، بے آب و گیاہ صحراء، بھڑکتا ہوا سورج، بلند و بالا پہاڑ، غم و اندوہ اور ایسی سختی و شدت جس پر زبردست ایمان والے دلوں کے علاوہ کوئی صبر نہیں کر سکتا۔

ہر آزمائش، تعذیب یعنی عذاب و سزا ہی کے طور پر نہیں ہوتی بلکہ بعض آزمائشیں تہذیب یعنی گناہوں سے صفائی اور بلندی درجات کے لیے ہوتی ہیں حتی کہ حدیث میں آیا:

((يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهِ فَاِنْ كَانَ دِيْنُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ

[1] جامع الترمذی، الزھد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء ح: ۲۴۰۱ (۷/ ۱۲۵) ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح کہا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی ح: ۱۹۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَلَاؤُہٗ))[1]

''آدمی کی آزمائش اس کے دین کے لحاظ سے ہوتی ہے اگر وہ دین میں ٹھوس ہو تو اس کی آزمائش بھی نسبتاً زیادہ سخت ہوتی ہے۔''

اور ہاجرہ ام اسماعیل علیہ السلام کی آزمائش اس کی نیکی اور خیر و بھلائی کے لیے کی تھی جیسے کہ فرمان نبوی ہے:

((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ))[2]

''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی فرمایا:

﴿الٓمّٓ ۝ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوْٓا أَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝﴾

(العنکبوت: ۲۹/ ۱-۲)

''کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ صرف یہ کہہ کر کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔''

غرضیکہ مؤمن کو کھرا اور خالص کرنے کے لیے بھی اکثر آزمائش آتی رہتی ہے۔

ام اسمٰعیل کا صبر

غور کیجیے کہ اس عظیم پیغمبر کی بے مثال بیوی نے آزمائش در آزمائش میں کس بے جگری سے صبر کا مظاہرہ کیا' ہر حال میں شکر الٰہی بجا لائی' اس آزمائش و امتحان سے کامیاب ہونے اور نجات پانے کے لیے اپنی وسعت کے مطابق ہر ممکن کوشش کی' کیسی

---

[1] سنن ابن ماجہ' الفتن باب الصبر علی البلاء ح: ۴۰۲۳ (۲/ ۱۳۳۴) جامع الترمذی' الزھد' باب ما جاء فی الصبر علی البلاء ح: ۲۴۰۰ (۷/ ۱۴۴) ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح الجامع ح: ۹۹۲

[2] صحیح البخاری' المرضی باب ما جاء فی کفارۃ المرضی ح: ۵۶۴۵ (۷/ ۳) یہ سیدنا ابوہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم عورت تھی کہ بھاگتی ہوئی صفا پہاڑ پر چڑھ گئی کہ شاید وہاں سے کوئی صورت چھٹکارے کی نظر آ جائے یا کوئی مسافر نظر آئے جس کے پاس کچھ کھانے پینے کا سامان ہو' اپنے بچے کے لیے پریشان ہوئی جا رہی تھی جو پیاس سے بلک بلک کر رو رہا تھا' لیکن وہاں کچھ نظر نہ آیا...... وہ تیزی سے نیچے آئی اور سامنے والی پہاڑی مروہ پر اسی مقصد کے لیے چڑھ گئی لیکن فریاد رسی اور خلاصی کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی سوائے اس کہ رب العلمین کی طرف سے رحمت کا انتظار اور امید تھی' جس نے اپنے خاص فرشتے کو اس نیک بندی کی مشقت دیکھ کر خدمت کے لیے بھیج دیا' اس نے اپنے پر کے ذریعے زم زم کا چشمہ نکالا۔

یہی وہ زم زم تھا جو اس دودھ پیتے بچے اور ماں کے پاس قبیلوں کی آمد کا باعث بن گیا' نعمتوں اور بھلائیوں کی بہتات ہوگئی' ان کے ارد گرد اس محسن اعظم رحیم و کریم اور عزیز و حکیم پروردگار کا فضل و کرم نظر آنے لگا' لیکن یہ سب اس وقت ہوا جب کہ اس صنف نازک نے عظیم صبر کا مظاہرہ کیا۔

میری قابل احترام بہن...... ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے برا خاوند دے کر یا نافرمان اولاد دے کر' ظالم ہمسایہ دے کر یا معیشت میں تنگی پیدا کر کے آزمائے...... اور آزمائش صرف تکالیف سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ تجھے نعمتیں اور مال کی فراوانی عطاء کر کے بھی آزما سکتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً﴾ (الانبیاء:۲۱/ ۳۵)

''اور ہم تم کو سختیوں میں بھی اور نعمتوں میں بھی آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں۔''

اے بہن!...... غور کر اللہ نے تجھے کس قدر نعمتیں دیں' تو ان کے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہے...... کیا شکر و حمد بجا لاتی ہے؟...... کیا تیرے مال میں فقراء اور یتیموں کا کچھ حصہ ہے؟ ...... کیا تو نے کسی مجبور کو کپڑے خرید کر دیئے؟ یا کم از کم تیرے وہ کپڑے جنہوں نے تیرے گھر کے کمروں کو بوجھل کر رکھا ہے انہی میں سے کسی غریب کا جسم ڈھانپا؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم و معزز مسلمان بہن!...... سعی کرتے وقت' صفا و مروہ میں ام اسماعیل کی یاد تازہ کرتے وقت ذہن میں صرف یہ نہ رکھ کہ تو آ رہی ہے یا جا رہی ہے بلکہ اس قصے کو یاد کر کے اللہ کی یاد میں مصروف ہو اپنے جیسی اس حوا کی بیٹی ام اسماعیل کی مصیبت اور اس کے صبر کا جائزہ لے' تاکہ اس کا یہ کردار تیری زندگی میں پیش آنے والے مصائب و آلام میں نمونہ بن کر تجھے صبر و ہمت کا پیکر بنا دے۔

میرے خیال میں تجھے حصول اجر کی بہت حرص اور تڑپ ہے اس لیے تو اپنے عزیز و اقارب اور علاقہ چھوڑ کر آرام تج کر کے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئی ہے' لہٰذا اب کسی لمحے کو ضائع نہ جانے دے' ہوسکتا ہے اس لمحے میں تجھے کچھ نفع حاصل ہو یا کوئی تکلیف رفع ہو۔

یہی موسم حج ایک ایسا موقع ہے اور مرحلہ ہے جو بے شمار پندونصائح اور وعظ و نصیحت سے بھرپور ہے اگر کوئی صاحب عقل و دانش اس سے فائدہ اٹھائے تو کئی ایک وعظ و نصیحت کے مواقع سے بے پروا کر دے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر کے بال کترانا

اس کا حکم

یہ واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ﴾ (الفتح: ۴۸/ ۲۷)

"(تم مسجد حرام میں) اپنے سر منڈوا کر یا اپنے بال کتروا کر (امن وامان سے داخل ہو گے)

اس کی حکمت

اپنے سر کے بال جو حسن و زینت کا باعث ہیں ان کو منڈوانا یا کترانا اس لیے ہے کہ اللہ کے سامنے خود کو ہر لحاظ سے ذلیل و عاجز ظاہر کیا جائے' اس کی عبودیت و غلامی اور اس کی اطاعت کا مکمل اظہار ہو سکے۔

طواف اور سعی کرنے کے بعد عورت کو چاہیے کہ اپنے سر کے بال کترائے[1] اور وہ اس طرح کہ اپنے سر کی مینڈھیاں پکڑ ان کے آخر سے ایک پورے کے برابر کاٹ ڈالے۔

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ پورے سے مراد انگلی کے جوڑوں میں سے اوپر والے جوڑ سے لے کر انگلی کے سرے تک کی جگہ ہے' اور عورت کے لیے یہ مشروع ہے کہ بال کترائے' وہ سر منڈا نہیں سکتی' اس بارے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ اور ابن منذر کہتے ہیں کہ اس پر اہل علم کا اجماع بھی ہو چکا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کا سر منڈوانا ان کے حق میں مثلہ شمار ہو گا۔[2]

---

[1] اس کے ساتھ ہی وہ عمرے کا احرام ختم کر دے گی۔

[2] دیکھیے ابن قدامہ کی "المغنی" ج۵ ص ۳۱۰ اور ابن المنذر کی "الاجماع" ص ۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا احرام باندھنے والی اپنے بال شہادت کی انگلی کے برابر کاٹ ڈالے۔[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم حج و عمرہ کرتی تھیں لیکن ایک انگلی کے بقدر بال کتروانے سے زیادہ کچھ نہیں کاٹتی تھیں۔[2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

عورت کو چاہیے کہ سر کے بال کترواتے ہوئے مردوں کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہ کرے خصوصاً وہ لوگ جو بال کاٹنے والے ہیں جن کو ہمارے علاقوں میں حجام کہا جاتا ہے جن کے پاس بال کتروانے والی عورتیں صفا و مروہ کے سات چکر پورے کر کے مروہ کے پاس ہجوم کیے ہوئے ہوتی ہیں اور بال کاٹنے کیلئے قینچیاں وغیرہ ان سے لیتی ہیں یا ایک دوسرے کو پکڑاتی ہیں اور بسا اوقات اس کے غلط نتائج حج کے اختتام پر نظر آتے ہیں کہ ان میں سے کوئی مرد کسی عورت پر فریفتہ ہو جاتا ہے پھر اخلاقی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

ہاں اگر عورت بال کاٹنے کا کام کرے تو اس کے پاس جائیں وہاں کوئی حرج ظاہر نہ ہوگا ہوٹل وغیرہ میں اپنی رہائش گاہ پر آ کر کسی عورت سے کٹوالے اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے' اس طرح مردوں کے سامنے زینت بھی ظاہر نہیں ہوگی اور عورتیں تکلیف سے بھی بچ جائیں گی۔

عورت کے بال کتراتے ہی اس کا عمرہ مکمل ہو جائے گا اور اس کے لیے ہر وہ کام جو احرام کی وجہ سے حرام ہو چکا تھا' اب حلال ہو جائے گا' مثلاً: خاوند کے پاس جا کر خوشبو لگانا' بال کاٹنا' ناخن کاٹنا وغیرہ اور جب تک آٹھویں ذوالحجہ یعنی یوم ترویہ نہیں آ جاتا وہ احرام کھول کر ہر طرح سے آزاد ہوگی اور اس دن دوبارہ احرام باندھ کر حج شروع کرے گی بشرطیکہ کہ حج تمتع کا ارادہ رکھتی ہو۔

❀❀❀❀

---

[1] سنن الدارقطنی ج۲ ص ۲۷۱

[2] دیکھیے بیہقی کی السنن الکبریٰ' الحج' باب لیس علی النساء حلق ولکن یقصرھا' ج۵ ص ۱۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بال کترانا ایک دعوت فکر

قابل احترام معزز بہن!

اس زمانے میں ہم اکثر یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ مسلمان مرد و عورت خصوصاً نوجوان نسل لباس اور شکل وصورت میں کفار کی تقلید کرنے پر مائل ہے اور اللہ کی قسم! اس خرابی کا مسلمانوں میں رائج ہونا فقط اس لیے ہے کہ ہماری دینی حالت بہت کمزوری اور ضعف کا شکار ہے اور سنت نبویہ سے ہمارا رابطہ اور تعلق بہت کم ہو چکا ہے۔

ہر سال بلکہ ہر ماہ کوئی نہ کوئی مغربی تہذیب کا نیا پروگرام منظر عام پر آتا ہے تو چند ہی دنوں بعد ہم وہی مغربی طریقہ کار اپنے بیٹوں' بیٹیوں میں دیکھ رہے ہوتے ہیں' یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہماری مسلم اولاد دراصل مغربی ساز وسامان کا ترقی شدہ بازار ہے خواہ اس کا تعلق لباس کے ساتھ ہو یا بالوں کی کٹائی کے ساتھ۔

معزز بہن......

تم اپنے خاوند' اپنے بھائی' اپنے بیٹے اور اپنے والد کو اتباع سنت کی طرف کیوں نہیں موڑتی' ان کو رسول اکرم ﷺ کے حج والے اعمال کی طرف متوجہ کرو ان سے کہو کہ ہمیشہ بال کترواتے نہیں رہنا چاہیے بلکہ کبھی کبھی سر منڈوانا بھی چاہیے۔

اور پھر رسول اکرم ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے لیے تین دفعہ دعائے مغفرت فرمائی اور کترانے والوں کے لیے صرف ایک دفعہ' آپ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ))

''اے اللہ سر منڈوانے والوں کو معاف فرما''

صحابہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول! بال کترانے والوں کے لیے بھی دعاء فرمایئے'

آپؐ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ))

''اے اللہ! سر منڈانے والوں کو معاف فرما۔''

صحابہ نے پھر کہا' اللہ کے رسول! سر کے بال کترانے والوں کے لیے بھی۔ آپ نے پھر وہی دعاء فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ))

''اے اللہ! سر منڈانے والوں کو اپنی بخشش سے نواز۔''

صحابہ نے پھر بال کترانے والوں کے لیے عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

((وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ))

''اے اللہ! بال کترانے والوں کو بھی معاف فرما۔''[1]

ان سب کو اس عظیم سنت نبویہ کی طرف مائل کر اور رب العالمین سے اجر عظیم کی حق دار بن کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهٖ))[2]

''جس نے اچھے کام پر رہنمائی کی تو اس کو وہ نیک کام کرنے والوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا۔''

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب الحلق والتقصیر عند الاحلال ح:۱۷۲۸ (۲/ ۲۹۹) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۳۰۲۔ ابن حجر کہتے ہیں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سر منڈانا بال کترانے سے افضل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عبادت کا زیادہ اظہار ہے عجز وانکسار زیادہ واضح ہوتا ہے اور نیت کی سچائی پر زیادہ دلالت ہوتی ہے۔ بال کترانے والے کے پاس کافی زینت بالوں کے لحاظ سے باقی رہتی ہے جب کہ سر منڈانے والا سب کو معلوم کرا دیتا ہے کہ اس نے اللہ کے لیے یہ زینت بھی ترک کر دی۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ جس طرح اس نے سر کو بالوں سے خالی کیا اسی طرح ذہن کو بھی اللہ کے سوا ہر ایک سے خالی کر لیا ہے' دیکھیے فتح الباری ج ۳ ص ۲۶۰

[2] صحیح مسلم' الامارۃ ح:۱۸۹۳۔ یہ سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے۔ سنن ابی داؤد' الادب' باب فی الدال علی الخیر ح:۵۱۲۹ (۵/ ۳۴۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری معزز بہن......

یہ موسم حج بہت عظیم ہے جو اتباع سنت پر ابھارتا ہے' محمد مصطفی ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کے لیے برانگیختہ کرتا ہے' اس لیے ہر مسلمان عورت کو چاہیے کہ کوئی بھی مسئلہ درپیش ہو اس میں سنت نبویہ کی تلاش کرے اور پھر اسے عملی جامہ پہنائے تاکہ آئندہ زندگی کے لیے اسے نصیحت آموز سبق حاصل ہو اور یہ کام ہر آدمی اور ہر عورت کے لیے آسان نہیں ہوتا اور اتنا مشکل بھی نہیں ہے۔

یہ کام ہر اس انسان کے لیے آسان ہے جو نیت کو خالص رکھے اور اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی محبت میں مخلص ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○﴾ (ال عمران: ۳/ ۳۱)

''لوگوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ بھی تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۵

مکے سے باہر مناسک حج

جب عمرہ ختم ہو جائے اور آٹھویں ذوالحجہ کا دن آئے تو حج کے بہت سارے کام مکے سے باہر نکل کر کرنے پڑتے ہیں' آیئے ان کی تفصیل دیکھتے ہیں۔

یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ)

آٹھویں ذوالحجہ کے دن کو یوم ترویہ کہتے ہیں' وہ عورت جو عمرہ کر کے احرام کھول چکی ہوتی ہے' اب اس کے لیے مسنون یہ ہے کہ آٹھ ذوالحجہ کو مکے ہی سے حج کا نئے سرے سے احرام باندھے اور پھر منیٰ میں رات گزارنے کے لیے وہاں چلی جائے' ذوالحجہ کی نو تاریخ کی رات وہیں گزارے۔

ابن قیم رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ جو لوگ احرام کھول چکے ہوں وہ اپنے اپنے گھروں سے احرام باندھ لیں' مسجد میں داخل ہو کر احرام نہ باندھیں بلکہ اس حالت میں احرام باندھیں کہ مکہ ان کے پیچھے ہو۔[1] (یعنی مسجد کی طرف توجہ نہ ہو)

اسی لیے "یوم ترویہ" کو سورج ڈھلنے سے پہلے پہلے احرام باندھنا مسنون ہے' اور اسی جگہ سے جہاں سے عورت نے پڑاؤ کیا ہوا ہو احرام کی نیت مسنون ہے[2] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نے احرام کھول دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم منیٰ کی طرف متوجہ ہوں تو اس وقت احرام باندھ لیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے وادی ابطح سے احرام باندھا۔[3]

---

1. دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص ۲۳۳
2. جہاں سے چاہے احرام باندھ لے' خواہ ہوٹل سے ہو یا حرم کے پڑوس سے یا منیٰ سے یا کسی بھی اور جگہ سے۔
3. صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے ابطح سے احرام اس لیے باندھا کہ جب یہ کوچ کا دن آ پہنچا تھا اس وقت وہ وہاں موجود تھے۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ جب ترویہ کا دن یعنی آٹھ ذوالحجہ آئے اور وہ احرام باندھ لے اور حج کا تلبیہ شروع کرے، جس طرح میقات پر پہلا احرام باندھتے وقت کیا تھا اسی طرح اب کرے، چاہے تو مکہ سے احرام باندھے اور چاہے تو مکہ سے باہر نکل کر اور یہی درست ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے صحابہ کرام نے ''بطحاء'' وادی سے احرام باندھا تھا اور سنت یہی ہے کہ جس جگہ کسی نے پڑاؤ ڈال رکھا ہو وہیں سے احرام کی حالت میں آ جائے، اس طرح مکہ میں رہنے والا مکہ ہی سے احرام باندھے۔[1]

پھر حج کا تلبیہ یوں کہے:

لَبَّيْكَ حَجًّا

''اے اللہ! میں حج کے لیے حاضر ہوں۔''

شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن منذر رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے کسی سے نہیں سنا کہ جو شخص نو تاریخ کی رات منیٰ میں نہ گزار سکے اس پر کچھ کفارہ واجب قرار دیتے ہوں۔[2]

وجہ تسمیہ

اس دن کو یوم ترویہ کہنے کی وجہ زہری رحمہ اللہ نے یوں بیان کی ہے کہ اس دن کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ ''ترویہ'' کا معنی ہے ''پانی ساتھ لے جانا'' تو چونکہ عرفات کے میدان میں پانی کا انتظام نہیں ہوتا تھا اس لیے لوگ آٹھ تاریخ ہی کو مکے سے چلتے وقت پانی ساتھ لے جاتے تھے۔[3]

---

[1] دیکھیے ''الفتاویٰ'' ج۲۶ ص۱۲۵

[2] دیکھیے نیل الاوطار ج۵ ص۶۴ اور ابن المنذر کی ''الاجماع'' ص۶۴

[3] دیکھیے ابن الجوزی کی ''مشیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن ص۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایام حج کے نام

حج کے باقی دنوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱	آٹھ تاریخ کا نام ہے:	یوم ترویہ
۲	نو ذوالحجہ کا نام ہے:	یوم عرفہ
۳	دس ذوالحجہ کا نام ہے:	یوم نحر
۴	گیارہ ذوالحجہ کا نام ہے:	یوم القر
۵	بارہ ذوالحجہ کا نام ہے:	یوم النفر الاول[1]
٦	تیرہ ذوالحجہ کا نام ہے:	یوم النفر الثانی

یوم ترویہ سے پہلے منیٰ کے میدان میں اس مقصد سے جانا کہ وہاں عبادت کی جائے ناجائز ہے ہاں وہاں خیمہ گاڑنے اور اپنی جگہ منتخب کرنے کے لیے جانا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ لوگ جگہ روکنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہی چلے آئے ہیں۔[2]

مستحب یہ ہے کہ سورج ڈھلنے سے پہلے[3] منیٰ کی طرف نکلا جائے کیونکہ وہ حدیث جس میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے طریقہ حج بیان کیا ہے اس میں یہ بھی ہے:

---

[1] اس دن کا نام "یوم الرؤوس" (سروں کا دن) بھی ہے کیونکہ اس دن لوگ اپنی قربانیوں کے سر (سریاں) کھاتے ہیں یہ نام ایک حدیث میں بھی آیا ہے جسے سراء بنت نبہان ؓ بیان کرتی ہیں اور وہ ابوداؤد کی روایت ہے۔ اس کے متعلق البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں دیکھیے "التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة" ج۲ ص۱۱۳۔ حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام میں اسے حسن قرار دیا ہے۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ متفقہ طور پر "یوم الرؤوس قربانی کے دوسرے دن کا نام ہے" دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص۲۸۹

[2] دیکھیے دکتور المشیقح کی "معرفة اوقات العبادات" ج۲ ص۳۱۴

[3] ابن حجر کہتے ہیں: ابن المنذر نے کہا کہ منیٰ کی طرف جانا ہر وقت مباح ہے دیکھیے فتح الباری ج۳ ص۵۹۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا اِلٰى مِنًى فَاَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ))[1]

''جب یوم ترویہ آیا تو سب نے منیٰ کا رخ کیا اور حج کا تلبیہ پڑھا اور رسول اللہ ﷺ بھی سواری پر سوار ہوئے اور منیٰ میں ظہر و عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نمازیں ادا کیں۔''

چونکہ آپؐ نے ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی اس لیے یقینی بات ہے کہ آپ زوال سے پہلے ہی مکے سے چل پڑے تھے تاکہ منیٰ میں داخل ہوتے ہی نماز کی تیاری کریں۔[2]

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب جمعرات کا دن آیا تو آپ ﷺ اپنے ساتھ آنے والے مسلمانوں کے ہمراہ چاشت کے وقت میدان منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔[3]

---

[1] صحیح مسلم الحج ح:۱۲۱۸

[2] منیٰ کے میدان میں بھی چار رکعتی نمازوں کو قصر کر کے ادا کیا جائے گا لیکن کسی دو کو جمع نہیں کریں گے (بلکہ) اپنے اپنے وقت میں ادا کریں گے) دیکھیے شیخ دکتور خالد المشیقح کی ''معرفة اوقات العبادات'' ج۲ ص ۳۱۵

[3] دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص ۲۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقوف عرفہ

میدان عرفات میں ٹھہرنے اور کچھ وقت گزارنے کو "وقوف عرفہ" کہتے ہیں۔

اس کا حکم

عرفہ میں ٹھہرنا حج کا رکن ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَجُّ عَرَفَةُ))[1]

"حج تو عرفہ ہے۔"

میدان عرفات کی طرف جانے کے لیے منیٰ سے صبح کی نماز کے بعد روانہ ہونا سنت ہے۔ عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ یوم عرفہ کو یعنی نو ذوالحجہ کی صبح کو منیٰ سے چل نکلے جب کہ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔[2]

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ عرفہ کے میدان میں پڑاؤ کرنا حج کا رکن ہے اور اس کے بغیر حج مکمل نہ ہونے پر سب متفق ہیں اور سب کا اجماع ہے۔[3]

---

[1] جامع الترمذی' الحج' باب ما جاء فی من ادرک الاما بجمع فقد ادرک الحج ح:۸۸۹ (۳/ ۲۴۸) ترمذی نے کہا کہ ابن ابی عمر یعنی سفیان بن ابی عیینہ نے کہا تھا: یہ وہ سب سے عمدہ حدیث ہے جسے سفیان ثوری نے روایت کیا ہے۔ سنن ابی داؤد' المناسک' باب من لم یدرک عرفة ح:۱۹۴۹ (۲/ ۴۸۵) اور اس کے لفظ یہ ہیں "اَلْحَجُّ الْحَجُّ یَوْمَ عَرَفَةَ" سنن النسائی' مناسک الحج' باب فرض الوقوف بعرفة: ح:۳۰۱۶ (۵/ ۲۵۶) سنن ابن ماجه' المناسک' باب من اتی عرفة قبل الفجر لیلة جمع ح:۳۰۱۵ (۲/ ۱۰۰۳) البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی ح:۷۰۵

[2] مسند احمد: ۹/ ۵/ ۶۱۳۰ اسے احمد شاکر نے صحیح قرار دیا ہے۔

[3] دیکھیے ابن قدامہ کی "المغنی" ج۵ ص۲۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وقوف عرفہ ارکان حج میں سے ایک رکن ہے اور یہ ارکان حج میں سے زیادہ مشہور ہے کیونکہ اس کے متعلق کئی ایک صحیح احادیث ثابت ہو چکی ہیں اور تمام مسلمان اس کے رکن ہونے پر متفق ہیں اور ان کا اس پر اجماع ہے۔[1]

ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وقوف عرفہ کے فرض ہونے پر علمائے کرام کا اجماع ہے جس شخص کا یہ وقوف عرفہ رہ جائے اس کا حج نہیں ہوگا۔[2]

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق ہر زمانے اور ہر شہر میں علماء کا اس کے فرض ہونے پر اجماع رہا ہے۔ کوئی چیز اس کا نائب نہیں بن سکتی اور وقوف عرفہ کے خاص اور ضروری وقت میں جو شخص وہاں نہ پہنچ سکا اس کا حج نہیں ہوگا۔[3]

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک میدان سے دوسرے میدان تک منتقل ہوتے ہوئے مسلسل تلبیہ پڑھتا رہے مثلاً منیٰ سے عرفات کی طرف جاتے ہوئے' عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے اور وہاں سے منیٰ آتے وقت حتی کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنا شروع کر دے۔[4]

وقوف کی جگہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفہ کے مشرقی کونے میں وقوف کیا تھا اور فرمایا تھا:

((وَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ)) [5]

''میں نے تو یہاں پڑاؤ کیا ہے جبکہ میدان عرفات سارے کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔''

---

[1] دیکھیے ''المجموع'' ج۸ ص ۱۰۳

[2] دیکھیے ابن المنذر کی ''الاجماع'' ص ۶۴

[3] دیکھیے ''التمهيد'' ج۱۰ ص۲۰

[4] دیکھیے الفتاویٰ ج۲۶ ص۱۳۶

[5] صحيح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۸ سنن ابی داؤد' الحج' باب صفة حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح:۱۹۰۷ (۲/ ۳۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی حکومت نے علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے میدان عرفہ کی حدود پر علامات مقرر کر دی ہیں' میدان عرفہ سارے کا سارا جائے وقوف[1] یعنی ٹھہرنے کی جگہ ہے لیکن وادی عرنہ کا نشیب اس میں شامل نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا تھا:

((عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْتَفِعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ))[2]

"میدان عرفہ سارے کا سارا ٹھہرنے کا مقام ہے لیکن عرنہ کے نشیب سے ہٹ کر رہو۔"

اگر کوئی حج کرنے والی عورت یا مرد وادی عرنہ ہی میں وقوف کرکے وہیں سے واپس لوٹ آئے تو اس کا حج صحیح نہیں ہوگا[3] کیونکہ اس نے عرفہ میں وقوف نہیں کیا۔

جبل رحمت کی حیثیت

شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ عرفہ کا میدان سارے کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے' البتہ وادی عرنہ اس میدان سے باہر ہے' وہاں وقوف نہیں کرنا چاہیے' وہاں موجود پہاڑ پر چڑھنا سنت نہیں ہے' اس پہاڑ کو "جبل رحمت" کہتے ہیں' اسے "الال" بروزن ھلال بھی کہتے ہیں' اس پر ایک قبہ یعنی گنبد نما ہے جسے قبہ آدم کہتے ہیں' اس میں داخل ہونا اور اس میں نماز ادا کرنا مستحب نہیں اور اس کا طواف کرنا تو کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔[4]

اکثر علماء کا قول ہے کہ دوران حج میدان عرفہ میں موجود پہاڑ پر بطور عبادت کے چڑھنا بدعت ہے۔ ان علماء میں امام نووی شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور نواب صدیق الحسن خاں رحمہم اللہ شامل ہیں۔[5]

---

[1] تو جو شخص اس میدان کے کسی حصے پر وقوف کرے اور ٹھہر جائے تو یہ وقوف درست ہوگا علماء کا اس پر اجماع ہے۔ دیکھیے نیل الاوطار: ج۵ ص۶۹

[2] مؤطا امام مالك' الحج' باب الوقوف بعرفة والمزدلفة ج۱ ص۲۸۸ بيهقى' الحج' باب حيث ما وقف من عرفة اجزاه ج۵ ص۱۱۵ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح الجامع ح:۴۰۰۶

[3] دیکھیے الشیخ محمد عثیمین رحمہ اللہ کی "الشرح الممتع" ج۷ ص۳۲۴

[4] دیکھیے "الفتاویٰ" ج۲۶ ص۱۳۳

[5] دیکھیے "فتاوی اللجنة الدائمة" ج۱۱ ص۲۰۷ فتویٰ نمبر ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس پہاڑ پر چڑھنا بے بنیاد ہے' اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ اس کا کوئی ثواب وفضیلت ہے' اس کی خصوصیت کے متعلق کچھ ثابت نہیں بلکہ وہ عرفہ کی باقی زمین ہی کی مانند ہے اور عرفہ سارے کا سارا ٹھہرنے کا مقام ہے[1]

سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے ظہر کے وقت میں قصر (دوگانہ) کے طور پر ادا کی جائیں گی' عورت کو اذان کی ضرورت ہے نہ اقامت کی۔

عرفہ میں داخلے کا وقت

وقوف عرفات کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور یہی قول جمہور کا ہے۔"وقوف عرفہ" سے مراد یہ ہے کہ عرفہ کے میدان میں ٹھہرا جائے' پاؤں پر کھڑا ہونا مراد نہیں ہے' جس طرح کہ بہت سارے لوگ پاؤں پر کھڑا ہونا مراد لے کر غلطی کا شکار ہیں۔ اس لیے وہاں پر بیٹھنے والے' لیٹنے والے' سب وقوف کرنے والے شمار ہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہاں پر پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر بیٹھے بیٹھے بھی وقوف کرنا جائز ہے۔ ان دونوں میں سے افضل کا اعتبار وقوف کرنے والے کی حالت کے لحاظ سے ہوگا' اگر کوئی ایسا شخص ہے جس کی طرف لوگ محتاج ہوں اور وہ سواری پر بیٹھے کہ سب کو نظر آجائے یا سواری کو ترک کرنا اس کے لیے مشکل کا باعث بن رہا ہو تو سواری پر وقوف کرے' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سوار ہو کر ہی وقوف کیا تھا[2]

مسلمان عورت کو چاہیے کہ اپنے دل کو حاضر رکھتے ہوئے سب کام کرے' دل میں

---

[1] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی "خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضوء البيان" ص ۲۱۲
الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پہاڑ کو "جبل رحمت" کا نام دینے کے متعلق مجھے تو کوئی حدیث نبوی معلوم نہیں ہو سکی' سنت نبوی میں اس کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں مل سکی' اس لیے یہ درست نہیں کہ اسے یہ نام دیا جائے بلکہ اسے تو "جبل عرفه" یا "الجبل الذی وقف عنده النبی صلی اللہ علیہ وسلم" (وہ پہاڑ جس کے پاس نبی علیہ السلام نے وقوف کیا تھا) کہنا چاہیے "دليل الاخطاء التي يقع فيها الحاج والمعتمر" ص ۶۹

[2] دیکھیے ابن تیمیہ کے "فتاویٰ" ج ۲۶ ص ۱۳۲ اور فتح الباری ج ۳ ص ۵۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجز وانکسار اور خشوع وخضوع قائم رکھے' اگر گاڑی' کار یا بس پر بیٹھ کر اسے یہ فائدہ حاصل ہو رہا ہو تو اس کے حق میں میدان عرفہ کا وقوف سواری پر کرنا افضل ہو گا لیکن اگر سواری کرنے سے اس کا جسم اور اس کی زینت ظاہر ہو تو پھر اس حالت میں بیٹھے رہنا افضل ہو گا۔ واللہ اعلم

دوران وقوف' دعاء مانگنا

مسلم عورت وقوف عرفہ کے دوران اپنا چہرہ قبلے کی جانب رکھے کیونکہ اس نے اپنے پروردگار سے دعائیں مانگنی ہیں تو اسی طرح کرے جیسا رسول اکرم ﷺ نے کیا اور یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کی ہوئی حدیث میں موجود ہے۔[1]

ویسے تو تمام عبادات میں افضل طریق کار یہی ہے کہ ان کی ادائیگی کے وقت قبلے کی طرف منہ کیا جائے سوائے اس کے جس میں اس کے خلاف دلیل ملے اور قبلے کی طرف منہ کرنا میدان عرفات میں بھی افضل ہے خواہ جبل رحمت کی طرف پشت ہو جائے کیونکہ خانہ کعبہ بہرحال پہاڑ سے افضل ہے یہ لوگوں کی جہالت ہے کہ پہاڑ کے پاس آ کر اس کی طرف منہ کر لیتے ہیں اور قبلے کو پشت کے پیچھے کر لیتے ہیں۔

بہترین دعاء

اس عظمتوں سے بھرپور دن میں ہر مسلمان عورت کو خصوصاً میدان عرفہ میں زیادہ سے زیادہ دعاء کی طرف توجہ رکھنی چاہیے خود رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے' آپ نے فرمایا:

((خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))[2]

---

[1] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۸

[2] جامع الترمذی' الدعوات' باب فی دعاء یوم عرفۃ ح:۳۵۷۹ (۹/ ۲۱۹) اسے عمرو بن شعیب ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سب سے بہتر دعاء یوم عرفہ کی دعاء ہے اور میں نے اور مجھ سے پہلے آنے والے تمام نبیوں نے جو سب سے بہتر بات کہی وہ یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ......الخ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہت ہے' اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے بیان کرتے ہیں کہ یوم عرفہ کو رسول اللہ ﷺ کی زبان پر سب سے زیادہ یہ کلمات رہتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ[1]

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے سب تعریف ہے' اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

ہاتھ اٹھا کر دعاء

حالت دعاء میں اپنے ہاتھوں کو بھی بلند کرنا چاہیے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ کے میدان میں دعاء کرتے دیکھا آپ کے ہاتھ آپ کے سینہ مبارک تک بلند تھے جس طرح کہ کوئی مسکین کھانا طلب کر رہا ہوتا ہے۔[2]

← نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے صحیح سنن الترمذی ح:۲۸۳۷

[1] ہیثمی نے مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۲ میں کہا کہ اسے احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں' شوکانی کہتے ہیں کہ اس کے متعلق احادیث دلالت کر رہی ہیں کہ عرفہ کے دن اس دعاء کو کثرت سے مانگنا مشروع ہے اور یہ اس دن کا زبانوں سے نکلا۔ ہوا سب سے بہتر کلام ہے' دیکھیے نیل الاوطار ج ۵ ص ۷۰۔

[2] دیکھیے بیہقی کی ''السنن الکبریٰ'' الحج' باب افضل الدعاء دعاء یوم عرفة ج ۵ ص ۱۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تمام صحابہ کرام دعاء میں مشغول رہتے تھے حتی کہ خود رسول اللہ ﷺ اپنے وقوف والے تمام لمحات میں دعاء کی جستجو میں رہتے تھے۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں میدان عرفات میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا' آپ اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے دعاء میں مصروف تھے کہ اونٹنی جھک گئی اور آپ کے ہاتھ سے اس کی مہار نکل گئی' آپ نے ایک ہاتھ سے لگام اٹھائی اور دوسرا ہاتھ بدستور اٹھائے رکھا۔[1]

دعاء کے علاوہ مصروفیت

جب کوئی مسلمان عورت کثرت سے دعاء مانگتے مانگتے تھکاوٹ اور مشقت کا شکار ہو جائے خصوصاً گرمیوں میں' جب کہ دن بھی کافی لمبا ہوتا ہے' تو پھر اس کے لیے اجازت ہے کہ ذکر واذکار اور دعاء کے علاوہ کوئی کام کرنا شروع کر دے بلکہ بسا اوقات جب آئندہ وقت کے لیے چستی پیدا کرنا مقصود ہو۔ یہ تو انقطاع پیدا کرنا مطلوب اور لازمی ہو جاتا ہے انسان کو بشری تقاضے لاحق ہوتے رہتے ہیں' اکتاہٹ کا شکار ہو جاتا ہے' جب اکتاہٹ محسوس ہو تو اسے چاہیے کہ سو کر' تلاوت قرآن کے ساتھ' اپنی مسلمان بہنوں سے گفت وشنید کے ساتھ' قرآن ایک دوسرے کو پڑھانے کے ساتھ اپنی اکتاہٹ دور کرے اور راحت وسکون حاصل کرے' اسی طرح رحمت' امید' دوبارہ اٹھایا جانا' قیامت اور آخرت کے متعلقہ احادیث پڑھ کر ذہن کی رفتار تبدیل کر لے' ایسی احادیث کے ساتھ اس کا دل نرم پڑ جائے گا' رقت طاری ہو جائے گی' بہرحال اس وقت انسان خود ہی اپنا کوئی نہ کوئی علاج کر لیتا ہے' خود اپنا ڈاکٹر اور طبیب بن جاتا ہے...... لیکن دن کے آخری حصے میں دعاء کو غنیمت سمجھ کر لازماً دعاء کرتے رہنا چاہیے' اس وقت کو دعاء کے لیے ہر مصروفیت

---

[1] سنن النسائی' مناسك الحج' باب رفع الیدین فی الدعاء بعرفة' ح:۳۰۱۱ (۵/ ۲۵۴) شوکانی نے نیل الاوطار ج۵ ص۷۰ میں کہا کہ اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں اور اسے البانی رحمہ اللہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے سنن النسائی ح:۲۸۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فارغ کرلے اور اپنی نجات کا سوال کرے کیونکہ حدیث نبوی ہے:

((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلٰئِكَةَ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟)) [1]

''یوم عرفہ سے بڑھ کر کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آگ سے زیادہ تعداد میں آزادی عطاء کرتا ہو۔ اس دن وہ قریب ہوتا ہے پھر فرشتوں پر ان انسانوں کا فخر کے ساتھ ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان لوگوں کی تمنا اور ارادہ کیا ہے۔؟''

ابن عبدالبر کہتے ہیں: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ان حجاج کرام کو بخش دیا جاتا ہے کیونکہ گناہ گاروں کے ساتھ تو فخر نہیں کیا جا سکتا' ہاں توبہ و مغفرت کے بعد ایسا ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم [2]

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میدان عرفہ میں حاجی کبھی لا الہ الا اللہ پڑھتا رہے کبھی سبحان اللہ' کبھی قرآن کی تلاوت کرے کبھی رسول مقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے' کبھی دعاء مانگے اور کبھی استغفار کرے..... اپنے لیے' اپنے والدین' اساتذہ' رشتہ دار' دوست احباب' ہر محسن و خیر خواہ بلکہ ہر مسلمان کے لیے ضرور دعاء کرے۔ ان اذکار میں کسی کمی کا شکار ہونے سے بچنے کی مکمل کوشش کرے کیونکہ اس دن کو دوبارہ پانا شاید ممکن نہ ہو اور دوسرے دنوں کے برعکس اس کا تدارک اور تلافی ناممکن ہوتی ہے۔

سب سے زیادہ توجہ اس پر ہو کہ زندگی بھر جو گناہ اور معصیت الٰہی ہوتی رہی اس پر نادم ہو کر بار بار توبہ واستغفار میں مصروف رہے۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۳۴۸ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' سنن النسائی' مناسك الحج' باب ما ذكر في يوم عرفة ح: ۳۰۰۳ (۵/ ۲۵۱)۔ سنن ابن ماجه' المناسك باب الدعاء بعرفة ح: ۳۰۱۴' (۲/ ۱۰۰۳)

[2] التمهيد: ج۱ ص۱۲

[3] دیکھیے ''المجموع'' : ج ۸ ص ۱۱۵' اور دیکھیے نووی کی ''الاذکار'' ص ۱۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقوف عرفہ کی مدت

جو عورت دن میں وقوف عرفہ کرے اس پر لازم ہے کہ سورج غروب ہونے تک وہیں موجود رہے' اگر غروب آفتاب سے کچھ پہلے وہاں سے نکل آئے تو دوبارہ وہاں لوٹ آئے' اگر وہاں واپس نہیں لوٹتی تو پھر اس پر ایک جانور قربانی دینا لازم آئے گا' کیونکہ وہ اس وقت واپس لوٹ رہی ہے جس سے منع کیا گیا ہے تو اس کی اس مخالفت کی وجہ سے اس پر ایک جانور کا ذبح کرنا بطور کفارے اور فدیے کے لازم ہوگا۔

غروب شمس تک وہاں رہنے کی دلیل سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کی ہوئی حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ حج بیان ہوا ہے:

((لَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ وَاَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ وَرَفَعَ))[1]

''آپ وہاں مسلسل ٹھہرے رہے حتی کہ سورج غروب ہو گیا اور کچھ زردی بھی غائب ہوگئی' بہرحال سورج کی ٹکیہ غائب ہوگئی پھر آپ نے اسامہؓ کو اپنے پیچھے سوار کیا اور واپس روانہ ہوئے۔''

اور جو عورت دن کے وقت وہاں نہ جا سکے اور اسے رات کے وقت غروب آفتاب کے بعد موقع مل گیا تو اس کا یہ وقوف بھی حج کے لیے کفایت کر جائے گا' خواہ بالکل تھوڑا سا وقت ہی وہاں گزارے اس پر کوئی فدیہ و کفارہ بھی لازم نہیں ہوگا' جمہور کا یہی قول ہے[2] کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عام ہے:

((وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ)) [3]

---

[1] صحیح مسلم ' الحج ' ح:۱۲۱۸

[2] دیکھیے ''نیل الاوطار'' ج۵ ص ۶۸

[3] جامع الترمذی' الحج' باب ما جاء فیمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج' ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ اس (مزدلفہ میں آنے) سے قبل عرفہ میں رات کے وقت یا دن کے وقت وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج بھی پورا ہو گیا اور اس نے اپنی میل کچیل کو بھی دور کر لیا۔''

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ اس کا حج پورا ہو گیا' یہ فرمان ایک جانور ذبح کرنے کو لازم قرار دینے کے مخالف ہے کیونکہ پورا ہو گیا اور تمام ہو گیا' یہ لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے اس رکن میں کوئی کمی نہیں آئی کہ جسے پورا کرنے کے لیے کسی جانور کا ذبح کرنا پڑے۔[1]

وہ عورت جس کا وقوف عرفہ رہ جائے' اس طرح کہ فجر طلوع ہو جائے اور ابھی تک اس نے وقوف نہ کیا ہو تو وہ عمرے کے اعمال ادا کر کے احرام کھول دے یعنی اس کا حج عمرے میں تبدیل ہو جائے گا اور وقوف عرفہ کے بعد والے جو اعمال حج ہیں وہ اس سے ساقط ہو جائیں گے (مثلاً مزدلفہ اور منیٰ میں راتیں گزارنا اور جمروں پر کنکریاں مارنا وغیرہ) اب وہ طواف کر کے سعی کرے اور بال کترا لے اور اس فوت شدہ حج کی اگلے سال قضاء

← ح:۸۹۱ (۳/ ۲۵۰)' سنن ابی داؤد' المناسك' باب من لم يدرك عرفة ح:۱۹۵۰ (۲/ ۴۸۶) سنن ابن ماجه' المناسك' باب من اتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع ح:۳۰۱۶ (۲/ ۱۰۰۴) سنن النسائى مناسك الحج' باب فيمن لم يدرك صلاة صلاة الصبح مع الامام بالمزدلفة' (۵/ ۲۶۳' ۲۶۴) بیهقى كى السنن الكبرىٰ' الحج' باب ادراك الحج بادراك عرفة قبل طلوع الفجر يوم النحره ج۵ ص۱۷۳' مستدرك حاكم' المناسك' ج۱ ص۴۶۳ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث تمام ائمہ حدیث کی شرط پر ہے' اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ارواء الغلیل ج۴ ص۲۵۹۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ اسے اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور ابن حبان' دارقطنی اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے فتح البارى: ج ۲ ص۶۱۸۔ ''التفث'' اسے کہتے ہیں جو احرام والا شخص احرام کھولتے وقت کرتا ہے یعنی بال کاٹنا' ناخن تراشنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا اور زیر ناف بال مونڈنا' بعض کہتے ہیں کہ مطلق طور پر کسی قسم کے میل کچیل دور کرنے کو ''التفث'' کہتے ہیں دیکھیے ابن الاثیر کی ''النهايه فى غريب الحديث''۔ ج۱ ص۱۸۷

[1] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی ''خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضواء البيان'' ص۳۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادا کرے اور اس پر قربانی لازم ہے۔[۱]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عرفہ کے دن واپس لوٹے تو اپنے پیچھے آوازیں سنیں جن میں جانوروں کو زبردست ڈانٹ پلائی جارہی تھی اور اونٹوں کو مارا پیٹا جا رہا تھا تو آپ نے کوڑے کے ساتھ اشارہ کیا اور یہ ارشاد فرمایا:

((اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ))[۲]

''لوگو! سکون کو لازم پکڑو' نیکی تیز دوڑانے سے نہیں ملتی۔''

اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ جب وہ عرفہ سے مزدلفہ کی طرف واپس آرہا ہو تو استغفار کر رہا ہو اور رب العالمین کے سامنے خود کو عاجز محسوس کر رہا ہو' فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

(البقرۃ: ۲/ ۱۹۹)

''پھر تم بھی وہیں جا کر واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو یقیناً وہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔''

چند جامع دعائیں

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے کچھ جامع دعائیں جمع کی ہیں' مسلمان کو چاہیے کہ ان کو لازم پکڑے خصوصاً عرفے کے دن ان کو نہ بھولے۔

وہ کہتے ہیں کہ شریعت میں ثابت شدہ اذکار اور دعاؤں کو ہر وقت کثرت سے

---

۱ دیکھیے دکتور عبداللہ الطیار کی ''الحج'' ص ۱۰۵

۲ صحیح البخاری' الحج' باب امر النبی ﷺ السکینة عند الافاضة واشارته الیهم بالسوط ح: ۱۶۷۱ (۲/ ۲۱۳) صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۱۸ مسلم کے الفاظ یہ ہیں ''اَيُّهَا النَّاسُ السَّكِيْنَةَ السَّكِيْنَةَ'' ''ایضاع'' کہتے ہیں تیز دوڑانے کو' اسی حدیث سے دلیل پکڑتے ہوئے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عرفہ کے میدان میں خطبہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ دوڑنے اور سبقت لے جانے والا شخص وہ نہیں جس کا اونٹ سبقت لے جائے بلکہ سبقت لے جانے والا شخص وہ ہے جس کی بخشش فرما دی ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان پر جاری رکھنا چاہیے خصوصاً یوم عرفہ کو۔ لہٰذا مسلمان عورت کو جامع ترین دعائیں اختیار کرنی چاہئیں' ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَمِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَمِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَمِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

''اے اللہ!...... میں تیری پناہ میں آتی ہوں فکر اور غم سے' عاجز آ جانے اور سستی سے' بزدلی اور بخیلی سے' گناہ اور تاوان سے قرضے کے غلبے سے اور لوگوں کے غالب آ جانے سے۔''

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَا وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت و آرام کا سوال کرتی ہوں۔''

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ يَمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ

''اے اللہ!...... میرے عیب چھپا دے اور میرے خوفوں سے امن عطاء فرما اور میرے سامنے سے' میرے پیچھے سے' میرے دائیں سے' میرے بائیں سے' اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما اور میں تیری عظمت کی پناہ لیتی ہوں اس سے کہ اچانک نیچے سے پکڑ لی جاؤں۔''

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِيْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا

← جائے' مہلب فرماتے ہیں کہ آپ نے ان کو از راہ شفقت و مہربانی تیز بھاگنے سے روکا تھا تاکہ وہ مسافت لمبی ہونے کی وجہ سے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالیں' دیکھیے فتح الباری ج ۳ ص ۶۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ

''اے اللہ!...... میرے لیے بخش دے میری غلطی کو' میری جہالت کو' اپنے معاملے میں میرے حد سے بڑھ جانے کو اور میرے ان گناہوں کو جن کا تجھے مجھ سے زیادہ علم ہے۔''

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ' أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

''اے اللہ!...... میرے لیے بخش دے میرے پہلے گناہوں کو اور جو میں نے بعد میں کیے اور جو میں نے پوشیدہ کیے اور جو اعلانیہ کیے اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے' تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَأَعِذْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا أَبْقَيْتَنِيْ

''اے اللہ!...... اے نبی کریم محمد ﷺ کے پروردگار! میرے گناہ معاف فرما' میرے دل کے غصے کو ختم فرما اور مجھے جب تک زندہ رکھے فتنوں کے سائبانوں سے پناہ عطاء فرما۔''

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا

''اے اللہ!...... میں تیری پناہ پکڑتی ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے' اس دل سے جو ڈرتا نہ ہو' اس نفس سے جو سیر نہ ہوتا ہو اور اس دعاء سے جو قبول نہ ہوتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔"

اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِیْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ وَالْاَدْوَاءِ

"اے اللہ! مجھے برے اخلاق' برے اعمال' بری خواہشات اور بری بیماریوں سے بچالے۔"

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ

"اے اللہ!...... مجھے میری بھلائی الہام کر دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچالے۔"

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

"اے اللہ!...... مجھے اپنے حلال کے ساتھ ہی اپنے حرام سے کفایت کر یعنی اپنے حرام سے بچا لے اور مجھے اپنے فضل کے ساتھ اپنے سوا ہر کسی سے بے نیاز کر دے۔"

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی

"اے اللہ!...... میں تجھ سے ہدایت' تقویٰ' عفت و پاکدامنی (تیرے سوا ہر کسی سے) بے نیازی کا سوال کرتی ہوں۔"

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

"تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں' تو پاک ہے میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔"

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

"اے ہمارے پروردگار!...... ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطاء فرما اور آخرت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اچھائی عطاء فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔"

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ

"اے اللہ!...... میں تجھ سے ہر اس خیر و بھلائی کا سوال کرتی ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور نبی محمد ﷺ نے کیا اور میں ہر اس شر و تکلیف سے تیری پناہ پکڑتی ہوں جس سے تیرے بندے اور تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی۔"

اسی طرح ذکر الٰہی کثرت سے کرنا چاہیے خصوصاً ان برگزیدہ کلمات کو ضرور دہراتے رہنا چاہیے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

"اللہ پاک ہے، ہر قسم کی حمد اللہ کے لیے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، برائی سے بچنا اور نیکی کرنا محض اللہ کی توفیق سے ممکن ہے۔"

تمام مسلمانوں کو چاہیے اس دن اللہ تعالیٰ کو اپنے اندر خیر و بھلائی دکھلائیں، اور کثرت ذکر کثرت دعاء اور توبہ و استغفار کو لازم پکڑ کر اپنے دشمن شیطان کو ذلیل و رسوا اور غمزدہ و پریشان کریں۔[1]

---

[1] دیکھیے، الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کی "مختصر من التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوم عرفہ......لمحہ فکریہ

قابل احترام بہن......

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَجُّ عَرَفَةُ))[1]

''حج دراصل عرفہ کا نام ہے۔''

یعنی عرفات میں ٹھہرنا حج کا نہایت اہم رکن ہے۔

یہ لفظ فرما کر آپ نے اس دن کی قدر و منزلت اور شرف وعظمت بیان فرمائی ہے جس شخص سے یہ دن رہ جائے اور وہ عرفہ میں وقوف نہ کر سکے اس کا حج ہی نہیں ہوتا......

اسے ایسا دن بنا کہ تیری زندگی کا قابل رشک اور شاندار دن ہو' جس کے ساتھ تیری نیکی کی گواہی اور شہادت حاصل ہو' یہ چند گھڑیاں ہیں ہوسکتا ہے کہ انہی میں تیرے لیے دنیا و آخرت کی سعادت لکھ دی جائے۔ وقوف عرفہ کرنے والوں کے لیے یہ عید کا دن ہے' یہ گناہوں کی بخشش اور ان سے درگزر کا دن ہے' یہ دین کی تکمیل اور اس امت پر نعمت مکمل ہو جانے کا دن ہے۔

معزز بہن...... خیمہ گاہوں میں اور جہازوں میں عورتوں کے ساتھ جہاز کی دھما کہ خیز آوازوں کے متعلق تمہاری باتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اور اس سفر کے دوران کئی چیزوں کا مشاہدہ ہوتا ہے' ایک دوسرے پر بہت سی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے...... بسا اوقات

---

[1] جامع الترمذی' الحج' باب ما جاء فیمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج' ح:۸۸۹(۳/ ۲۲۸) سنن ابی داؤد' المناسك' باب من لم یدرك عرفة' ح:۱۹۴۹' (۲/ ۴۸۵) سنن النسائی' مناسك الحج' باب فرض الوقوف بعرفة ح:۳۰۱۶ (۵/ ۲۵۶) اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی ح:۷۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت آتی ہے کہ بعض جنسی عادات کے متعلق تعجب و حیرانگی کا اظہار کیا جاتا ہے جس کو عورت نے اس جگہ کے علاوہ کہیں بھی نہیں دیکھا ہوتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ مَنْ مَّلَكَ فِيْهِ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ وَلِسَانَهٗ غُفِرَلَهٗ))[1]

''اس دن میں جس شخص نے اپنے کان، آنکھ اور زبان پر قابو کر لیا اس کو بخش دیا جائے گا۔''

سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی صبح فرمایا:

((يَا بِلَالُ أَسْكِتِ النَّاسَ اَوْ قَالَ أَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَطَوَّلَ عَلَيْكُمْ فِیْ جَمْعِكُمْ هٰذَا فَوَهَبَ مُسِيْئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ وَأَعْطٰى مُحْسِنَكُمْ مَا سَأَلَ، اِدْفَعُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ))[2]

''بلال! لوگوں کو خاموش کراؤ، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر اس تمہارے میدان مزدلفہ میں بہت احسان اور فضل فرمایا ہے کہ نیک لوگوں کی وجہ سے گناہ گاروں کو بھی اس نے بخشش عطاء فرمائی اور انعام دیا اور نیکی کرنے والوں کو وہ کچھ دے دیا جو انہوں نے مانگا، اللہ کے نام سے روانہ ہو چلو۔''

تو اس مبارک دن میں دعاء مانگنے کی خوب حرص کر، آپ وقوف عرفہ کے لمبے عرصے میں مسلسل ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنے ہی میں مصروف رہے تھے، اس دن ذکر الٰہی میں زیادہ سے زیادہ مشغول رہ اور اس دن کی سب سے افضل دعاء اور ذکر الٰہی درج ذیل

---

1. ہیثمی نے مجمع الزوائد ج۳ ص۲۵۱ میں کہا کہ اسے احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے (الکبیر میں) روایت کیا ہے اور مسند احمد کے راوی ثقہ ہیں۔ اسے احمد شاکر نے مسند احمد پر اپنی تعلیق میں صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ج۵ ص۱۷ / ۳۰۴۲۔

2. سنن ابن ماجہ، المناسك، باب ولوقوف بجمع ح: ۳۰۲۴ (۲/ ۱۰۰۶) اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے السلسلة الصحيحة ح: ۱۶۲۴ ((تطول عليكم)) کا معنی ہے کہ تم پر فضل و احسان کیا اور ((انصت الناس)) کا معنی ہے کہ ان کو حکم دیا کہ وہ خاموش ہوں تا کہ بات کو سنا جا سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمات ہیں:

((لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ))

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہت اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اس دن محتاج اور غریب و مفلس لوگوں پر اپنی وسعت کے مطابق صدقہ و خیرات کر' بلکہ بہتر یہ ہے کہ حج پر روانہ ہونے سے پہلے ہی اس دن میں خرچ کیے جانے والی رقم کو مخصوص کرلے' سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ عرفہ کے میدان میں کھڑے ہو جاتے ان کے ساتھ سو اونٹ ہوتے جن کی گردنوں میں قلادہ یعنی قربانی کی مخصوص نشانی لٹک رہی ہوتی اور سو غلام بھی ان کے ساتھ ہوتے' وہ تمام کے تمام غلاموں کو آزاد کر دیتے۔ یہ منظر دیکھ کر لوگوں کی چیخ نکل جاتی اور وہ رو رو کر دعاء کرتے اے ہمارے پروردگار! تیرا یہ بندہ اپنے غلاموں کو آزاد کر رہا ہے' ہم بھی تو تیرے غلام ہیں' ہمیں بھی آزاد کر دے۔[1]

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں عرفہ کی شام پچھلے پہر سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس گیا' وہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے' میں نے کہا اس مجمع عام میں سے بدترین حال والا شخص کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔[2]

((فَبُشْرَاکُمْ یَا اَھْلَ ذَا الْمَوْقِفِ الَّذِیْ بِہٖ یَغْفِرُ اللّٰہُ الذُّنُوْبَ وَیَرْحَمُ))

---

[1] دیکھیے دکتور السید العقانی کی ''فضائل الحج والعمرۃ'' ج ۱ ص ۱۸۲

[2] دیکھیے دکتور السید العقانی کی کتاب ''فضائل الحج والعمرۃ'' ج ۱ ص ۱۸۴ نووی کہتے ہیں کہ وہاں تو آنسو بہہ پڑتے ہیں لغزشیں کم ہو جاتی ہیں اور درخواستوں کی زیادہ امید ہو جاتی ہے وہ بہت عظیم مرحلہ ہوتا ہے بہت شان والا مجمع ہوتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے مخلص بندے جمع ہوتے ہیں اور یہ دنیا کا سب سے عظیم اجتماع ہوتا ہے۔ دیکھیے امام نووی کی الاذکار ص ۱۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اس مقام میں ٹھہرنے والو! تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ جہاں اللہ گناہ معاف فرما کر رحمتیں نازل کرتا ہے۔''

قابل احترام ماؤں' بہنو!

عجز و انکسار کی پیکر بن جاؤ' اپنے آپ کو اپنے پروردگار کے حضور پیش کرو جو بہت غالب اور بخشنے والا ہے۔ تاکہ وہ تمہاری سچی توبہ اور رجوع کو دیکھ لے' گناہوں کو زیادہ بڑا نہ سمجھ کہ جن کا معاف کرنا اللہ کے لیے مشکل ہو' وہ تو فرماتا ہے:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾ (الزمر:۳۹/ ۵۳)

''(اے پیغمبر! یہ میری طرف سے) فرما دیجیے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے' اللہ کی رحمت سے ناامید اور مایوس نہ ہو جاؤ' یقیناً اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔''

اپنی بہنوں سے مسکرا کر ملاقات کر' جو تجھ پر ظلم کریں ان سے بھی کھلے چہرے کے ساتھ ملتی رہ' جس نے تجھے تکلیف دی اسے معاف کر اور یہ دعاء کر...... مولا! میں نے اسے معاف کیا تو اے میرے پروردگار! تو مجھے معاف فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزدلفہ میں رات گزارنا

دس ذوالحجہ کی رات مزدلفہ میں گزاری جاتی ہے' جو منیٰ اور عرفہ کے درمیان والے میدان کا نام ہے۔

اس کا حکم

یہ وقوف مزدلفہ یعنی مزدلفہ میں ٹھہرنا واجب ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ صَلَاتَنَا هٰذِهِ يَعْنِي الْفَجْرَ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتّٰى نَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ))[1]

''جو شخص ہماری اس نماز یعنی (مزدلفہ میں پڑھی جانے والی) نماز فجر کو حاضر ہوا اور وہ ہمارے ساتھ ٹھہرا رہا' حتیٰ کہ ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں اور اس سے پہلے وہ رات یا دن کے وقت عرفہ میں ٹھہر چکا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل اتار لیا۔''

اور آپ نے فرمایا:

((وَقَفْتُ هٰهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ))[2]

''میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن مزدلفہ کا سارا میدان ہی وقوف کرنے کی جگہ ہے۔''

---

[1] جامع الترمذی' الحج' باب ما جاء فیمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج' ح:۸۹۱(۳/ ۲۵۰) سنن ابی داؤد' المناسك' باب من لم یدرك عرفة' ح: ۱۹۵۰ (۲/ ۴۸۶) البانی ﷫ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ارواء الغلیل ج۴ ص۲۵۹۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ اسے ابن حبان' دارقطنی اور حاکم نے صحیح کہا ہے دیکھیے فتح الباری' ج۲ ص۶۱۸

[2] صحیح مسلم' الحج ح:۱۲۱۸ سنن ابی دائود' الحج' باب صفة النبی ﷺ' ح:۱۹۰۷ (۲/ ۴۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر عورت اپنی جماعت کے ساتھ میدان عرفہ سے اس وقت چلے جب سورج غروب ہونا واضح ہو جائے اور نہایت اطمینان سے مزدلفے کی طرف چلتی آئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی غروب آفتاب کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے تھے' اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سوار کر رکھا تھا' اپنی اونٹنی ''قصواء'' کی لگام کھینچ رکھی تھی' حتی کہ اس کا سر پالان کی اگلی لکڑی کے ساتھ لگ جاتا اور اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمارہے تھے:

((اَیُّھَا النَّاسُ السَّکِیْنَةَ السَّکِیْنَةَ))[1]

''اے لوگو! اطمینان وسکون کو لازم پکڑو۔''

مغرب وعشاء اکٹھی

جب مزدلفہ پہنچ جائے تو مغرب وعشاء کو ملا کر اذان اور اقامت کے بغیر ادا کرے اور پالانوں کے اتارنے سے پہلے پہلے نماز پڑھے۔[2]

ابن منذر کہتے ہیں حاجی کے لیے مغرب و عشاء (مزدلفہ میں) جمع کر کے ادا کرنے کے سنت ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔[3]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مزدلفہ آگئے پھر وہاں مغرب وعشاء کو جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھا اور دونوں کے درمیان کوئی نفلی

---

[1] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۸ یہ لفظ امام مسلم کے ہیں صحیح البخاری' الحج باب امرا النبی ﷺ بالسکینة عند الافاضة واشارته الیھم بالسوط ح:۱۶۷۱ (۲/ ۵۴)

[2] ان نمازوں کو جمع کرنا مسنون ہے' ہر حاجی ایسا کرے خواہ مکہ کا باشندہ ہو یا کسی اور جگہ کا۔ دیکھیے شیخ الاسلام کی ''شرح العمدة: ج۲ص ۱۵۱۵ ابن حجر کہتے ہیں کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے رہتے تھے کہ نمازیں جمع کیے بغیر نماز ہی نہ ہوگی' اسے ابن المنذر نے صحیح سند سے روایت کیا ہے' دیکھیے فتح الباری ج۳ص ۲۰۶۔

[3] دیکھیے ابن المنذر کی ''الاجماع'' ص ۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز ادا نہ کی۔[1]

امام نووی کہتے ہیں کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے لفظ "لم یسبح" کا معنی ہے کہ کوئی نفلی نماز نہ پڑھی۔[2]

اگر کوئی ضرورت و حاجت ہو تو ان دونوں نمازوں کے درمیان تھوڑا سا فرق کر لینے میں کوئی حرج نہیں' البتہ سنت یہی ہے کہ دونوں کو لگاتار ادا کیا جائے۔

مزدلفہ کی رات سونا

جسے خطرہ ہو کہ راستے میں عشاء کی نماز کا وقت نکل جائے گا تو اس پر واجب ہے کہ وہ مزدلفہ پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں اسے ادا کر لے' مزدلفہ کی رات میں یہ سنت طریقہ ہے کہ حج کے لیے آنے والے سو جائیں ساری رات جاگتے رہنا مسنون نہیں خواہ تلاوت قرآن کے ساتھ ہو یا ذکر واذکار کے ساتھ یا علمی بحث و مجلس کے ساتھ یا نماز وغیرہ کے ساتھ۔ سال کے باقی دنوں کی طرح وتر پڑھ لے کیونکہ صحابی بیان کرتے ہیں:

((اِضْطَجَعَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرِ))[3]

"آپ سوئے رہے حتی کہ فجر طلوع ہو گئی۔"

ابن قیم کہتے ہیں کہ پھر وہ سو جائے حتی کہ صبح میں داخل ہو جائے' اس رات جاگتا نہ رہے اور رسول اللہ ﷺ سے دونوں عیدوں کی راتیں جاگنا بھی ثابت نہیں ہو سکا۔[4]

---

[1] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۸۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ان دونوں نمازوں میں سے کسی کے بعد بھی کوئی نماز نہیں پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے مغرب اور عشاء دونوں کے بعد والے نفل چھوڑ دیئے تھے۔ دیکھیے فتح الباری ج ۳ ص ۶۱۱

[2] دیکھیے "شرح مسلم" ج۸ ص ۱۸۸

[3] صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۱۸

[4] دیکھیے زاد المعاد ج ۲ ص ۲۴۷ اس بارے میں کئی ایک ضعیف روایات مروی ہیں دیکھیے ابن ماجہ' الصیام باب فیمن قام لیلتی العیدین ح: ۱۷۸۲ آپ نے فرمایا: جو شخص دونوں عیدوں کی راتیں ثواب الٰہی کی امید رکھتے ہوئے قیام میں گزارے گا تو جس دن دل مردہ ہو جائیں گے اس کا دل ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزدلفہ میں رات گزرنے سے مراد یہ ہے کہ عید والی رات وہاں گزاری جائے' خواہ سو کر یا بغیر سوئے' البتہ سو جانا' جاگتے رہنے سے افضل ہے کیونکہ اس میں سنت رسول ﷺ کی اتباع ہے۔

کوئی بہن مزدلفہ میں تلبیہ پڑھنا بھول نہ جائے' عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: ہم مزدلفہ میں تھے میں نے اس ذات کو سنا جن پر سورۃ بقرہ نازل کی گئی ہے وہ اس جگہ بھی لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پڑھ رہے تھے۔[1]

کمزوروں کے لیے رخصت

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر حجاج کے ساتھ کمزور لوگ ہوں مثلاً: بچے اور عورتیں وغیرہ تو وہ مزدلفہ سے رات کو جلدی ہی منیٰ کی طرف کوچ کر جائیں' جب چاند غروب ہو جائے تو روانہ ہو جائیں اور جو قوت والے ہیں ان کے لیے فجر سے پہلے مزدلفہ سے نکلنا درست نہیں۔[2]

کمزور لوگوں کے لیے مزدلفہ میں وقوف کا وقت' وہاں پہنچنے سے لے کر چاند غروب ہونے تک ہے جیسے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں صراحت موجود ہے کہ وہ انتظار کرتی رہتیں' جب چاند غروب ہو جاتا تو روانہ ہو جاتیں۔[3]

ابن قدامہ کہتے ہیں: کمزور لوگوں اور عورتوں کے مزدلفہ سے پہلے ہی روانہ ہو جانے میں کوئی حرج نہیں' ان لوگوں میں سے جو اپنے گھر والوں میں سے کمزوروں کو پہلے بھیج

← مردہ نہیں ہوگا۔ ''الزوائد'' میں ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ''بقیہ'' مدلس راوی ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

[1] صحیح مسلم' الحج' ۱۲۸۳ سنن النسائی مناسك الحج' باب التلبية بالمزدلفة ح۳۰۴۶ (ج۵/ ۵۵)

[2] دیکھیے ''الفتاویٰ'' ج۲۶ ص۱۳۵

[3] صحیح البخاری' الحج' باب من قدم ضعفة اهله بليل ح:۱۶۷۹ (۲/ ۲۱۶) صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۹۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے تھے ان میں عبدالرحمٰن بن عوف اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں' عطاء' ثوری' شافعی' ابو ثور اور اصحاب رائے کا بھی یہی نظریہ ہے اور ہمیں اس بارے میں کوئی مخالفت کرنے والا نظر نہیں آتا اور پھر اس کام میں کمزوروں کے لیے نرمی' سہولت اور آسانی ہے' ان کی ہجوم کی مشقت سے حفاظت ہو جاتی ہے اور فعل نبوی ﷺ کی اقتداء ہے۔[1]

نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام شافعی اور ان کے اصحاب کے قول کے مطابق سنت یہی ہے کہ کمزور عورتوں وغیرہ کو پہلے ہی مزدلفہ سے بھیج دیا جائے' طلوع فجر سے پہلے اور آدھی رات کے بعد منیٰ کی طرف چلے جائیں' تاکہ لوگوں کا ہجوم ہونے سے پہلے پہلے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار سکیں۔[2]

شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس جس کے لیے رخصت ہے مثلاً: عورتیں' کمزور بچے اور بوڑھے وغیرہ تو ان کے لیے سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے کنکریاں مارنا بھی جائز ہے۔[3]

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کمزوروں میں ہر وہ شخص شامل ہے جس کے لیے کسی ہجوم کی وجہ سے زیادہ نقصان اور اذیت کا اندیشہ ہو' خواہ وقوف کے وقت یا چلنے کے وقت یا ستونوں کو کنکریاں مارتے وقت ہجوم سے ان کو اذیت پہنچے اور یہ عورتیں' بچے بیمار اور ان کے قائم مقام لوگ ہیں۔[4]

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں: کمزوروں اور عورتوں کے ساتھ ساتھ رہنے والے قوی اور طاقتور لوگوں کا بھی وہی حکم ہے جو کمزوروں کا ہے اور یہ لوگ بھی ان کے ساتھ ہی رات کو منیٰ کی طرف نکل جائیں گے مثلاً: عورتوں کے محرم یا گاڑیوں کے ڈرائیور

---

[1] دیکھیے "المغنی" ج۵ ص۲۸۶

[2] دیکھیے "المجموع" ج۷ ص۱۵۶

[3] دیکھیے "نیل الاوطار" ج۵ ص۷۰ اور شیخ عبدالعزیز بن باز کی "التحقیق والایضاح" ص۳۶ اور الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی "الشرح الممتع" ج۷ ص۳۴۱۔ ۳۴۲ اور دیکھیے الشیخ صالح الفوزان کے فتاوی میں سے منتخب یعنی "المنتقی" ج۵ ص۱۷۱

[4] دیکھیے "شرح العمدۃ" ج۲ ص۲۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ اور ان کا بھی رات کو کنکریاں مار لینا کفایت کر جائے گا۔[1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ:

((بَعَثَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی الثَّقَلِ اَوْ قَالَ فِی الضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعٍ بِلَیْلٍ))[2]

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے سامان یا کمزور لوگوں کے ساتھ رات ہی کو مزدلفہ سے بھیج دیا تھا۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کو نبی کریم ﷺ نے اپنے کمزور گھر والوں کے ہمراہ مزدلفہ کی رات کو پہلے ہی بھیج دیا تھا۔[3]

ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنے کمزور گھر والوں کو پہلے بھیج دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ رخصت فرما چکے ہیں۔[4]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے مزدلفہ کی رات اجازت مانگی کہ وہ آپ سے پہلے ہی روزانہ ہو جائیں اور لوگوں کے ہجوم سے پہلے رخصت ہو جائیں کیونکہ وہ بھاری جسم والی تھیں' تو آپ نے ان کو اجازت مرحمت فرما دی۔[5]

اس لیے وہ شخص جس کے ساتھ عورتیں ہوں' اور عام طور پر اسی طرح ہی نظر آتا

---

1. دیکھیے "فتاویٰ مهمة متعلق بالحج والعمرة" ص۴۵ اور نیل الاوطار ج۵ ص۷۸
2. صحیح البخاری' الحج' باب من قدم ضعفة اهله بلیل ح: ۱۶۷۷ (۲/ ۲۱۶) صحیح مسلم الحج ح: ۱۲۹۳
3. صحیح البخاری' الحج' باب من قدم ضعفة اهله بلیل ح: ۱۶۷۷ (۲/ ۲۱۶) صحیح مسلم الحج' ح: ۱۲۹۳
4. صحیح البخاری الحج' باب من قدم ضعفة اهله بلیل ح:۱۶۷۷ (۲/ ۲۱۶) صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۹۵
5. صحیح البخاری' الحج' باب من قدم ضعفة اهله بلیل ح:۱۶۷۷ (۲/ ۲۱۶) صحیح مسلم' الحج ح: ۱۲۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ایک آدمی کے ساتھ ایک سے زائد عورتیں ہوتی ہیں تو اس کو چاہیے کہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈالے نہ اپنی عورتوں کو تکلیف میں ڈالے اور اس رخصت نبوی کے مطابق رات ہی ان کو لے کر چلا جائے صبح ہونے کا انتظار نہ کرے۔ اور آپ معلوم کر ہی چکے ہیں کہ اس رخصت کا سبب اور علت یہ ہے کہ عورتوں اور کمزور بچوں کو اذیت و تکلیف سے اور ازدحام سے دور رکھا جائے' جب ہم سے پہلے گزر جانے والے بہترین زمانوں والے اس رخصت سے کام لیتے تھے تو ہمیں اس زمانے میں اس رخصت کو اختیار کرتے ہوئے کیا ہو گیا ہے کہ جس دور میں حاجیوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ لاکھوں کی تعداد بیک وقت موجود ہوتی ہے۔

صبح کی نماز اول وقت میں......

اور جو عورت مزدلفہ ہی میں صبح کی نماز تک رہنا چاہے یا اس کے گھر والے اسے رخصت سے فائدہ نہ اٹھاتے ہوئے پہلے نہ جانے دیں تو پھر وہاں رہ جانے والے تمام حضرات کو چاہیے کہ یوم نحر یعنی عید والے دن کی نماز فجر' وقت شروع ہوتے ہی ادا کر لیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ:

((فَقَدْ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ))[1]

''آپ نے صبح ظاہر ہوتے ہی فجر کی نماز پڑھ لی۔''

نماز پڑھ لینے کے بعد اپنی نماز والی جگہ ہی میں بیٹھی رہے وہاں تحمید و تکبیر میں مشغول رہے اور اس فرمان الٰہی کے مطابق ذکر الٰہی میں مصروف رہے:

﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ (البقرة : ۲/ ۱۹۸)

''مشعر حرام یعنی مزدلفہ کے پاس اللہ کا ذکر کرو' اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اس نے تم کو سکھلایا ہے اور بے شک تم اس سے پہلے ان طریقوں سے

[1] صحیح مسلم' الحج ح:۱۲۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناواقف تھے۔"

ذکر الٰہی مزدلفہ کے پورے میدان میں ہر جگہ ہو سکتا ہے کیونکہ آپ نے فرمایا:

((وَقَفْتُ هَاهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ))[1]

"میں اس جگہ ٹھہرا ہوں لیکن مزدلفہ سارے کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔"

شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ مزدلفہ ہی کو مشعر حرام کہتے ہیں۔[2]

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ مزدلفہ کے تین نام ہیں (۱) مزدلفہ (۲) جمع (۳) مشعر حرام۔[3]

عورت اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ کے حضور دعائیں مانگے، قبلے کی طرف منہ ہو یہاں تک کہ صبح کی روشنی خوب پھیل جائے تو پھر منیٰ کی طرف واپس روانہ ہو جائے۔

منیٰ کی طرف روانگی

مزدلفہ سے منیٰ کی طرف واپس آتے ہوئے اہل جاہلیت کی مخالفت کرنا ہوتی ہے وہ سورج نکلنے کے بعد مزدلفہ سے کوچ کرتے تھے لیکن ہم طلوع آفتاب سے پہلے ہی نکل جائیں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین اس دن کہا کرتے تھے: اے ثبیر پہاڑ! روشن ہو جا تاکہ ہم واپس لوٹ سکیں اور وہ اس وقت تک وہاں سے نہ لوٹتے جب تک کہ سورج نہ طلوع ہو جاتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے طلوع

---

[1] صحیح مسلم، الحج، ح:١٢١٨۔ سنن ابی داؤد، الحج، باب صفة حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح، ١٩٠٧ (٢/ ٤٦٥) ابن حجر کہتے ہیں کہ مزدلفہ کو "جمع" اس لیے کہتے ہیں کہ آدم اور حوا اس جگہ آ کر ہی آپس میں ملے اور اکٹھے ہوئے تھے اور مزدلفہ اِزْدَلَفَ سے ماخوذ ہے اور اس کا معنیٰ ہے "قریب ہونا" تو آدم اس جگہ حوا کے قریب ہوئے تھے۔ قتادہ سے مروی ہے کہ اس کا نام جمع اس لیے رکھا گیا کہ اس میدان میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس جگہ لوگ ساری زمین سے آ کر اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ دیکھیے فتح الباری ج٣ ص ٦١١

[2] دیکھیے "فتاوی ابن تیمیه" ج٢٦ ص ١٣٤

[3] دیکھیے "المغنی" ج٥ ص ٢٨٣

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آفتاب سے پہلے ہی افاضہ کر لیا یعنی واپس لوٹ آئے۔[1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں وقوف کیا اور ٹھہرے رہے جب سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ہر چیز روشن ہوگئی تو آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔[2]

ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ حج کے دوران مزدلفہ سے منیٰ آنے کے لیے اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے جب تک کہ اونٹ اپنے پاؤں کی جگہ نہ دیکھ لیتے۔[3] (یعنی خوب روشنی ہو جاتی)

مزدلفہ میں وقت پر آمد نہ ہو تو......

ابن قدامہ کہتے ہیں کو جو شخص مزدلفہ میں آدھی رات سے پہلے نہ آسکے بلکہ آدھی رات کے بعد اسے وہاں آنے کا موقع ملا تو اس پر کچھ (گناہ نہیں اور کوئی فدیہ بھی) نہیں کیونکہ اس نے رات کے پہلے نصف کا کچھ حصہ بھی نہیں پایا تو اس کے ساتھ اس کا حکم بھی متعلق نہ ہوگا۔ جس طرح کہ کوئی شخص میدان عرفات میں دن کے وقت نہ پہنچ سکا بلکہ رات کے وقت آیا[4] (تو اس پر بھی کچھ لازم نہیں آتا)

جس عورت کو راستے نے روک لیا یا کسی اور رکاوٹ نے مزدلفہ نہ پہنچنے دیا اور وہ فجر

---

1. صحیح البخاری، الحج، باب متی یدفع من جمع ح:۱۶۸۴ (۲/ ۲۱۸) جامع الترمذی، الحج باب ما جاء ان الافاضة من جمع قبل طلوع الشمس ح: ۸۹۶، (۳/ ۲۵۶) سنن النسائی، مناسك الحج، باب وقت الافاضة من جمع ح:۳۰۴۷، (۵/ ۲۶۵) سنن ابن ماجه، المناسك باب الوقوف بجمع ح:۳۰۲۷ (۲/ ۱۰۰۶) ''ثبیر'' مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔
2. مسند احمد، ج۱ ص۳۲۷ ساعاتی نے ''الفتح الربانی'' ج۱۲ ص۱۵۵ میں کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ اس روایت کو امام احمد کے علاوہ بھی کسی نے روایت کیا ہے، البتہ اس کی سند جید ہے۔
3. المحب الطبری نے ''القری'' ص۴۲۷ میں اس روایت کو سعید بن منصور کی طرف منسوب کیا ہے، دیکھیے شیخ دکتور خالد المشیقح کی ''معرفة اوقات العبادات'' ج۲ ص۳۹۲۔
4. دیکھیے ''المغنی'' ج۵ ص۲۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلوع ہونے کے بعد آئی اور نماز بھی گزر چکی ہو یا سورج نکلنے کے بعد پہنچی تو وہ مزدلفہ میں تھوڑی سی دیر ٹھہر کر منیٰ کو روانہ ہو جائے اور اگر وہ بالکل ہی نہ ٹھہرے تو بھی اس پر کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ اس نے اس واجب کو جان بوجھ کر ترک نہیں کیا بلکہ مجبوری کی وجہ سے نہ آسکی۔

جو شخص کار اور گاڑی پر مزدلفہ آ رہا ہو کہ وہاں رات گزارے گا لیکن ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے جب وہاں پہنچا تو فجر طلوع ہو چکی تھی تو اس پر بھی کچھ لازم نہیں کیونکہ یہ بھی معذور و مجبور تھا۔ واللہ اعلم۔[1]

سیدنا عروہ بن مضرس طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مزدلفہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نماز کے لیے جا رہے تھے' میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں بنو طے کے پہاڑوں سے آ رہا ہوں' میں نے اپنی سواری کو بھی تھکا دیا اور خود کو بھی تھکا دیا' اللہ کی قسم! میں نے کوئی پہاڑ ایسا نہیں چھوڑا جس پر وقوف نہ کیا ہے (یعنی میدان عرفات میں وقوف کر کے آ رہا ہوں لیٹ ہو گیا تھا) تو کیا میرا حج شمار ہو جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ صَلَاتَنَا هٰذِه وَوَقَفَ مَعَنَا حَتّٰى نَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا اَوْنَهَارًا فَقَدْتَمَّ حَجُّهٗ وَقَضٰى تَفَثَهٗ))[2]

''جو شخص ہماری اس نماز میں شریک ہو گیا اور ہمارے یہاں سے روانہ ہو جانے تک ہمارے ساتھ ٹھہرا رہا اور اس سے پہلے عرفات کے میدان میں دن کے وقت یا رات کے وقت ٹھہرا رہا تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل

---

[1] دیکھیے الشیخ صالح الفوزان کے منتخب فتاوی جات ''المنتقی'' ج۵ ص۱۷۰۔

[2] جامع الترمذی' الحج' باب ما جاء فیمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج' ح:۸۹۱ (۳/ ۲۵۰) سنن ابی داؤد' المناسك' باب من لم یدرك عرفة' ح:۱۹۵۰ (۲/ ۴۸۶) اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے ارواء الغلیل ج۴ ص۲۵۹ حافظ ابن حجر کہتے ہیں ابن حبان دارقطنی اور حاکم نے بھی اسے صحیح کہا ہے دیکھیے فتح الباری' ج۳ ص۶۱۸۔ دن میں وقوف سے مراد ہے زوال کے بعد۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے راشدین بھی زوال کے بعد وہاں جایا کرتے تھے۔ کسی سے منقول نہیں کہ وہ زوال سے پہلے وہاں گیا ہو' دیکھیے نیل الاوطار ج۵ ص۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور کر لیا۔"

وادی محسر سے گزرتے وقت......

جب مؤمن عورت وادی سے گزر رہی ہو تو وہ اپنی رفتار میں کچھ اضافہ کر لے اگر پیدل چل رہی ہو تو تھوڑا سا تیز چلے۔[1]

کیونکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ وادی محسر کے نشیب میں آئے تو تھوڑی سی حرکت دی[2] یعنی اونٹنی کو کچھ تیز چلایا۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وادی محسر کے نشیب میں اپنی سواری کو کچھ تیز حرکت دیتے تقریباً ایک پتھر پھینکنے کی مسافت کے بعد[3] (تیز چلتے اور پھر معمول پر آ جاتے)

اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے "اصحاب الفیل" یعنی ابرہہ کے ہاتھیوں والے لشکر کو تباہ کیا تھا' اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ یہاں سے جلدی کے ساتھ تیزی سے گزر جائے کیونکہ جب وہ عذاب والی جگہوں سے گزر رہا ہوتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ کہیں اس پر بھی عذاب نہ شروع ہو جائے۔

دور حاضر میں لوگ کچھ غلطیوں میں مبتلا ہیں ایک یہ کہ لوگ ایسی عذاب والی جگہوں پر سیر و سیاحت اور سیر و تفریح کے لیے جاتے ہیں یہ غلط ہے' عبرت کے لیے جانا اور بات ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ قوم ثمود کی بستی "حجر" کے پاس سے گزرے تو فرمایا:

---

[1] اسی طرح جو شخص اپنی کار یا بس میں ہو وہ بھی اس جگہ رفتار بڑھا لے لیکن مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ اس وقت وہاں اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ رفتار میں اضافہ ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔

[2] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۸ ابن قیم کہتے ہیں کہ جن جگہوں میں دشمنان الٰہی پر عذاب الٰہی نازل ہوا تھا وہاں آپ کا یہی طریق کار تھا دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص ۲۵۶

[3] مؤطا امام مالك' الحج' باب السير في الدفعة ج۱ ص ۳۹۲ نووی کہتے ہیں کہ یہ ابن عمر سے صحیح ثابت ہے دیکھیے "المجموع" ج۸ ص ۱۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا اِلَّا اَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ اَنْ يُصِيبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ))[1]

''ظالموں کے گھروں میں داخل نہ ہونا مگر روتے ہوئے کہ کہیں ان پر آنے والا عذاب تمہیں بھی نہ پکڑ لے پھر آپ نے اپنا کپڑا اوڑھ لیا جب کہ آپ سواری پر تھے۔''

بلکہ آپ نے ان کو حکم دیا کہ ان کے کنوؤں سے خود پانی پئیں نہ جانوروں کو پلائیں' صحابہ نے پوچھا کہ ہم نے تو اس پانی سے آٹے گوندھ لیے ہیں اور پانی ساتھ لے لیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس آٹے کو پھینک دو اور پانی انڈیل دو۔''[2]

---

[1] صحیح البخاری' احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ "والی ثمود اخاھم صالحا'' ح:۳۳۸۰ (۴/ ۱۴۶) صحیح مسلم' الزھد والرقائق ح:۲۹۸۰' امام مسلم نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں لاتدخلون علی ھولاء المعذبین (ان عذاب شدہ افراد پر داخل نہ ہوا کرو۔)

[2] صحیح البخاری' احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ "والی ثمود اخاھم صالحا ح:۳۳۷۸ (۴/ ۱۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزدلفہ میں پڑاؤ' ایک سبق آموز منظر

میری قابل احترام معزز بہن!

یوم عرفہ...... ۹ ذوالحجہ کا دن کیسا عظیم اور شاندار ہے' جو ذکر الٰہی اور اطاعت الٰہی کے ساتھ گزر جاتا ہے' اس دن میں آنے والے سانس ایسے قیمتی کہ بقیہ پوری عمر میں حاصل نہ ہو سکیں...... عبادت' خالق کے رو برو غلاموں کا جھک جانا' کیسا عجیب منظر ہے' باقی ماندہ ساری عمر کے لیے زبردست تربیت.....

کتنی آسانی سے یہ نعمت حاصل ہو جاتی ہے لیکن انسانوں اور جنوں کی شیطانی جماعتیں سارا سال گھات لگا لگا کر اس تربیت کو تباہ کرتی ہیں' اس ایک دن کی تربیت کے اثرات وہ سارا سال ضائع کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

معزز بہن...... ذرا خیال سے' اس ایک دن کو گزار کر کہیں شیطانوں کے ہاتھ نہ چڑھ جانا' اپنی سوچ اور فکر کو بیدار رکھ' تدبر و تفکر کی نگاہ سے حجاج کرام کے اس عظیم اجتماع کو دیکھ' کیسا خوشنما بھی اور خوفناک بھی دکھائی دیتا ہے' کیسے فوج در فوج' گروہ در گروہ عرفات سے نکل کر مزدلفہ کی طرف رواں دواں ہیں۔ کیا تو اس منظر کو دیکھتے دیکھتے قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ کے ساتھ اس کا ربط جوڑ سکتی ہے' جہاں اس طرح کے ایک منظر کی تصویر کشی الفاظ میں یوں کی گئی ہے:

﴿يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝﴾

(المعارج ۷۰/۴۳-۴۴)

''اس دن کو (یاد کرو) جب وہ قبروں سے نکل نکل کر اس طرح دوڑیں گے جیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(شکاری شکار کی طرف یا) یہ بتوں کی طرف دوڑتے ہیں' ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ذلت ان کو ڈھانپ رہی ہو گی' یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔"

اس مشاہدے اور تصور سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں سلامتی ہو' جو ڈرنے والے اور رجوع کرنے والے ہوتے ہیں..... تو بھی انہی میں شامل ہونے کی کوشش کر کیونکہ وہ دن سر پر کھڑا ہے' بہت جلد تجھے آ ملے گا۔

حاجیوں کے وفد اور دستے میدان مزدلفہ میں پہنچ رہے ہیں' سروں کے بال پراگندہ اور بکھرے ہوئے ہیں' چہرے اور کپڑے گرد آلود اور غبار سے اٹے ہوئے ہیں' تھکاوٹ سے چور ہو چکے ہیں' چہروں ہی سے تھکے ماندے محسوس ہو رہے ہیں' ان کے آنسوؤں سے ان کے رخسار تر نظر آ رہے ہیں' اس سخی بادشاہ ارض و سما کی مغفرت پر امید لگائے ہچکیاں لے لے کر رو رہے ہیں......

میری بہن...... یہاں پہنچتے ہی مغرب و عشاء کی نماز ملا کر ادا کر اور اسی طرح پھر ہو جا جیسے میدان عرفات میں تو عبادت و بندگی میں مشغول رہی...... یہاں آتے ہی سواریوں سے سامان اتارنے سے پہلے ہی نماز شروع' اللہ کے حضور سر جھکا لیا...... کمال ہے...... کیسا عجیب تاثر...... حج کا دل پر اتنا اثر...... لیکن کس دل پر' جو مؤمن ہو جس نفس میں ایمان تازہ ہو اس پر حج کے اثرات نظر آتے ہیں۔

قابل احترام اسلام کی بیٹی...... نماز پڑھ لینے کے بعد کہیں کھانے پینے میں تکلف کے ساتھ مشغول نہ ہو جانا' تھوڑا ہی کافی ہے...... یہاں سے کنکریاں اٹھا کر جمع کر لینا سنت نہیں ہے بلکہ سنت یہ ہے کہ راحت و آرام کے لیے زمین کے بچھونے پر لیٹ کر نیند کے ذریعے سکون حاصل کر لیکن یہ جسم کی خواہش سے نہیں بلکہ اس لیے کہ کل ایک تاریخی دن آ رہا ہے' ایسا عظیم دن جو تجھے آرام حاصل نہیں کرنے دے گا' آخر تیرا جسم گوشت پوست کا ہے' اگر کل کے لیے تیار نہ ہوئی تو بہت دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا' اسی لیے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیارے رسول! بھی اس رات نماز پڑھ کر لیٹ گئے اور جب فجر طلوع ہوئی اس وقت بیدار ہوئے[1]

اے عورت ذات..... اپنی فطرت پر قابو کر اور بے فائدہ گفتگو میں وقت ضائع نہ ہونے دے' اگر نیند آنے کا نام نہ لے تو رب کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کر کہ مولا! میرے اعمال قبول فرما' جہنم سے آزاد ہونے والوں میں میرا نام بھی شامل فرما' میرے والدین' میری اولاد اور تمام مسلمانوں کو آگ سے بچالے۔

---

[1] صحیح مسلم' الحج ح:۱۲۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۶

عید کا دن اور چار مناسک

ذوالحجہ کی دس تاریخ کا چاند طلوع ہو چکا ہے' پوری امت مسلمہ عید کی خوشیوں میں مصروف ہے لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مکے میں آئے ہوئے مہمانوں کی شان کچھ نرالی نظر آ رہی ہے' ان کو دنیا کی رنگ رلیوں سے کوئی سروکار نہیں' آج انہوں نے سنت ابراہیمی کی یاد تازہ کر کے کئی ایک کام کرنے ہیں۔ یہ چاند تو مزدلفہ کے میدان سے پیچھے عرفات ہی میں طلوع ہو چکا تھا' جہاں سے غروب آفتاب کے بعد حجاج کرام مزدلفہ آ گئے۔ وہاں رات گزاری اور صبح میں داخل ہو گئے اور طلوع آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ کی طرف رخت سفر باندھ لیا' اب پھر وہ میدان منیٰ میں آ رہے ہیں۔

جمرہ عقبہ (بڑے ستون) پر کنکریوں کی بارش

سب سے پہلے منیٰ میں پہنچتے ہی سب سے بڑے جمرہ یعنی ستون کو کنکریاں ماریں گے جس کو لوگ بڑا شیطان کہتے ہیں۔ دوسرا کام قربانی' تیسرا کام بال کترانا ہے اور آخری کام طواف افاضہ ہے۔

ابن منذر کہتے ہیں: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ قربانی والے دن یعنی یوم نحر کو جمرۂ عقبہ کے سوا کسی اور جمرے اور ستون کو کنکریاں نہیں ماری جائیں گی۔[1]

---

[1] دیکھیے ''الاجماع'' ص ۶۵ ابن حجر کہتے ہیں کہ جمرہ عقبہ سے مراد جمرہ کبریٰ ہے یعنی بڑا ستون ہی مراد ہے۔ یہ منیٰ میں شامل نہیں بلکہ یہ تو مکہ کی جانب سے منیٰ کی حد پر واقع ہے اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر انصار مدینہ نے ہجرت کے وقت بیعت کی تھی اور ''جمرہ'' دراصل کنکریوں کے جمع ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں کیونکہ یہ لفظ تجمر سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہوتا ہے جمع ہونا تو چونکہ اس جگہ لوگ جمع ہوتے ہیں اس لیے اسے جمرہ کہہ دیتے ہیں جیسے کہ ایک عربی محاورہ ہے ''تجمر بنو فلان اس کا ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنکریاں کہاں سے اٹھائے؟

پچھلی رات مزدلفہ کے میدان سے کنکریاں اٹھا لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن وہاں آتے ہی کنکریاں اٹھانے پر توجہ نہیں دینی چاہیے بلکہ وہاں تو سب سے پہلے مغرب وعشاء کی نماز ادا کرنی چاہیے' ہاں وہاں سے چلتے وقت کسی جگہ سے کنکریاں اٹھا لو یا جمرے کی طرف آتے ہوئے راستے سے کنکریاں پکڑ لو یا منی کے میدان میں سے اٹھا لو' غرضیکہ اس معاملے میں کوئی تنگی نہیں' وسعت ہی وسعت ہے' اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ مسلمان عورت کو چاہیے کہ اپنے آپ کو خواہ مخواہ کسی بھی مشقت و تنگی میں نہ ڈالے۔[1]

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حاجی جہاں سے چاہے کنکریاں اٹھا سکتا ہے۔[2]

لیکن مشاہدے میں یہ آیا ہے کہ حاجی میدان مزدلفہ میں پہنچ کر نماز کے بجائے سب سے پہلے کنکریاں اٹھانے پر متوجہ ہوتے ہیں' بلکہ اپنی سواریوں سے سامان اتارنے سے بھی پہلے کنکریاں اٹھا اٹھا کر پانی سے دھوتے ہیں اور مٹی سے مخلوط ان کنکریوں کو گیلی مٹی کر لیتے ہیں عجیب عجیب کام دیکھنے میں آتے ہیں......

کنکریاں دھونا

ان کنکریوں کو دھونا بدعت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہیں کیا تھا۔[3]

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام احمد سے کنکریاں دھونے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ مستحب نہیں اور ہمیں کسی حدیث سے معلوم نہیں ہوا کہ آپ نے یہ کام

← معنی ہے کہ فلاں قبیلے والے جمع ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ دراصل چھوٹی چھوٹی کنکریوں ہی کو ''جمار'' کہتے ہیں تو ان جگہوں کا نام یہ اس لیے رکھا گیا کہ ان پر کنکریاں لازم آ رہی تھیں گویا کہ لازم کا نام ملزوم کو دے دیا گیا ہے۔ دیکھیے فتح الباری ج۳ ص۶۸۰

[1] دیکھیے المجموع ج۸ ص۱۲۵

[2] دیکھیے ''فتاویٰ ابن تیمیہ'' ج۲۶ ص۱۳۷

[3] دیکھیے الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی ''دلیل الاخطاء التی یقع فیها الحاج والمعتمر'' ص۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہو۔[1]

کنکریاں مارنے کا طریقہ

مسلمان عورت کو چاہیے کہ ہر کام میں رسول اللہ کی سنت تلاش کرے اسی پر عمل کرے اور دین الٰہی میں وہ کام ایجاد نہ کرے جو اس میں نہ ہو۔

جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے وقت افضل یہ ہے کہ اس طرح کھڑی ہو کہ منیٰ کا میدان دائیں جانب ہو جائے اور مکہ بائیں جانب ہو جائے[2] اگر اس طرح ممکن ہو تو ضرور کرے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کنکریاں ماریں اور بعد میں کہا: اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اس ہستی نے جس پر سورہ بقرہ نازل کی گئی تھی اسی طرح کھڑے ہو کر کنکریاں ماری تھیں۔[3]

دور حاضر میں چونکہ حاجیوں کی کی تعداد بے شمار ہوتی ہے اور ان کے ازدحام کی وجہ سے اس طرح کھڑے ہونا ممکن نہیں اس لیے وہ جیسے جگہ ملتی ہے کنکریاں مارے کوئی حرج نہیں۔

ابن منذر کہتے ہیں کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھیڑ سے ڈرتے ہوئے اوپر والی جانب سے کنکریاں ماریں۔[4]

جب تم کنکریاں شروع کرنے لگو تو تلبیہ چھوڑ دو اب ایک اور ذکر الٰہی یہاں مشروع

---

1. دیکھیے ''المغنی'' ج۵ ص۲۹۱
2. یعنی عورت وادی کے نشیب سے اس پر کنکریاں پھینکے۔
3. صحیح البخاری الحج' باب رمی الجمار من بطن الوادی ح:۱۷۴۷ (۲/ ۲۳۳) صحیح مسلم الحج' ح:۱۲۹۶ ابن حجر کہتے ہیں کہ سورۂ بقرہ کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ طویل اور لمبی سورت ہے اس کی شان بھی بہت عظیم ہے اور اس میں احکام بھی بکثرت ہیں یا اس سورت میں اس کام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے' دیکھیے فتح الباری ج۳ ص۶۸۱ شوکانی کہتے ہیں سورہ بقرہ کا خاص نام لینے کی وجہ یہ تھی کہ حج کے زیادہ تر احکام اس میں موجود ہیں۔ دیکھیے نیل الاوطار ج۵ ص۷۷
4. دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی ''خالص الجمان تھذیب مناسك الحج فی اضواء البیان'' ص۲۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور وہ ہے ''اللہ اکبر'' کہنا تم ہر کنکری کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہتی رہو کیونکہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں کیا:

((لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى بَلَغَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ)) [1]

''آپ مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے حتی کہ جمرہ عقبہ تک پہنچ گئے۔''

اسی طرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ)) [2]

''آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں اور آپ ہر کنکری کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہتے تھے۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی جب جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے تو ہر کنکری کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہتے۔[3] اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہر کنکری کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہا کرتے تھے۔[4]

شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق کنکریاں شروع کرتے ہی تلبیہ ختم کر دے۔[5]

کنکریاں مارنے کا وقت

جو شخص عید والے دن مزدلفہ سے آئے اس کے لیے کنکریاں مارنے کا افضل وقت طلوع آفتاب کے بعد ہے اور جو کمزور پہلے ہی رات کو آ چکے ہوتے ہیں وہ تو جب پہنچیں کنکریاں مار سکتے ہیں' البتہ جو صبح وہاں سے چلے تھے وہ طلوع آفتاب کے بعد کنکریاں

---

1. صحیح البخاری' الحج' باب النزول بین عرفة وجمع ح: ۱۶۷۰ (۲/ ۲۱۴) صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۸۱
2. صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۸
3. مؤطا امام مالك' الحج' باب رمی الجمار ج۱ ص۴۰۷
4. صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۹۶
5. دیکھیے شرح العمدة ج۲ ص۵۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماریں کیونکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَرْمِي يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ))[1]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو عید والے دن چاشت کے وقت کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا جبکہ باقی دنوں میں سورج ڈھل جانے کے بعد ایسا کرتے۔

جب عورت جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارلے اور بال کترا لے (اگر حج تمتع یا حج قران کر رہی ہے تو قربانی بھی کرلے) تو اس کے لیے ہر چیز حلال اور جائز ہو جاتی ہے جماع کے علاوہ باقی سب پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں مثلاً جن لباسوں پر پابندی تھی یا خوشبو لگانا اور ناخن کاٹنا ممنوع تھا' سب جائز ہو جاتا ہے۔[2]

عید کے دن' جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا آخری وقت اگلے دن کی فجر صادق طلوع ہونے تک ہے' یعنی ایام تشریق کے پہلے دن کی فجر ثانی تک جب موقع ملے کنکریاں ماری جاسکتی ہیں' اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عید والے دن منیٰ کے مقام پر جو بھی سوال کیا گیا آپ نے فرمایا ((لَا حَرَجَ)) کہ کوئی حرج نہیں' ایک آدمی نے کہا کہ:

---

[1] صحيح البخاري' الحج' باب يكبر مع كل حصاة ح: ۱۷۵۰ (۲/ ۲۳۴) صحيح مسلم' الحج' ح:۱۲۹۹

[2] اسے تحلل اول (پہلی دفعہ احرام کی پابندی کھلنا) کہتے ہیں اور یہ تین کاموں میں سے کوئی سے دو کام پورے کر لینے سے ہو جاتا ہے اور وہ تین یہ ہیں: کنکریاں مار لینا' بال کترا لینا' اور طواف افاضہ کر لینا' اور تحلل ثانی (یعنی دوسری دفعہ احرام کی پابندی ختم ہونا یعنی مکمل طور پر آزادی کا حصول اس وقت ہوتا ہے جب کہ یہ تینوں کام مکمل کر لیے جائیں اور اگر پہلے طواف میں صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کی تھی تو اس کو بھی اس طواف کے ساتھ ادا کرنے کے بعد تحلل ثانی حاصل ہو گا۔ دیکھیے فتح الباری ج۳ ص ۶۸۴ اور دیکھیے الشیخ عبدالعزیز بن باز کی "التحقيق والايضاح" ص ۳۸ اور الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی "فتاوی ارکان اسلام" ص ۵۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ))

''میں قربانی سے پہلے سر منڈوا چکا ہوں۔''

آپؐ نے فرمایا:

((اِذْبَحْ وَلَا حَرَجَ))

''جاؤ اب ذبح کرلو کوئی حرج نہیں۔''

ایک آدمی نے پوچھا:

((رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ))

''میں نے شام کے بعد کنکریاں ماریں تھیں''

آپ نے فرمایا:

((لَا حَرَجَ))

''کوئی حرج نہیں۔''[1]

www.KitaboSunnat.com

[1] صحیح البخاری' الحج' باب اذا رمی بعدما امسی او حلق قبل ان یذبح ناسیا او جاھلا ح:۱۷۳۵(۲/ ۲۳۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کرنا

عید والے دن حاجیوں نے چار کام کرنے ہوتے ہیں اور ان میں سے پہلا کام ''رمی'' ہے یعنی جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنا' دوسرا کام قربانی کرنا یعنی گائے' بکری' بھیڑ کی نسل سے کسی جانور کو ذبح کرنا یا اونٹ کو نحر کرنا (اونٹ کے ذبح کرنے کو ''نحر'' کہتے ہیں)

اس کا حکم

حج تمتع اور حج قران کرنے والوں پر قربانی واجب ہے اور حج افراد والے پر واجب نہیں' کرلے تو مستحب ہے۔

عورت اپنی قربانی خود کر تو سکتی ہے لیکن حج کے موقع پر جہاں انسانوں کا سمندر ہوتا ہے وہاں وہ اپنے پردے کی حفاظت کے لیے قربانی نہ کرے تو بہتر ہے' وہ بڑا عزت و شرف والا مرحلہ ہوتا ہے' اس لیے اسے اپنے وقار' شرم و حیاء کو قائم رکھنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ قربانی کرتے کرتے جسم سے کوئی کپڑا ہٹ جائے اور وہ لوگوں کے لیے مضحکہ خیز اور فتنہ انگیز ثابت ہو۔ اسی لیے عورت کا بذات خود قربانی کرنا مطلوب نہیں۔ وہ کسی اور کو یہ ذمے داری سونپ دے۔ اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ہے' وہ کہتی ہیں کہ:

((دُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَ: نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى أَزْوَاجِهٖ))[1]

''قربانی والے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت بھیجا گیا' میں نے (لانے والے سے) پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے یہ قربانی کی ہے۔''

---

[1] صحيح البخاري' الحج' باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير امرهن ح: ۱۷۰۹ (۲/ ۲۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے خود قربانی کی لیکن ان کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کی ترغیب نہ دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے خود قربانی کرنا مستحب نہیں' تا کہ اس کا پردہ نہ کھلے اور مردوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہو۔[1]

عورت کے لیے مسنون ہے کہ اپنی قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے اور حرم کے فقراء وضرورت مند افراد کو بھی کھلائے۔

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حرم کے فقراء وہ لوگ ہیں جو وہاں قربانیاں ذبح کرتے وقت موجود ہوں خواہ ان کا تعلق دور دراز کے علاقوں سے ہو یعنی آفاقی ہوں یا مسجد حرام میں حاضر ہونے والوں میں سے ہو یعنی مکی ہوں اگر ایسی جگہ جانور ذبح کیا جائے جہاں فقراء ہوتے ہیں اور پھر اس ذبح شدہ جانور کو ان کے لیے چھوڑ دیا جائے تو یہ بھی کفایت کر جائے گا۔[2]

قربانی کا جانور

حج تمتع اور قران والوں کے لیے قربانی میں ایک ایک بکری کافی ہے یا وہ گائے اور اونٹ کے ساتویں حصے میں شریک ہو جائیں تو کافی ہے جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ))

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ والے سال اونٹ اور گائے کو سات سات افراد کی طرف سے قربان کیا۔''[3]

---

[1] دیکھیے دکتور صالح بن محمد الحسن کی ''مناسك المرأة'' ص ۱۱۲۔۱۱۳

[2] دیکھیے شیخ سعود الشریم کی ''خاص الجمان تهذیب مناسك الحج من اضوء البیان ص ۲۷۰

[3] صحیح مسلم' الحج ح: ۱۳۱۸' جامع الترمذی' باب فی الاشتراك فی البدنة والبقرة ح: ۹۰۴ (۳/ ۲۶۵) سنن ابی داؤد الضحایا باب فی البقرة والجزور ح: ۲۸۰۹ (۳/ ۲۳۹) سنن ابن ماجه' الاضاحی باب فی کم تجزی البدنة والبقرة؟ ح: ۳۱۳۲ (۲/ ۱۰۴۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کی جگہ

ذبح حرم کی داخلی حدود میں ہونا چاہیے خواہ منیٰ کا میدان ہو یا نہ' منیٰ میں قربانی کرنا کوئی شرط نہیں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ))[1]

''میں نے اس جگہ قربانی کی ہے لیکن منیٰ سارے کا سارا قربان گاہ ہے لہٰذا اپنے اپنے خیموں میں قربانیاں کرلو۔''

اور آپ نے یہ بھی فرمایا:

((كُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَمَنْحَرٌ))[2]

''مکے کی تمام گلیاں راستہ بھی ہیں اور قربان گاہ بھی۔''

ابن قیم کہتے ہیں کہ ان احادیث میں یہ دلیل ہے کہ قربانی کرنا صرف منیٰ میں خاص نہیں بلکہ مکے کی جس گلی میں بھی ہو' کفایت کر جائے گا۔[3]

امام نووی کہتے ہیں کہ حاجی کے لیے قربانی کرنا حرم کے علاقے کے ساتھ خاص ہے' حرم کے باہر جائز نہیں اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ حرم کے جس حصے میں بھی قربانی کی جائے کفایت کرے گی اور منیٰ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔[4]

---

[1] صحيح مسلم' الحج' ح:١٢١٨- سنن ابى دائود' المناسك' باب الصلاة بجمع ح:١٩٣٥ (٢/ ٤٧٨)

[2] سنن ابى دائود' المناسك' باب الصلاة بجمع ح:١٩٣٧ (٢/ ٤٧٨) بیہقی کی السنن الكبرىٰ' الحج' باب الحرم كله منحر: ج۵ ص۲۳۹ مستدرك حاكم' المناسك ج۱ ص۴۶۰۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے البتہ بخاری و مسلم نے اس کا ذکر نہیں کیا اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد ح:۱۷۰۷ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بیہقی نے اپنی سنن ج۵ ص۲۳۹ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نحر کرنا یعنی قربانی کرنا دراصل تو مکہ میں ہوتا تھا لیکن مکے کو خون سے محفوظ رکھا گیا' اور میدان منیٰ میں قربانی کا خون بہایا جانے لگا اور منیٰ بھی دراصل مکے میں شامل ہے دیکھیے البانی رحمہ اللہ کی حجة النبى ﷺ ص۸۷

[3] دیکھیے زاد المعاد' ۲ ص۲۶۷

[4] دیکھیے ''المجموع'' ج۸ ص۱۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کتنے دن تک

جانوروں کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا وقت چار دن ہے، دس ذوالحجہ (عید والا دن) گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ یعنی ایام تشریق۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ))[1]

"تمام ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخ) میں ذبح کیا جا سکتا ہے۔"

اور ذبح کا وقت تیرہ ذوالحجہ کا سورج غروب ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے اور یہی دن ایام تشریق میں سے آخری ہوتا ہے۔[2]

بال کترانا

اپنی قربانی ذبح کرنے کے بعد عورت اپنے سر کے بال کترائے[3] یہ اس دن کا تیسرا کام ہے اور پھر اس کے بعد مکے میں آ کر طواف کرے جس کا نام طواف افاضہ ہے چونکہ یہ طواف رکن ہے اس لیے اسے طواف زیارت اور طواف حج بھی کہتے ہیں۔

عید والے دن کے کام

افضل اور بہتر یہی ہے کہ عورت اور مرد عید کے دن درج ذیل ترتیب سے کام کریں:

1. جمرہ عقبہ کو رمی کرنا یعنی کنکریاں مارنا۔
2. قربانی کا جانور ذبح کرنا یا نحر کرنا۔
3. بال کترانا (مرد کے لیے سر منڈوانا بہتر ہے)
4. طواف افاضہ کرنا۔

---

1. شوکانی کہتے ہیں کہ اسے امام احمد نے جبیر بن مطعم سے روایت کیا ہے۔ ابن حبان اور بیہقی نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے البتہ ابن عدی نے اسے سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے جس کی سند میں معاویہ بن یحییٰ صدفی ضعیف راوی ہے۔ دیکھیے نیل الاوطار ج۵ ص ۱۴۲
2. دیکھیے الشیخ عبدالعزیز بن باز کی "التحقیق والایضاح" ص ۳۶
3. بالکل اسی طرح ہے جو عمرے کے ضمن میں پیچھے بیان ہو چکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج تمتع والی کی سعی

جو عورت حج تمتع کر رہی ہے وہ اب اپنے حج کے لیے دوبارہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے گی کیونکہ اس نے پہلے جو سعی کی تھی وہ عمرے کے لیے تھی' اسی طرح اگر حج مفرد اور حج قران والی عورتوں نے طواف قدوم (مکہ آتے ہی پہلے طواف) میں سعی نہ کی ہو تو اب وہ بھی طواف افاضہ کے بعد سعی کر لیں۔

اگر ترتیب نہ رہے تو......

اگر کسی سے ان چاروں کاموں کی ترتیب خراب ہو جائے تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے اس کی رخصت ثابت ہے' سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے' لوگ آپ سے سوال کرنے لگے: ایک نے کہا مجھے پتہ نہ چل سکا تو میں نے ذبح سے پہلے سر منڈوا لیا؟ آپ نے فرمایا:

((اِذْبَحْ وَلَا حَرَجَ))

''چلو اب قربانی کر لو کوئی حرج نہیں۔''

ایک آ کر پوچھنے لگا: مجھے خیال نہ رہا اور میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر دی؟ تو آپ نے فرمایا

((اِرْمِ وَلَا حَرَجَ))

''چلو اب کنکریاں مار لو' کوئی حرج نہیں۔''

اس دن آپ سے جو بھی سوال کیا گیا کوئی کام پہلے ہو گیا یا مؤخر ہو گیا تو آپ اس کے جواب میں یہی فرماتے رہے:

((اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ))

''چلو اب کر لو' کوئی حرج نہیں۔''[1]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب الفتیا علی الدابۃ عند الجمرۃ ح۱۷۳۶ (۱/ ۲۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسی حدیث میں یہ بھی شامل ہوگا کہ کوئی شخص اگر طواف سے پہلے سعی کر لے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ بھی تو یوم نحر کے کاموں میں سے ایک ہے اور صحابی کے اس قول کے تحت شامل ہوگا کہ اس دن آپ سے جو بھی سوال کیا گیا کہ کوئی کام پہلے ہوگیا یا مؤخر ہوگیا تو آپ نے یہی فرمایا:

((اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ))

''چلو اب کر لو کوئی حرج نہیں۔''

اور یہ وجہ بھی ہے کہ اس کام میں بھول اور لاعلمی واقع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہ آپ ﷺ کی سہولت و آسانی کے عموم میں داخل ہوگا۔

بلکہ آپ ﷺ سے صراحۃً بھی ثابت ہے کہ آپ سے کسی نے طواف سے پہلے سعی کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا

((اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ))

''چلو اب طواف کر لو، کوئی حرج نہیں۔''

اسے ابوداؤد نے اسامہ بن شریک سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔[1]

---

[1] دیکھیے ''التحقیق والایضاح'' ص۴۰ حدیث کا حوالہ یہ ہے سنن ابی داؤد' المناسک' باب فیمن قدم شیئا قبل شیء فی حجه ح: ۲۰۱۵ (۲/ ۵۱۷) اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد ح: ۱۷۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواف افاضہ

عید والے دن چوتھا اور آخری اہم کام طواف افاضہ ہے جسے طواف زیارت اور طواف حج بھی کہتے ہیں۔

اس کا حکم

یہ طواف حج کا رکن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝﴾

(الحج: ۲۲/ ۲۹)

''پھر چاہیے کہ لوگ اپنا میل کچیل دور کریں اور نذریں پوری کریں اور قدیم گھر یعنی بیت اللہ کا طواف کریں۔''

جب ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کیا تو وہ حج کے دوران حیض میں مبتلا ہوگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟)) ''کیا یہ ہمیں روکنا چاہتی ہے؟''

صحابہ نے آپ کو بتلایا کہ اس نے طواف افاضہ کرلیا ہے تو آپ نے فرمایا:

((فَلَا اِذًا)) ''پھر کوئی بات نہیں۔''[1]

(یعنی اگر طواف افاضہ نہ کرتی تو آپ کو رکنا پڑتا)

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ یہ حج کا رکن ہے، اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہو سکتا، اس میں ہمیں کسی کا اختلاف معلوم نہیں ہے۔[2]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب اذا حاضت المراۃ بعدما افاضت ح:۱۷۵۷ (۲/ ۲۳۲) صحیح مسلم' الحج ح:۱۲۱۱

[2] ''المغنی'' ج۵ ص ۳۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ فرائض حج میں سے ایک ہے' اس کے متعلق علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔[1]

طواف افاضہ کا وقت

حج کرنے والی بال کترانے کے بعد مکہ کی طرف لوٹ آئے اور طواف افاضہ کرے۔ یہ طواف عید کے دن سے پچھلی رات جسے لیلۃ النحر ''قربانی والی رات'' بھی کہا جاتا ہے' اس رات کے نصف کے بعد بھی جائز ہے لیکن یہ تب جائز ہے جب کہ عرفہ و مزدلفہ کا وقوف پہلے ہو چکا ہو' اگر وہ اس رات میں نصف شب گزر جانے کے بعد طواف افاضہ کرکے بعد میں عرفہ و مزدلفہ میں جائے گی تو یہ کفایت نہیں کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے طواف افاضہ کا آخر میں ذکر کیا اور فرمایا:

﴿ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ ﴾

''پھر چاہیے کہ لوگ اپنا میل کچیل دور کریں اور نذریں پوری کریں اور خانہ قدیم یعنی بیت اللہ کا طواف کریں۔'' (الحج: ۲۲/ ۲۹)

الشیخ صالح فوزان بیان کرتے ہیں کہ معذور افراد اور جو ان کے حکم میں ہوں (یعنی جو ان معذور افراد کو حج کرا رہے ہوں) تو ان سب کے لیے جائز ہے کہ قربانی والی رات میں نصف شب گذر جانے کے بعد طواف افاضہ کرلیں کیونکہ اس طواف کا وقت لیلۃ النحر یعنی قربانی والی رات کے نصف کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت کی انتہاء کی کوئی حد نہیں ہے اور افضل یہی ہے کہ اسے عید والے دن میں ادا کیا جائے۔[2]

طواف افاضہ کو اس قدر مؤخر نہیں کرنا چاہیے کہ ذوالحجہ کا مہینہ ہی نکل جائے' ہاں معقول عذر ہو تو جائز ہے۔ مثلاً: کوئی عورت طواف افاضہ سے کچھ دیر قبل نفاس میں مبتلا ہو جائے۔

اس طواف کے بعد حج تمتع والی عورت صفا و مروہ کے درمیان اسی طرح سعی کرے

---

[1] دیکھیے ''المغنی'' ج ۵ ص ۳۱۱ اور بدائع الصنائع ج ۲ ص ۱۲۷ اور بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۲۶۶

[2] دیکھیے شیخ صالح الفوزان کے منتخب فتاویٰ جات المنتقی ج ۵ ص ۱۷۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے عمرے کے لیے کی تھی کیونکہ تمتع والی پر دو طواف اور دو سعی لازم ہیں' عمرے کا طواف اور سعی اور حج کا طواف اور سعی۔

البتہ جو عورت حج مفرد یا حج قران کر رہی ہو تو اس پر صرف ایک سعی لازم ہے اگر وہ طواف قدوم (پہلے طواف) کے ساتھ ہی اسے ادا کر لے تو وہ حج کی طرف سے بھی کفایت کرے گی کیونکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی صفا و مروہ کے درمیان ایک سے زائد بار سعی نہیں کی۔[1]

اور وہ اس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے طواف قدوم کے فوراً بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کر لی تھی اس لیے افضل بھی یہی ہے کہ حج قران اور حج مفرد والی عورتیں طواف قدوم کے ساتھ ہی صفا و مروہ کے درمیان سعی کر لیں' یہی زیادہ آسان ہے اور عورتوں کے لیے سہولت کا باعث ہے ورنہ عید والے دن لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا' ویسے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہی ہے کہ طواف قدوم کے ساتھ ہی سعی کی جائے۔

طواف افاضہ اگر جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے سے پہلے ادا کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کسی مجبوری کی وجہ سے ایسا کرے جیسے کہ عمرہ بنت عبدالرحمان بیان کرتی ہیں کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حج کرتیں اور ان کے ہمراہ ایسی عورتیں بھی ہوتیں جن کے ایام حیض شروع ہونے کا خدشہ ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو عید کے دن سب سے پہلے مکے بھیج دیتیں تاکہ وہ حیض شروع ہونے سے پہلے پہلے طواف افاضہ کر لیں پھر اگر وہ اس کے بعد حیض میں مبتلا رہتیں تو ان کے ایام حیض سے فارغ ہونے کا انتظار نہ کرتیں' بلکہ حالت حیض میں ان کو لے کر واپس روانہ ہو جاتیں بشرطیکہ وہ طواف افاضہ سے فارغ ہو چکی ہوتیں۔[2]

❀❀❀

---

[1] صحیح مسلم' الحج' ح: ۱۲۷۹' سنن ابی داود' المناسک' باب طواف القارن' ح: ۱۸۹۵' (۲/ ۲۵۰)

[2] موطا امام مالک' الحج' باب افاضۃ الحائض: ۱/ ۴۱۳' ح ۲۲۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آب زم زم

طواف سے فارغ ہونے کے بعد مسنون ہے کہ عورت زم زم کا پانی نوش کرے اور اپنے سر پر بھی انڈیل لے[1] اور پانی پیتے وقت جو بھی اچھی اور محبوب خواہش اسے مطلوب ہو اس کو ذہن میں لائے..... اگر بیمار ہے تو وہ اسے پیتے وقت شفاء یابی کی نیت کرلے، اگر بھول جانے کا عارضہ لاحق ہو تو اپنا حافظہ مضبوط کرنے کی نیت کرلے۔ بعض محدثین سے یہ ثابت ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ)) [2]

''زم زم کا پانی اس مقصد میں کام دے گا جس کے لیے اسے پیا جائے۔''

نووی فرماتے ہیں: اس پر علماء اور بہترین ہستیوں نے عمل کیا اور عظیم مقاصد کے حصول کے لیے زم زم کا پانی پیا تو وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ٹھہرے۔[3]

شوکانی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اس کی دلیل ہے کہ زم زم کا پانی جس کام کے لیے بھی پیا جائے اس میں نفع بخش ثابت ہوتا ہے خواہ اس کام کا تعلق امور دنیا سے ہو یا اخروی معاملات سے ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں جو ''لما'' کا لفظ ہے اس میں

---

[1] دیکھیے البانی رحمہ اللہ کی ''مناسك الحج'' ص ۲۴

[2] سنن ابن ماجه' المناسك' باب الشرب من زمزم ح: ۳۰۶۲ (۲/ ۱۰۱۸) بیہقی کی ''السنن الکبری' الحج' باب سقایة الحاج والشرب منها وماء زمزم: ج۵ ص۱۴۸ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں مگر اس کے مرسل یا متصل ہونے میں اختلاف ہے اور اس کا مرسل ہونا ہی راجح ہے اور اس کا ایک شاہد بھی ہے دیکھیے فتح الباری ج ۳ ص۵۷۶ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ''السلسلة الصحیحة'' ج ۲ ص ۵۷۳

[3] دیکھیے ''الاذکار'' ص ۱۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ما'' عموم پر دلالت کر رہا ہے۔[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام حاکم ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے اسے تصنیف کے شعبے میں حسن ونکھار کے لیے نوش کیا اور دوسرے مقاصد بھی سامنے رکھے تو واقعی وہ اپنے دور میں سب سے بہترین اور عمدہ مصنف بن گئے۔[2]

سیر اعلام النبلاء میں ہے کہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے اس قدر علم کیسے حاصل کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں جب بھی زم زم کا پانی پیتا تو اللہ تعالیٰ سے علم نافع مانگا کرتا تھا۔[3]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

((اِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ)) [4]

''یہ کھانا بھی ہے پیٹ بھر دیتا ہے۔''

اور ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں:

((وَشِفَاءُ سُقْمٍ)) [5]

''اور بیماری سے شفاء بھی ہے۔''

بلکہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مکے میں تیس دن ٹھہرا رہا میرا آب زم زم کے سوا کوئی اور کھانا نہ تھا' میں موٹا ہو گیا حتی کہ میرے پیٹ کی شکنیں نکل گئیں اور میں نے

---

[1] دیکھیے ''نیل الاوطار'' ج۵ ص۱۰۰

[2] دیکھیے دکتور السید العفانی کی ''فضائل الحج والعمرۃ'' ج۱ ص۱۴۸

[3] دیکھیے ذہبی کی سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص۳۷۰

[4] دیکھیے مسلم' فضائل الصحابۃ ح: ۲۴۷۳

[5] مسند طیالسی' مناقب الصحابہ باب حرف الہ المعجمۃ ج۲ ص۱۵۸ دیکھیے السلسلۃ الصحیحۃ ح:۱۰۵۶' ابن حجر کہتے ہیں کہ اسے طیالسی نے اس سند سے ذکر کیا ہے جس سے مسلم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے دیکھیے فتح الباری ج۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے جگر پر بھوک کی کمی محسوس نہ کی۔[1]

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے علاوہ کئی لوگوں نے آب زم زم کے ساتھ کئی ایک عجیب معاملات دیکھے اور میں نے اس کے ساتھ کئی ایک بیماریوں سے شفاء حاصل کی اور میں حکم الٰہی سے شفایاب ہوا اور میں نے کئی ایک لوگوں کا مشاہدہ کیا جو کئی دن تک اسے بطور غذا کے استعمال کرتے رہے' بالکل بھوک محسوس نہیں کرتے تھے اور لوگوں میں انہی کی طرح مل جل کر گھومتے پھرتے تھے (بھوک کے آثار بھی نظر نہ آتے)۔[2]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم تو سیر ہو کر کھانا تناول کرنا ہی بھول گئے۔ ہم اس پانی کو اپنے بچوں کے لیے بہترین مددگار سمجھا کرتے تھے۔[3]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

((خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيهِ طَعَامٌ مِنَ الطُّعْمِ وَشِفَاءٌ مِنَ السُّقْمِ))[4]

''زمین پر بہترین پانی آب زم زم ہے جس میں شکم سیر کھانا اور بیماری سے شفاء ہے۔''

---

[1] صحیح مسلم' فضائل الصحابۃ ح:۲۴۷۳ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس کو ''زم زم'' کہنے کی وجہ اس کی کثرت ہے کیونکہ ''زم زم'' کثیر اور زیادہ چیز کو کہتے ہیں' بعض کہتے ہیں کہ اس کے جمع ہونے کی وجہ سے یہ نام پڑا ہے کیونکہ اس کا معنی جمع کرنے کا بھی ہے۔ ابو زید کہتے ہیں کہ ''الزمزمۃ'' پچاس یا اس کے لگ بھگ آدمیوں کے گروہ کو کہتے ہیں۔ مجاہد سے مروی ہے کہ اسے زم زم کا نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسے مشتق ہے اور اس کا معنی ہے زمین میں ایڑی مارنا۔ اسے فاکہی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے دیکھیے فتح الباری ج۳ ص۵۶۷

[2] دیکھیے زاد المعاد ج۱ ص۳۹۳

[3] مصنف عبدالرزاق الحج' باب زمزم و ذکرھا: (۵/ ۱۱۷) ہیثمی کہتے ہیں کہ اسے طبرانی نے ''الکبیر'' میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں' دیکھیے مجمع الزوائد ج۳ ص۲۸۶

[4] منذری نے ''الترغیب والترھیب'' ج۲ ص۲۰۹ میں کہا کہ اسے طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد ج۳ ص۲۸۶ میں کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''السلسلۃ الصحیحۃ'' ح:۱۰۵۶ میں صحیح قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۷

منیٰ کے مسافر

یوم نحر کے بعد والے تین دن ''ایام تشریق'' کہلاتے ہیں جن کا تعلق میدان منیٰ سے ہے' یہ دن اور خصوصاً ان کی راتیں منیٰ کے میدان میں رہنا پڑتا ہے۔

اس کا حکم:

یہ واجب ہے اور منیٰ میں رات گزارنے کی مقدار یہ ہے کہ رات کا زیادہ تر حصہ منیٰ میں گزرے کم از کم آدھی رات تو لازمی ہے اس سے زیادہ جس قدر ہو تو بہتر ہے خواہ رات کے شروع میں منیٰ میں ٹھہرے یا رات کے آخر سے وقت نکالے۔

طواف افاضہ سے فارغ ہو کر حج کرنے والی عورت منیٰ میں آ جائے اور وہاں تین راتیں گزارے بشرطیکہ وہ وہاں تاخیر کرنے والی ہو یعنی زیادہ دن رہنے والی ہو اور جو عورت جلدی کرنا چاہے تو وہ صرف دو راتیں گزارے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہے فرمایا:

﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾

(البقرة: ۲/ ۲۰۳)

''جو شخص دو دنوں میں جلدی کرنا چاہے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔''

اگر تاخیر کرنا چاہے تو گیارہویں' بارھویں اور تیرھویں رات گزارے اور اگر جلدی کرنا چاہے تو گیارھویں اور بارھویں رات گزارے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان منیٰ بھر جائے تو......

جس شخص کے لیے منیٰ میں جگہ نہ بچے جبکہ وہ حج کرنے کے لیے آیا ہو تو وہ یوں کرے کہ دن کو منیٰ سے باہر رہے لیکن رات کو منیٰ میں آ جائے پھر جب فجر طلوع ہو تو منیٰ سے باہر اپنے خیمے میں چلا جائے تو اس پر کوئی جرم نہیں' اگر قیام گاہ ہی میں رات گزارے تو بھی کوئی حرج نہیں جب کہ منیٰ میں رات گزارنا آسان نہ ہو۔[1]

شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہا گیا ہے کہ جس شخص کا عذر ان عذروں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو جن کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول نے رخصت فرمائی ہے تو اس کے لیے منیٰ میں رات نہ گزارنا جائز ہے اور جمہور کا یہی قول ہے۔[2]

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ظاہر یہی ہوتا ہے کہ جو شخص منیٰ کی راتیں کسی عذر کی وجہ سے منیٰ میں نہ گزار سکے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہم کو رخصت دے دی۔ کیونکہ انہوں نے حاجیوں کو پانی پلانے کا انتظام کرنا ہوتا تھا اور اونٹوں چرواہوں کو بھی منیٰ کے علاوہ کسی جگہ رات گزارنے کی اجازت دی اور ایک دن کے بعد کنکریاں مارنے کی اجازت بھی مرحمت فرما دی۔[3]

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر ان کو منیٰ میں جگہ ہی نہ مل رہی ہو تو پھر ان پر کوئی حرج نہیں اور یہ حکم ان سے ساقط ہو جائے گا' ان پر کچھ لازم بھی نہ ہو گا اور جو عذر کے بغیر ہی منیٰ میں راتیں گزارنا ترک کر دے اس پر ایک جانور ذبح کرنا لازم ہو گا۔[4]

مسلمان مرد کو چاہیے کہ اپنے ساتھ لے جانے والی عورتوں کی حفاظت کرے' عفت و پاکدامنی اور پاکیزگی کے راستے پر قائم رہنے میں ان سے تعاون کرے' ان کی طاقت

---

[1] دیکھیے "فتاوی اللجنة الدائمة" ج۱۱ ص۲۶۸' فتوی نمبر ۳۱۰۳

[2] دیکھیے "نیل الاوطار" ج۵ ص۹۲

[3] دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی خالص الجمان تهذيب مناسك الحج من اضواء البيان ص ۲۵۳

[4] دیکھیے "فتاوی مهمة تتعلق بالحج والعمرة" ص۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بڑھ کر ان پر بوجھ نہ لادے' ان کو پتھروں پر یا راستوں میں مردوں کے درمیان نہ بٹھائے اگر کوئی شخص میدان منیٰ میں ازدحام یا وہاں لگے ہوئے خیموں کی فیس ادا کرنے کی عدم استطاعت کی وجہ سے منیٰ میں رات بسر نہ کر سکے تو پھر اسے معذور سمجھا جائے گا' ایسی صورت میں وہ منیٰ سے باہر حتی کہ مکے کے اندر بھی رات گزار سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۸۶)

''اللہ کسی جان کو اس کی وسعت سے بڑھ کر تکلیف و ذمے داری میں نہیں ڈالتا۔''

اور فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج: ۲۲/ ۷۸)

''اور اس نے تمہارے اوپر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔''

اور فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن: ۶۴/ ۱۶)

''اور اللہ تعالیٰ سے اپنی استطاعت کے مطابق ڈرتے رہو۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ))[1]

''راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔''

---

[1] صحیح البخاری الاستئذان باب قول الله تعالى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ﴾ ح:۶۲۲۹ (۷/ ۱۴۴) صحیح مسلم' اللباس والزینة ح:۲۱۲۱۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے پانی پلانے والوں اور اونٹوں کے چرواہوں کو یہ رخصت دے دی کہ وہ منیٰ کے باہر راتیں گزار سکتے ہیں تو جو شخص منیٰ میں رہتے ہوئے ڈرتا ہے کہ اس کا منیٰ سے باہر کہیں پڑا ہوا مال ضائع ہو جائے گا یا اس کا کوئی ایسا مریض ہو کہ جس سے غائب اور دور رہنا خطرے سے بھرپور ہو یا کوئی ایسا مریض ہو جس کا منیٰ میں راتیں گزارنا ممکن نہ ہو تو ان خطرات میں گھرے ہوئے آدمی کی مجبوری منیٰ میں رہنے کی پابندی ساقط کر دے گی کیونکہ پانی پلانے والوں اور چرواہوں کو بھی مجبوری کا سامنا تھا' واللہ اعلم دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص۲۹۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمی جمار (تینوں ستونوں پر کنکریاں مارنا)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ''رمی جمار'' میں یہ طریقہ کار ہوتا تھا کہ وہ سب سے پہلے چھوٹے ستون کو سات کنکریاں مارتے ہر کنکری کے بعد ''اللہ اکبر'' بھی کہتے' پھر تھوڑا سا آگے ہو کر نشیبی (نچلی) جگہ پر قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو جاتے' کافی دیر کھڑے ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتے رہتے۔ پھر سب سے بڑے ستون یعنی جمرہ عقبہ کو وادی کے نشیب سے کنکریاں مارتے اور وہاں کھڑے نہ ہوتے۔ پھر فرماتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔[1]

امام ابن قیم رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ حج بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور سورۂ بقرہ کی مقدار کے برابر کافی دیر دعاء میں مصروف رہے۔[2]

اگر ہجوم یا کسی اور بنا پر زیادہ دیر دعاء مانگتے رہنے کا موقع نہ مل سکے تو پھر دعاء ضرور مانگے خواہ بالکل قلیل ہو۔

علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تینوں دنوں میں سے ہر دن میں یہ طریقہ مستحب ہے۔[3]

رمی جمار کا وقت

یہ معلوم رہنا چاہیے کہ ایام تشریق یعنی ۱۱' ۱۲' ۱۳ ذوالحجہ کو سورج ڈھل جانے کے بعد

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب رفع الیدین عند الجمرتین الدنیا والوسطی ح:۱۷۵۲ (۱/ ۲۳۵) ''یُسھلُ'' کا معنی ہے وہ میدانی اور نشیبی جگہ میں آجاتے جہاں کوئی بلند چیز نہ ہوتی (تاکہ حاجیوں کی کنکریاں آپ کو نہ چھوتیں)

[2] دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص ۲۸۵ ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ عطاء رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں جمروں کے پاس اتنی مقدار کھڑے رہتے کہ سورۂ بقرہ پڑھ سکتے تھے۔ دیکھیے فتح الباری ج۳ ص ۶۸۳

[3] الشیخ البانی رحمہ اللہ کی حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنکریاں ماری جائیں گی' اس سے پہلے کفایت نہیں ہو گی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے سورج ڈھلنے کے بعد کنکریاں ماری تھیں۔[1] اور حکم دیا تھا کہ:

((لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ))[2]

''تم (مجھ سے) اپنے حج کے طریقے اخذ کرلو۔''

اور اس لیے کہ اگر زوال سے پہلے جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کر دکھاتے کیونکہ یہ ایک عبادت ہے اور عبادت اول وقت میں بہتر ہوتی ہے' اور پھر اس میں ایک لحاظ سے بندوں کے لیے آسانی بھی ہوتی اور ایک اعتبار سے لوگوں کو ''رمی جمار'' کا لمبا عرصہ اور وقت مل جاتا۔ تو جب آپ نے یہ سب سہولتیں دیکھنے کے باوجود' قصداً زوال کے بعد تک مؤخر کیا ہے حالانکہ اس میں لوگوں پر کچھ مشقت بھی تھی لیکن آپ نے اسی وقت کو اختیار کیے رکھا۔ تو یہ سب کچھ اس پر دلالت کر رہا ہے کہ اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کنکریاں ماری جائیں تو یہ کافی نہ سمجھی جائیں گی اور ان سے کام نہیں چلے گا بلکہ دوبارہ کنکریاں مارنا پڑیں گی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ قربانی والے دن چاشت کے وقت کنکریاں مارتے تھے اور بعد والے دنوں میں اس وقت کنکریاں مارتے جب سورج ڈھل جاتا۔[3]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تینوں ستونوں کو سورج ڈھلنے کے بعد کنکریاں مارتے تھے۔[4]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب رمی الجمار: ج۲ ص ۲۲۳ صحیح مسلم' ح:۱۲۹۹

[2] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۹۷ سنن ابی داؤد' المناسك' باب فی رمی الجمار ح: ۱۹۷۰ (۲/ ۴۹۵) سنن النسائی' المناسك' باب الرکوب الی الجمار' ح:۳۰۶۲' (۵/ ۲۷۰)

[3] صحیح البخاری' الحج' باب یکبر مع کل حصاۃ ح:۱۷۵۰ (۲/ ۲۲۴) صحیح مسلم الحج' ح:۱۲۹۹

[4] جامع الترمذی' الحج' باب ما جاء فی الرمی بعد زوال الشمس ح:۸۹۸' (۳/ ۲۵۹) ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم وقت کا خوب خیال رکھتے جیسے ہی سورج ڈھل جاتا تو ہم کنکریاں مار دیتے تھے۔[1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی مروی ہے کہ کسی جمرے کو کنکری نہ ماری جائے حتی کہ دن (غروب کی طرف) مائل ہو جائے۔[2]

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک سورج نہ ڈھل جائے تینوں دن جمروں کو کنکریاں نہ ماری جائیں۔[3]

ابن عبدالبر کہتے ہیں: علمائے مسلمین کا اس پر اجماع ہے کہ قربانی والے دن کے علاوہ باقی دنوں میں کنکریاں مارنے کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد ہے۔[4]

علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جمہور علماء کے مذہب کے مطابق ان تین دنوں میں رمی کرنا یعنی کنکریاں مارنا صرف اور صرف زوال کے بعد جائز ہے۔[5]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب رمی الجمار ح:۱۷۴۶(۲/ ۳۳۳) سنن ابی دائود' المناسک' باب فی رمی الجمار ۱۹۷۲' (۲/ ۴۹۲)

[2] بیہقی کی السنن الکبریٰ' الحج' باب الرجوع الی منی ایام التشریق والرمی بہا کل یوم اذا زالت الشمس: ج۵ ص۱۴۹۔

[3] مؤطا امام مالک' الحج' باب رمی الجمار: ج۱ ص۴۰۸

[4] دیکھیے ''التمہید'' ج۷ ص ۲۷۲

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایام تشریق (۱۱'۱۲'۱۳ ذوالحجہ) میں سورج ڈھلنے سے پہلے کنکریاں مارنے کے حق میں جو قول ہے وہ بے دلیل ہے۔ بالکل مستند نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت شدہ سنت کے بھی خلاف ہے' یہ کسی کے لیے جائز نہیں۔ واللہ اعلم۔ دیکھیے الشیخ سعود الشریم کی خالص الجمان تهذیب مناسك الحج من اضوء البيان ص ۲۳۳

[5] دیکھیے حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنکریاں مارنے کے متعلق کچھ تنبیہات

رات کے وقت رمی کرنا

معلوم ہونا چاہیے کہ رات کے وقت ایام تشریق کی کنکریاں مارنا جائز ہے کیونکہ کسی صحیح حدیث سے کنکریاں مارنے کے آخری وقت کی حد بندی معلوم نہیں ہو سکی۔ خصوصاً جب دن کے وقت کنکریاں مارنے کا موقع میسر نہ آیا ہو' یا کنکریاں مارنے کا موقع تو ہو لیکن بہت مشقت کا سامنا کرنے کا اندیشہ ہو' تو ایسی صورت میں عورت شام کے وقت ایام تشریق والی کنکریاں مارتی رہے' اور ایسا نہ کرے کہ سورج ڈھلنے کے بعد کسی کو اپنا نائب بنا کر کنکریاں مارنے کے لیے بھیج دے کیونکہ شرعی طور پر مطلوب یہ ہے کہ وہ خود اپنی عبادت کرے۔

روزانہ کنکریاں اٹھائے......

افضل یہی ہے کہ ہر دن کی کنکریاں الگ الگ اٹھائے' تمام دنوں میں ماری جانے والی کنکریاں اٹھانے اور ان کو محفوظ رکھنے کے لیے خود کو مشقت میں نہ ڈالتی رہے کیونکہ ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہو سکا' اس لیے افضل تو یہی ہے کہ روزانہ استعمال ہونے والی کنکریاں الگ الگ اٹھاتی رہے اور جمروں کی طرف جاتے ہوئے راستے سے پکڑ لیا کرے۔ لیکن اگر کوئی عورت یہ سمجھتی ہے کہ میں ان کو یکبارگی اٹھا کر جمع کر لوں تو میرے لیے آسانی ہوگی اور ایسا کرنے سے میرے ساتھ والے مجھ سے علیحدہ نہ ہوں گے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں اور اس سے کوئی مانع بھی نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنکریوں کا حجم

یہ کنکریاں چنے کے دانے سے کچھ بڑی ہونی چاہئیں' بعض کہتے ہیں کہ لوبیے کے دانے کے برابر ان کا حجم ہونا چاہیے[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری جاتی ہیں' اس دن صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا جبکہ آپ اونٹنی پر سوار تھے' فرمایا:

((اُلْقُطْ لِيَ الْحَصٰى))

''میرے لیے کنکریاں اٹھا۔''

میں نے آپ کے لیے سات کنکریاں اٹھائیں' جو کہ انگلیوں میں پکڑ کر پھینکی جا سکتی تھیں (جس طرح کہ غلیل کے ساتھ پھینکی جانے والی کنکریاں ہوتی ہیں) آپ ان کو ہتھیلی میں جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے:

((أَمْثَالَ هٰؤُلَاءِ فَارْمُوْا))

''ان جیسی کنکریوں سے رمی کیا کرو۔''

پھر فرمایا:

((اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَاِنَّهُ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ))

'''دین میں غلو کرنے اور حد سے تجاوز کرنے سے بچتے رہو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو بھی دین میں غلو کرنے کی بیماری نے ہلاک کر دیا تھا۔''[2]

ہر کنکری الگ الگ

ہر کنکری کو الگ الگ پے در پے مارنا چاہیے' ان سب کو ایک ہی دفعہ اکٹھے نہیں

---

[1] دیکھیے شوکانی کی نیل الاوطار: ج۵ ص۷۲

[2] سنن ابن ماجه' المناسك' باب قدر حصى الرمى ح:۳۰۲۹ (۲/ ۱۰۰۸) سنن النسائى' المناسك' باب التقاط الحصى ح:۳۰۵۷ (۵/ ۲۶۸) البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے السلسلة الصحيحة ج۵ ص۱۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارنا چاہیے اگر ایسا کر لیا تو صرف ایک کنکری شمار کی جائے گی۔[1]

اور یہ بھی لازمی ہے کہ کنکریوں کو پھینکا جائے اور اس ستون کو مارا جائے' اگر تم ان کو ویسے ہی وہاں گڑھے میں ڈال دو یا اس کے ساتھ ملا کر رکھ دو گی تو یہ عمل کفایت نہیں کرے گا۔[2]

دائیں ہاتھ سے کنکریاں مارنا

اور جس قدر ممکن ہو سکے یہ کنکریاں دائیں ہاتھ سے ماری جائیں کیونکہ یہ بھی تو ایک عبادت ہے اور تقرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

مقصود یہ ہے کہ کنکریاں اس گڑھے یعنی اس ستون والے مقام پر یا ایسی جگہ میں گریں جو ان کو جمع کرے خواہ نظر آنے والے وجود یعنی اس ستون کے ساتھ ٹکرائیں یا نہ ٹکرائیں' اس ڈھانچے کو کنکریاں مارنا مقصود نہیں جیسا کہ اکثر لوگ اعتقاد رکھتے ہیں پھینکی ہوئی جگہ اور نشانے پر کنکری کے لگنے کا یقین ہو جانا کوئی شرط نہیں بلکہ یہ غالب گمان ہی کافی ہے کہ وہ وہاں گری ہو گی۔ جب انسان صحیح جگہ کی طرف کوئی چیز پھینکتا ہے اور کنکری مارتا ہے تو اس کا غالب گمان یہی ہوتا ہے کہ وہ نشانے پر لگی ہو گی یا اس جگہ میں گری ہو گی جو اسے گھیرے گی تو اتنا ہی کافی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کنکری کا نشانے والی جگہ میں باقی رہنا شرط نہیں۔ پتھر کا وہاں سے لڑھک جانا اور اس میں گرنے کے بعد وہاں سے نکل جانے سے کچھ نقصان نہیں ہوتا۔[3]

---

[1] دیکھیے المجموع ج ۷ ص ۳۹۹ شوکانی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے تو اس سے یہ استدلال ہوا کہ ان جمروں کو کنکریاں یکبارگی نہیں بلکہ الگ الگ ایک ایک کر کے ماری جائیں کیونکہ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنا تبھی ممکن ہے جب الگ الگ ہوں۔ دیکھیے نیل الاوطار ج ۵ ص ۷۷ اور زاد المعاد ج ۲ ص ۲۸۵

[2] دیکھیے "المجموع" ج ۷ ص ۳۹۸

[3] دیکھیے "المجموع" ج ۷ ص ۳۹۸ اور دیکھیے الشیخ عبدالعزیز بن باز کی "التحقیق والایضاح" ص ۳۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنکریاں مارتے وقت ذکر الٰہی

ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر بھی کہنا چاہیے کیونکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرے کو سات کنکریاں ماریں آپ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر بھی کہتے تھے۔[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَرَمْیُ الْجِمَارِ لِاِقَامَۃِ ذِکْرِ اللّٰہِ))[2]

"بیت اللہ کا طواف' صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اور ستونوں کو کنکریاں مارنا صرف اور صرف اللہ کی یاد قائم کرنے کے لیے ہے۔"

کنکریوں کے علاوہ کسی چیز سے رمی کرنا

کنکریوں کے علاوہ کوئی چیز مثلاً لکڑی اور لوہا وغیرہ استعمال کرنا کفایت نہیں کرے گا خواہ وہ چیز کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو' مثلاً: سونا چاندی اور جواہرات ہیرے موتی وغیرہ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں ماری تھیں اور ادھر یہ حکم جاری کیا تھا کہ:

((لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِکَکُمْ))[3]

---

[1] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۱۸

[2] سنن ابی داؤد' المناسك باب فی الرمل ح:۱۸۸۸ (۲/ ۴۴۷)۔ جامع الترمذی' الحج' باب ما جاء فی کیف یرمی الجمار ح:۹۰۲' (۳/ ۲۶۴) ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور حاکم نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے مستدرک حاکم ج ا ص ۴۵۹ البتہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے دیکھیے ضعیف سنن ابی داؤد ح:۴۱۰ حرب کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ کیا واقعی اللہ اکبر کہنا چاہیے تو انہوں نے جواب دیا: ہاں ہر کنکری کے ساتھ ایک دفعہ اللہ اکبر کہنا چاہیے۔ میں نے پوچھا کنکری مارنے سے پہلے یا بعد میں؟ تو انہوں نے جواب دیا کنکری مارے اور اللہ اکبر کہہ دے دیکھیے شرح العمدہ ح ۲ ص ۵۳۰

[3] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۲۹۷۔ سنن ابی داؤد المناسك باب فی رمی الجمار' ح: ۱۹۷۰ (۲/ ۴۹۵) سنن النسائی' المناسك' باب الرکوب الی الجمار واستظلال المحرم' ح:۳۰۶۲ (۵/ ۲۷۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مجھ سے اپنے حج کے طریقے اخذ کر لو۔"

چند ضروری باتیں

① ساتوں کنکریاں پھینکنے میں زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی تینوں جمروں کو مارنے میں زیادہ وقفہ ہونا چاہیے۔

② کنکریاں پھینکتے وقت اس ستون کو کنکری مارنے کی نیت ہو۔ اگر کسی اور کو کنکری مارنے کا ارادہ کیا اور کنکری اس ستون والی جگہ میں گر پڑی تو یہ کفایت نہیں کرے گی، کیونکہ حدیث میں ہے:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ)) [1]

"عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

③ صحیح بات یہ ہے کہ جس کنکری کو ایک دفعہ پھینکا گیا ہو اس کے ساتھ دوبارہ بھی مارا جا سکتا ہے، اس لیے کوئی حرج نہیں کہ عورت اس گڑھے کے آس پاس گری ہوئی کنکریوں میں سے اٹھا لے جب تک اس کے پاس کنکریوں کی تعداد کم ہو۔

الشیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے منع ہونے پر اور کفایت نہ کرنے پر کوئی نص ثابت نہیں۔[2]

④ عید والے دن جمرہ عقبہ یعنی بڑے ستون کو کنکریاں مارنے کے بعد وہاں کھڑے ہونا درست ہے نہ کوئی دعا مشروع ہے۔

⑤ کنکریاں مارتے وقت ان ستونوں کی ترتیب مدنظر رہنی چاہیے، سب سے پہلے چھوٹے ستون کو پھر درمیانے ستون کو اور آخر میں بڑے ستون کو کنکریاں ماری جائیں اور اس ترتیب کو خراب نہ کیا جائے۔

---

[1] صحیح البخاری، بدء الوحی باب یکف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ح: ۱ (۱/ ۲)۔
صحیح مسلم، الامارۃ ح: ۱۹۰۷

[2] دیکھیے خالص الجمان ص ۲۳۵ اور البانی رحمہ اللہ کی حجۃ النبی ﷺ ص ۸۲ اور شیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کی "الشرح الممتع ج ۷ ص ۳۵۹ یہ موقف بھی ہے اور لوگوں کے لیے سہولت کا باعث بھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کو نائب بنانا

جو عورت ستونوں کو کنکریاں مارنے کے لیے کسی کو اپنا نائب بنائے اور کسی کے سپرد کرے تو اس میں افضل یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر "رمی" نہ کی جائے۔ اگر کوئی شخص اس کی طرف سے کنکریاں مار دے اور جب اسے پتہ چلے وہ اجازت بھی دے دے تو یہ اس عورت کے حق میں نافذ ہو جائے گا اور کفایت کرے گا۔

کنکریاں مارنے کے لیے اپنا وکیل اور ذمے دار حاجیوں کے علاوہ کسی اور کو نہ بنائے' نائب اور وکیل بنانے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ بھی حج کر رہا ہو۔

عید والے دن بھی جمرہ عقبہ کے لیے کسی کو وکیل اور ذمے دار بنانا جائز ہے اور باقی دنوں میں بھی درست ہے' لیکن جو عورت قوی اور طاقت ور' صحت مند بھی ہو تو وہ خود ہی کنکریاں مارے اور جو دن کے وقت زوال کے بعد کنکریاں نہ مار سکے تو وہ رات کو کنکریاں مار سکتی ہے۔[1]

نائب بننے والے کے لیے جائز ہے کہ ایک ہی جگہ کھڑے کھڑے اپنی طرف سے بھی کنکریاں مارے اور پھر اس نائب بنانے والے کی طرف سے وہیں کھڑے کھڑے کنکریاں مارے' پھر دوسرے ستون پر اور پھر تیسرے پر بھی یہی عمل دہرائے' اس پر یہ واجب نہیں کہ پہلے اپنی طرف سے تینوں ستونوں پر کنکریاں مکمل کرے اور پھر واپس لوٹ کر نائب بنانے والے کی طرف سے ایسا کرے' علماء کے اس بارے میں دو قول ہیں جو ہم نے لکھا ہے یہی راجح اور زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس کے خلاف کوئی دلیل نہیں اور پہلے اپنی کنکریاں مکمل کرکے بعد میں دوسرے کی طرف سے کنکریاں مارنے پر کوئی دلیل بھی ثابت

---

[1] دیکھیے الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کی "فتاوی مهمة تتعلق بالحج والعمرة" ص ۴۴ ہجوم کی شدت مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونا' دھکم پیل تک نوبت آنا' مردوں کی پریشانی اور قابل ستر اعضاء کے کھل جانے کا اندیشہ یہ سب چیزیں دلالت کرتی ہیں کہ عورت کا کسی کو اپنا نائب بنانا جائز ہے اسی طرح جو عورت حاملہ ہو اور ازدحام میں پھنس کر حمل ساقط ہونے کا اندیشہ محسوس کرے یا وہ عمر رسیدہ ہو تو اس کے لیے بھی نائب بنانا جائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں اور پھر اس طرح مکمل کر کے دوبارہ واپس آنے میں تو بہت مشقت اور تنگی ہے' جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج: ۲۲/ ۷۸)

''اور اللہ نے تم پر تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔''

اور فرمان نبوی ہے:

((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا))

''آسانی کرو تنگی نہ کرو۔''

اور پھر صحابہ کرام اپنے بچوں' بوڑھوں اور عاجز افراد کی طرف سے ایسا کیا کرتے تھے لیکن کسی سے یہ تنگی والا طریقہ منقول نہیں ہوا۔[1]

کیا یہ درحقیقت شیطان ہیں؟

بعض لوگ ان ستونوں کو شیطان سمجھتے ہیں اور وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم شیطانوں کو کنکریاں مار رہے ہیں اور پھر بعض شدت غیرت سے جوتا اتار کر اسے مارتے ہیں اور بڑے غصے اور سختی سے اسے چوٹیں لگاتے ہیں' یاد رکھیے کہ یہ اعتقاد بالکل ہی بے بنیاد ہے۔

کون سی دعاء......

ایام تشریق میں ستونوں کو کنکریاں مارتے وقت پہلے دونوں کے پاس دعاء مانگی جاتی ہے لیکن کوئی خاص دعاء اس موقع کے لیے ثابت نہیں' اس لیے جو چاہو دعاء مانگ سکتی ہو۔[2]

---

[1] دیکھیے الشیخ عبدالعزیز بن باز کی ''التحقیق والایضاح'' ص۴۴ حدیث کا حوالہ صحیح البخاری' الادب' باب قول النبی ﷺ یسروا ولا تعسروا' ح: ۶۱۲۵ (۷/ ۱۳۳) یہ انسؓ سے مروی ہے۔

[2] ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے حج میں چھ مواقع پر دعاء ثابت ہے (۱) صفا پر (۲) مروہ پر (۳) عرفہ میں (۴) مزدلفہ میں (۵) پہلے جمرہ کے پاس (۶) دوسرے جمرہ کے پاس۔ زاد المعاد ج۲ ص۲۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۸

حج کا آخری مرحلہ

طواف الوداع

حج کے لیے آنے والا اپنے حج کو مکمل کر چکا ہے لیکن اب مکے سے رخصت ہوتے وقت اسے آخری طواف کا حکم بھی دیا گیا ہے' اسے ''طواف وداع'' کہتے ہیں۔

اس کا حکم

یہ واجب ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ اِلَّا أَنَّهُ خَفِّفَ عَلَى الْحَائِضِ))[1]

''لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس ہو (یعنی طواف کر کے جائیں) البتہ صرف حیض والی عورت سے تخفیف کی گئی ہے۔''

تعجیل اور تاخیر

منیٰ میں ایام تشریق مکمل بھی گزارے جا سکتے ہیں' اسے ''تاخیر'' کا نام دیا جاتا ہے' اور صرف دو دنوں پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے' اسے ''تعجیل'' کا نام دیا گیا ہے۔ دونوں درست ہیں لیکن ''تاخیر'' افضل ہے' تعجیل کی نسبت تاخیر کا درجہ زیادہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ''تاخیر'' سے کام لیا تھا اور ویسے بھی زیادہ تر عمل اسی پر ہے۔

جو عورت تعجیل کا ارادہ رکھتی ہے اسے چاہیے کہ تیسری رات شروع ہونے سے پہلے

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب طواف الوداع' ح:۱۷۵۵ (۲/۲۳۹)' صحیح مسلم' الحج' ح:۱۳۲۸'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے منیٰ سے نکل آئے' غروب آفتاب کے وقت منیٰ میں نہ ہو' تا کہ اس پر یہ صادق آسکے کہ وہ دو دن میں نکل آئی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جس شخص کی منیٰ میں موجودگی کے وقت ایام تشریق کے درمیانی دن کا سورج غروب ہو گیا تو وہ اس وقت تک وہاں سے باہر نہ نکلے جب تک کہ اگلے دن تینوں جمروں کو کنکریاں نہ مار لے۔[1]

البتہ جو لوگ اپنا سامان اٹھا چکے ہوں' خیمے کھول چکے ہوں اور سواری پر بیٹھ چکے ہوں لیکن ٹریفک کے ہجوم کی وجہ سے' جیسا کہ دور حاضر میں ہے' وہ ابھی منیٰ سے نکلنے بھی نہ پائے ہوں کہ سورج غروب ہو جائے تو ان کے لیے اجازت ہے کہ وہ اپنا سفر جاری رکھیں کیونکہ وہ جان بوجھ کر نہیں رکے' مجبوراً رکے ہوئے ہیں جبکہ وہ سفر میں مشغول ہو چکے ہوتے ہیں۔

نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر وہ سفر شروع کر دے اور جب سورج غروب ہوا اس وقت وہ منیٰ کے اندر ہی ہو' ابھی اس سے نکلا نہ ہو' تو ایسے شخص کے لیے اجازت ہے کہ وہ اپنا سفر جاری رکھے' اس کے لیے وہاں رات گزارنا لازمی ہے نہ ہی اگلے دن کنکریاں مارنا لازم ہے' یہی درست مذہب ہے اور جمہور علماء نے بھی اس کا قطعی فیصلہ کیا ہے۔[2]

تعجیل کرنا اہل مکہ کے لیے بھی جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے عام الفاظ استعمال کیے ہیں جو اہل مکہ کو بھی شامل ہیں' فرمایا:

﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۰۳)

''تو جو شخص بھی دو دنوں میں جلدی کرنا چاہے اس پر کوئی گناہ نہیں۔''

جب مکہ مکرمہ سے نکلنے کا ارادہ کرے تو الوداعی طواف کیے بغیر نہ جائے' عبداللہ بن

---

[1] مؤطا اما مالک الحج' باب رمی الجمار ج۱ ص۴۰۷ بیہقی کی السنن الکبریٰ' الحج' من غربت له الشمس یوم النفر الاول بمنی اقام حتی یرمی الجمار یوم الثالث بعد الزوال ج۵ ص۱۵۲ اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی ماصح من آثار الصحابة فی الفقه: ج۲ ص۸۴۴

[2] دیکھیے ''المجموع'' ج۸ ص۲۲۷ اور اللجنة الدائمة کا فتویٰ نمبر ۲۳۴۶ بھی یہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ ہر جانب واپس لوٹ رہتے تھے کہ آپ نے فرمایا:

((لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدُكُم حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ))[1]

''تم میں سے کوئی بھی واپس نہ جائے حتی کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس ہو یعنی طواف کرے۔''

طواف الوداع اور حائضہ عورت

پیچھے شروع باب میں حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ جو عورت حیض میں مبتلا ہو جائے اس پر طواف الوداع لازم نہیں اور وہ حیض ختم ہونے تک انتظار کیے بغیر جا سکتی ہے[2] اور اسے دوبارہ واپس آ کر قضاء دینا بھی لازم نہیں خواہ پاک ہو بھی جائے' ہاں اگر مکے سے نکلنے سے پہلے پہلے حیض ختم ہو جائے تو پھر اس کے لیے یہ طواف لازم ہو جائے گا۔ نفاس میں مبتلا عورت بھی حیض والی کے حکم میں ہے اور اس پر طواف الوداع لازم نہیں۔

نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن منذر نے کہا کہ عام اہل علم کا یہی مذہب ہے جن میں امام مالک' اوزاعی' ثوری' احمد' اسحاق' ابوثور اور ابوحنیفہ وغیرہ رحمہم اللہ شامل ہیں[3]

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فقہاء امصار کا یہی موقف ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ نفاس والی عورت کا حکم حیض والی عورت کی طرح ہے کیونکہ کسی چیز کے واجب ہونے اور کسی چیز کے ساقط ہونے میں نفاس کے تمام احکام حیض ہی کی طرح ہیں۔[4]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسی عورت حرم کے دروازے کے پاس ٹھہرے اور دعاء کرے یہ نہایت واضح غلطی ہے' اس پر کوئی دلیل نہیں' البتہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے کہ جب آپ کو بتایا گیا کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض شروع ہو گیا ہے تو آپ نے انہیں فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم' الحج ح:۱۳۲۷ سنن ابی داؤد المناسك' باب الوداع ح: ۲۰۰۲ (۲/ ۵۱۰) سنن ابن ماجه المناسك باب طواف الوداع ح: ۳۰۷۰ (۲/ ۱۰۲)

[2] جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آیا (ابھی چند سطروں کے بعد اس کا حوالہ آ رہا ہے)

[3] دیکھیے ''المجموع'' ج۸ ص ۲۸۱

[4] دیکھیے ''المغنی'' ج۳ ص ۴۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلْتَنفِرُوْ یعنی اسے چاہیے کہ سفر شروع کر دے۔[1]

دیکھ لیجیے کہ اس عورت کو جو تمام عورتوں کے لیے ام المؤمنین ہونے کے ناطے نمونہ بھی ہے' اسے حکم دیا گیا کہ سفر شروع کر دے' یہ حکم نہیں دیا کہ مسجد کے دروازے کے پاس ٹھہر جائے۔

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن منذرؒ نے کہا کہ اکثر فقہائے امصار کا یہی مذہب اور رائے ہے کہ جس حیض والی عورت نے طواف افاضہ کر لیا ہو اس پر طواف الوداع لازمی نہیں ہے۔[2]

طواف الوداع دوبارہ پھر......

جو عورت طواف الوداع کرنے کے بعد مکہ میں ٹھہر جائے' خواہ کافی عرصہ یا تھوڑا عرصہ' تو اس پر طواف الوداع دوبارہ کرنا لازم ہے۔ البتہ عطاء رحمہ اللہ نے اس میں سے ایک صورت مستثنیٰ کی ہے اور وہ یہ کہ جانے کا ارادہ تو پختہ ہے لیکن کوئی مجبوری واقع ہو جائے مثلاً اپنی جماعت اور گروپ کا انتظار کر رہی ہو یا خرید و فروخت کر رہی ہو اور وہ مکے سے نکلنے کے راستے میں ہو۔ اس طرح وہ بھی مستثنیٰ ہے جو اپنی سواری کی خرابی دور کرنے کے لیے رک جائے یا سامان باندھنے اور اکٹھا کرنے کیلئے اسے کچھ دیر رکنا پڑے' اس طرح وہ عورت جو اپنے اہل و عیال یا کسی ساتھی کو ڈھونڈ رہی ہو' ہجوم میں اس کا پتہ نہ چل رہا ہو تو وہ اس کی تلاش میں رک جائے۔ اس طرح کا کوئی بھی عذر واقع ہو تو رکنا جائز ہے اور طواف الوداع دوبارہ نہیں کرنا پڑے گا اور جیسے ہی عذر ختم ہو وہ اپنا سفر شروع کر دے۔

جو عورت دو یا تین گھنٹے ٹھہرے' اس قلیل وقت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔[3]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب الزیارۃ یوم النحر ح: ۱۷۳۳ صحیح مسلم الحج ح: ۱۲۱۱ سنن ابن ماجہ المناسک باب الحائض تنفر قبل ان تودع ح: ۳۰۷۲ (۲/ ۱۰۲۱)

[2] دیکھیے فتح الباری ج۳ ص۶۸۶

[3] دیکھیے "فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ" ج۱۱ ص۲۷۶ فتوی نمبر ۱۰۸۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں: لیکن اگر وہ اپنی کوئی خاص حاجت پوری کر رہا ہو' یا طواف الوداع کے بعد راستے میں کچھ خرید رہا ہو' یا جس مکان میں پڑاؤ ڈالا ہو وہاں سے سواری پر سامان رکھنے کے لیے اس گھر میں داخل ہو یا اس طرح سفر کے لیے چلتے وقت کا کوئی مرحلہ ہو۔ جس کی وجہ سے اسے الوداعی طواف کے بعد رکنا پڑے تو اس پر طواف الوداع لوٹانا لازم نہیں۔[1]

آب زم زم ساتھ لانا

اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ اپنے ساتھ جتنا آب زم زم اٹھا سکے' لے جائے تا کہ اس کے ساتھ تبرک حاصل کرے' خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے اپنے ساتھ برتنوں اور مشکیزوں میں ڈال کر لے جاتے تھے اور یہ پانی بیماروں پر انڈیلتے اور ان کو پلایا کرتے تھے۔[2]

بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے پہلے مدینہ میں ہوتے تھے تو آپ سہیل بن عمرو کی طرف یہ پیغام بھیجتے کہ ہماری طرف آب زم زم کا تحفہ بھیجو' وہ سہیل اس پیغام کو پس پشت پھینکنے کے بجائے دو مشکیزے بھر کر بھجوا دیتا۔[3]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آب زم زم ساتھ لے جاتیں اور بتایا کرتی تھیں کہ رسول

---

[1] دیکھیے "فتاوی ابن تیمیہ" ج۲۶ ص۱۴۲

[2] دیکھیے بیہقی کی السنن الکبریٰ الحج' باب الرخصة فی الخروج بما زمزم ج۵ ص۲۰۲ اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے السلسلة الصحیحة ح: ۸۸۳

[3] البانی رحمہ اللہ مناسك الحج والعمرة ص۴۳ پر کہتے ہیں کہ اسے بیہقی نے جید سند کے ساتھ بیان کیا ہے یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دیکھیے السنن الکبریٰ الحج باب الرخصة فی الخروج بماء زمزم ج۵ ص۲۰۲ پھر وہ کہتے ہیں کہ اس کا ایک مرسل شاہد بھی صحیح سند سے موجود ہے دیکھیے مصنف عبدالرزاق الحج' باب حمل زمزم ح: ۹۱۲۷ (۵/۱۱۹) اور ابن تیمیہ نے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ سلف صالحین اسے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ دیکھیے سلسلة الاحادیث الصحیحة ج۲ ص۵۷۲' ۵۷۳ پھر البانی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کی سند جید ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کا بھی معمول تھا کہ آپ پانی ساتھ لے جاتے۔[1]

طواف سے فارغ ہو کر باہر کیسے نکلے۔

مسلمان عورت کو چاہیے کہ طواف الوداع سے فارغ ہو کر جب مسجد سے باہر نکلنا چاہیے تو الٹے پاؤں نہ نکلے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب واپس مڑنا چاہے تو وہاں ٹھہرے نہ جھانکے اور نہ الٹے قدموں باہر آئے بلکہ اسی طرح نکلے جس طرح لوگ نمازوں کے بعد مسجدوں سے نکلا کرتے ہیں۔[2]

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ یہ ایجاد کردہ بدعتوں میں سے ایک ہے۔[3]

ایسا کرنے والوں سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے اور ان کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آنا چاہیے بلکہ مسجد سے نکلتے وقت دروازے کے رخ سیدھی عام حالت پہ چلتی آئے، بایاں پاؤں پہلے باہر نکالے یہی سنت نبوی ہے جیسے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہو چکا ہے۔[4]

مسجد سے نکلتے وقت کہے:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ)) [5]

---

[1] جامع الترمذی، الحج، باب نمبر ۱۱۵ مستدرك حاكم، المناسك ج۱ ص۴۸۵ بیھقی کی السنن الکبریٰ، الحج باب الرخصة فی الخروج بماء زمزم ج۵ ص ۲۰۲ اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی ح:۷۶۹

[2] دیکھیے "فتاویٰ ابن تیمیه" ج۲۶ ص ۴۳

[3] دیکھیے "التحقیق والایضاح" ص۵۱

[4] مستدرك حاکم الصلاة، ج۱ ص۲۱۸ امام حاکم نے کہا کہ یہ صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر ہے۔ ذہبی نے ان کی تائید کی ہے بیھقی الصلاة، باب ما یقول اذا دخل المسجد ج ۲ ص ۴۴۲ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے السلسلة الصحیحة ح:۲۴۷۸

[5] سنن ابی داؤد الصلاة، باب فی ما یقوله الرجل عند دخول المسجد ح:۴۶۵ (۱/ ۳۱۸) سنن ابن ماجه، المساجد والجماعات باب الدعاء عند دخول المسجد ح:۷۷۲ (۱/ ۲۵۴) البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے دیکھیے صحیح الجامع ح:۵۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرما' اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتی ہوں۔''

طواف الوداع کرنے والے کے لیے یہ لازمی نہیں کہ وہ ''باب الوداع' میں سے باہر آئے اور نہ ہی آنے والے کے لیے ''باب السلام'' سے داخل ہونا لازمی ہے۔[1]

جب حج کرنے والی کا طواف افاضہ مؤخر ہو جائے اور وہ واپس جاتے وقت طواف الوداع کے ساتھ طواف افاضہ کر لے تو یہ جائز ہے لیکن اسے چاہیے کہ طواف افاضہ کی نیت ضرور کرے کیونکہ طواف افاضہ رکن ہے اور طواف الوداع واجب ہے اور جو واجب کام ہوتا ہے وہ رکن کے اندر مدغم اور شامل ہو جاتا ہے۔ مطلب کہنے کا یہ ہے کہ طواف افاضہ اور طواف الوداع دونوں کی ادائیگی کے لیے صرف ایک طواف کر سکتی ہے لیکن نیت صرف ''افاضہ'' کی کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ دونوں کی اکٹھی نیت کرے۔ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں البتہ صرف طواف الوداع کی نیت نہ کرے کیونکہ اگر یہ نیت ہو گی تو پھر طواف افاضہ رہ جائے گا کیونکہ اس کی نیت ہی نہیں کی اور وہ رکن ہے' واجب کی ادائیگی سے رکن کی ادائیگی نہیں ہو سکتی اور فرمان نبوی ہے:

((اِنَّما الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات))[2]

www.KitaboSunnat.com

''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

واپسی کے دوران ذکر الٰہی

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ سے یا حج سے یا عمرے سے واپس لوٹ رہے ہوتے تو پھر زمین کی ہر بلند سطح یعنی ٹیلے وغیرہ پر تین دفعہ

[1] دیکھیے ''فتاوی اللجنة الدائمة'' ج۱۱ ص۲۹۹ فتوی نمبر ۴۴۴۸

[2] دیکھیے صحیح البخاری بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ح۱ (۱/ ۳)
صحیح مسلم الامارة ح:۱۹۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اکبر کہتے اور یہ دعاء پڑھتے:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اٰئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ))[1]

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہت' اور اسی کے لیے ہر تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے' ہم لوٹنے والے' توبہ کرنے والے' عبادت کرنے والے' سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں' اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا' اپنے بندوں کی مدد کی اور اس اکیلے نے تمام لشکروں کو شکست فاش سے دو چار کیا۔''

وطن واپس پہنچ کر......

جو عورت اپنے وطن واپس پہنچ جائے اسے اس نعمت الٰہی کی تکمیل پر اللہ کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے اور یہ جان رکھنا چاہیے کہ یہ اس پر اللہ کا فضل ہوا تھا کیونکہ جس عبادت کی ادائیگی کا اسے موقع ملا اس سے بے شمار دوسرے افراد محروم ہیں' تو یہ فضل الٰہی تھا کہ اسے توفیق مل گئی۔ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ بعض حجاج کرام جب اپنے وطن واپس لوٹتے ہیں تو لوگوں کو یوں محسوس کراتے ہیں کہ جیسے ایک معرکے سے واپس آئے ہیں اور اسے قوی طاقتور جسموں والے ہی ادا کر سکتے ہیں اور ایسی عجیب وغریب باتیں بتاتے ہیں کہ بسا اوقات کسی مسلمان مرد و عورت کو اسلام کے اس عظیم رکن سے روک دیتے ہیں' لہٰذا اس طرح کی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مسلمان عورت کو چاہیے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے' اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کرے

[1] صحيح البخاري' العمرة باب ما يقول اذا رجع من الحج او العمرة او الغزو ح:١٧٩٧ (٢/ ٢٤٧) یہ لفظ بخاری ہی کے ہیں' صحيح مسلم الحج' ح:١٣٤٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آئندہ ساری زندگی اس کی اطاعت کرے گی' اس کے احکام پر عمل کرے گی اور اس کے منع کردہ کاموں سے اجتناب کرے گی کیونکہ حج گناہوں کی مغفرت کا موقع ہوتا ہے اور ہر شخص کے لیے یہ غالب گمان ہو سکتا ہے کہ اس کے گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ اب گزشتہ زندگی کی صفائی' وطہارت کرنے کے بعد آئندہ زندگی میں نئے حالات پیدا کرے اور ہر برائی سے پرہیز کرے جس میں اپنے خاوند یا کسی رشتہ دار یا اولاد کے ساتھ ملوث تھی ان سب گناہوں سے کنارہ کش ہو کر بارگاہ الٰہی کی طرف متوجہ رہے۔

جب رسول اکرم ﷺ اپنے وطن اور اہل وعیال کے پاس پہنچتے تو خوشی اور مسرت کا سماں ہوتا' آپ بھی مسرور ہوتے اور آپ کا استقبال بھی اسی طرح ہوتا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ))[1]

''جب نبی ﷺ مکہ پہنچے تو آپ کے خاندان بنو عبدالمطلب کے چھوٹے چھوٹے بچوں نے آپ کا استقبال کیا تو آپ نے ایک کو اپنے آگے سواری پر بیٹھا لیا اور ایک کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔''

---

[1] صحیح البخاری العمرۃ' باب استقبال الحاج القادمین والثلاثۃ علی الدابۃ ح: ۱۷۹۸۔ (۲/ ۲۴۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواف الوداع کے بعد ذہنی کیفیت

قابل احترام معزز بہن!

بیت اللہ سے الوداع ہوتے وقت یہ دعاء مانگ کہ اللہ! یہ تیرے گھر کی آخری ملاقات ہی نہ ہو دوبارہ پھر موقع عطاء فرما' اس سے قبولیت کی دعاء بھی کر اور اس سے درخواست کر کہ تیرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔

حج تیرے لیے ایک عظیم درس گاہ تھی کیا تو نے اس سے نفع بخش علم سیکھا؟

دوران حج تجھے حجر اسود کے پاس جا کر اسے بوسہ دینے سے روکا گیا' مسجد میں بھیڑ کی صورت میں خانہ کعبہ کے ساتھ مل کر طواف سے منع کیا گیا...... خالص توحید کا تلبیہ بلند آواز سے نہ پڑھنے کا حکم دیا گیا...... حالت احرام میں خوشبو حرام کی گئی تا کہ لوگوں کے اس عظیم اجتماع میں تو مسجد میں سونگھی جائے نہ میدان منیٰ و مزدلفہ اور عرفات میں محسوس کی جا سکے...... تجھے طواف کے دوران رمل کرنے (دوڑ کر تین چکر لگانے) سے اور صفا و مروہ میں سعی کرتے ہوئے دوڑنے سے اجتناب کا حکم ہوا' تا کہ تیرا ستر اور پردہ خلل کا شکار نہ ہو......

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے پانچوں رکن کی ادائیگی کی حالت میں اور حج کے دنوں میں یہ احکامات جاری ہوئے اور تجھے کچھ سعادتوں سے پرہیز کرایا گیا' آخر کیوں؟...... اللہ کی قسم! صرف اور صرف اس لیے کہ تیرے عفت و عصمت اور عزت و ناموس کی حفاظت ہو' تیری عزت کا دفاع ہو' تو لوگوں کے لیے استہزاء نہ بنے اور تیرا پردہ بحال و برقرار رہے......

لیکن آخر کیا وجہ ہے کہ تو نے وطن واپس آتے ہی اس پردے کو چاک کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے اور تو اس حفاظت کو چکنا چور کر دینا چاہتی ہے؟ باقی سارا سال حج کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کیوں؟......

آخر اب کیوں تو اپنی آواز تمام سامعین مردوں تک پہنچاتی ہے؟ اپنا جسم (چہرہ وغیرہ) تمام ناظرین کے لیے کھلا رکھتی ہے؟ ہر دور ونزدیک والے کے لیے تو ایک دلچسپ چیز بن رہی ہے۔ آخر اس پردے کے معاملہ میں اس قدر پستی اور تنزلی کیوں؟......

اس اللہ کو یاد کر جو پورے سال کا رب ہے' جو ہر سال کا رب ہے' جو تمام لوگوں کا پروردگار ہے.... تھوڑی سی یہ سوچ اور فکر تجھے راہ راست پر ڈال دے گی۔

معزز بہن...... جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ))[1]

''تو اللہ (کے دین) کی حفاظت کر' وہ تیری حفاظت کرے گا۔''

اس فرمان مصطفیٰ کے پیش نظر تو بھی اللہ کے احکامات کی تعمیل کر اور وہ تجھے دنیا و آخرت کی سعادت سے نوازے گا۔

عمر کیا ہے...... ایک مختصر سا وقت ہے پھر تو بھی مُردوں میں شمار ہوگی اور اس ذات کے روبرو حاضر ہوگی جو

﴿إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ﴾ (الاعلیٰ: ۸۷/ ۷)

''بلاشبہ وہ ہر کھلی اور پوشیدہ بات کو جانتا ہے۔''

لہٰذا اے اسلام کی بیٹی!...... اپنی حج سے واپسی کو کسی عام سفر سے واپسی خیال نہ کر۔ اسے ایسی واپسی بنا جو محبت الٰہی اور حب رسول سے بھرپور ہو' اسے اپنے دین کی واپسی کی کوشش کا ذریعہ بنا' اس سے فخر محسوس کر اور جو تجھے اس سے روکنا چاہتا ہے اس کی طرف نظر التفات بھی نہ کر اور حب الٰہی و حب مصطفیٰ کے جذبے سے سرشار ہو کر یوں گنگنا:

---

[1] جامع الترمذی' صفة لقياة باب ولكن يا حنظلة ساعة وساعة ح:۲۵۱۸ (۷/ ۳۰۳) ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور حاکم نے اسے ابن عباس سے روایت کیا ہے دیکھیے مستدرك حاكم معرفة الصحابة ج ۳ ص ۵۴۱ البانی ؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے دیکھیے سنن الترمذی ح: ۲۰۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِمَّا زَادَنِی شَرَفًا وَتِیهًا وَکِدْتُ بِأَخْمَصِی أَطَأُ الثُّرَیَّا

''اور ان چیزوں میں سے جنہوں نے مجھے شرف اور فخر میں بڑھایا اور میں قریب تھی کہ اپنے پاؤں سے ثریا ستارے کو روند ڈالوں۔''

دُخُولِی تَحْتَ قَوْلِكَ یَا عِبَادِی وَأَنْ صَیَّرْتَ أَحْمَدَ لِی نَبِیًّا

''ایک یہ چیز ہے کہ میں اے اللہ! تیرے فرمان ''یا عبادی'' (اے میرے بندو) میں شامل ہوں اور دوسرا یہ کہ تو نے احمد مجتبیٰ کو میرا نبی بنا دیا۔''

فللّٰه الحمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۹

حج نبوی اور تہذیب نسواں کے دس پہلو

یہ اٹل حقیقت مشہور و معروف ہے کہ حیات نبوی بڑے بڑے عظیم پند و نصائح اور سبقوں سے معمور و بھرپور ہے' آپ کی زندگی درحقیقت ایک تربیت نبوی ہے کہ جس کے ساتھ اگر کوئی رہنمائی حاصل کرنا چاہے تو اسے ضرور صراط مستقیم کی طرف راستہ دکھلا دیا جاتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ (النور: ۲۴/ ۵۴) ''اگر تم ان کی اطاعت کرو تو ہدایت پاؤ گے۔''

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نے اس حقیقت کو سمجھ لیا اور اس سے روشناس ہو گئے تو انہوں نے آپ کی زندگی کے ہر معاملے میں آپ کی بڑھ چڑھ کر اتباع کی' آپ کا قول ہو یا عمل وہ اس پر مر مٹتے تھے اور فوراً اسے عملی جامہ پہناتے تھے۔ اس کے مدنظر صحابہ کرام نے آپ کے حج کا بغور معائنہ کیا اور آپ کی ایک ایک نقل و حرکت ذہن میں اتاری اور اسے خوب اہمیت دیتے ہوئے بعض صحابہ کرام تو آپ کے حج سے فوائد و احکام اور سبق و نصیحت تلاش کرنے میں بہت جستجو کرتے نظر آئے۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں: ابن عمر' ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم کو حج نبوی کا سب سے زیادہ علم تھا۔[1]

اس سلسلے میں اس رسالے کے اختتام پر میں دلی تمنا رکھتا ہوں کہ مسلمان ماؤں' بہنوں کے سامنے حج رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نصیحت آموز اسباق اور پند و نصائح ذکر کروں اور میں صرف ان پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا جو عورت کے ساتھ خاص ہوں گے ورنہ تو سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا چشمہ ہے جس سے اسباق و نصائح کا پانی ہمیشہ بہتا رہتا ہے' میں صرف دس پہلو ذکر کر رہا ہوں' اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ پر قائم دائم رکھے۔

[1] دیکھیے ''فتاویٰ ابن تیمیہ'' ج۲٦ ص۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی تعلیم اور دعوت میں عورت کا کردار

عورت یہ خیال نہ کرے کہ دین الٰہی صرف مرد کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ پیغام الٰہی اور رسالت محمدی ہر مرد و عورت اور چھوٹے بڑے کے لیے یکساں ہے بلکہ انسانوں کے ساتھ ساتھ جنوں کے لیے بھی ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۝﴾ (الذاريات : ۵۱/ ۵۶)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا''

لہٰذا معزز بہن اور اسلام کی بیٹیاں یہ تصور نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام اور دین کو اس کے بندوں تک پہنچانا صرف مبلغین' شیوخ و اساتذہ اور ائمہ مساجد کی ذمہ داری ہے بلکہ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اس کی ذمے داری بھی ان سے کچھ کم نہیں اور اس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ کے حج میں سب کے سامنے آ گئی۔

ہوا یوں کہ عرفہ کا دن تھا' لوگ ایک معاملے میں الجھ گئے' معاملہ چونکہ مخفی تھا' اس لیے شک کی بنا پر مختلف آراء قائم ہو رہی تھیں تو یہ صورت حال دیکھ کر ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے اس گتھی کو سلجھا دیا' لوگ اس شک میں تھے کہ آج آپ نے نو ذوالحجہ کا روزہ رکھا ہے یا نہیں...... بس چند لمحات میں لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اس شک کو رفع کر دیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے ایک صنف نازک عورت ذات کا ذہانت آمیز طریقہ کار دیکھا کہ عقل و شعور والے بھی انگشت بدنداں رہ گئے ہوں گے۔

سیدہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا اس واقعے کو یوں بیان کرتی ہیں:

((اِنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَصَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلَتْ اِلَيْهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيرٍ فَشَرِبَهُ))[1]

''عرفہ کے دن کچھ لوگوں نے ان کے پاس نبی اکرم ﷺ کے روزہ کے متعلق اختلاف کیا، کچھ نے کہا کہ آپ روزہ سے ہیں، کچھ نے کہا کہ نہیں تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے دودھ کا ایک پیالہ آپؐ کی طرف بھیجا آپ اونٹ پر سوار تھے اور اسی حالت میں عرفہ کا وقوف کر رہے تھے، آپ نے اسے نوش فرمالیا۔''

تو سب کے سامنے واضح ہوگیا کہ جب آپ نے دودھ پی لیا تو روزہ کہاں؟ اور اس اختلاف کو ایک عورت نے اپنی فہم وفراست سے حل کیا۔

اسی طرح اہل علم پر کچھ مخفی نہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حج نبوی کے حالات ومشاہدات بیان کرنے میں کس قدر حصہ لیا بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حجۃ الوداع کی احادیث کا ایک مجموعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے ہم تک پہنچا۔ حالانکہ اس حج میں آپ کے ہمراہ حج کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے کہیں زیادہ تھی لیکن اس کے تفصیلی حالات کے بیان میں ایک عورت یعنی ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کس طرح پیش پیش رہیں اور احکام حج کی وضاحت کرتی رہیں اور امت محمدیہ کے گوش گزار کرتی رہیں کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ جو کچھ میں رسول اللہ ﷺ سے نقل کرکے امت کو بیان کروں گی وہ ایک سنت ہو گا جس کی پیروی کی جائے گی اور وہ طریقہ ہوگا جس کے اوپر چلا جائے گا اگر بیان نہ کیا تو امت حقائق سے محروم رہے گی۔

اس لیے اسلام کی ان عظیم عورتوں نے اسلام کی دعوت گھر گھر پہنچانے کے لیے اپنی ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات سے لوگوں کو بہرہ ور کیا اور علم نبوی کی تعلیم دی۔

---

[1] صحیح البخاری، الحج، باب الوقوف علی الدابة بعرفة ح:۱۶۶۱ (۲/ ۲۱۲)، صحیح مسلم، الصیام ح:۱۱۲۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت الٰہی کے لیے اولاد کی تربیت

مسلمان عورت کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کے کردار کو سنوارے' ان کی تربیت اس طرح کرے کہ وہ عبادت الٰہی سے محبت کرنے لگیں' اور اپنے خالق کے سامنے خود کو جھکائے رکھیں اور عجز وانکسار کے پیکر بنیں۔

اگر کوئی عورت اس جانب توجہ دے اور اس عظیم مقصد کے حصول میں ہر ممکن تگ و دو اور کوشش کرے تو وہ ایک عظیم خیر و بھلائی کا ذریعہ حصول ثابت ہو گی' کیونکہ جب نئی نسل تربیت یافتہ ہو گی اور اصلاح معاشرہ پر توجہ مرکوز رکھنے والی ہو گی تو خاندان بھی سعادت مند ہو جائے گا' اور معاشرے میں فساد کے دروازے بند ہو جائیں گے' اور یہ اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب اولاد کی تربیت تعلیمات الٰہی اور آسمانی رہنمائی کے مطابق دائرہ شریعت میں رہ کر کی جائے گی۔ اس کے ساتھ یعنی تربیت اسلامی کے ساتھ' فساد والدین کی نافرمانی' نعمتوں کا ضائع کرنا' اور دوسری بڑی بڑی خرابیوں پر قابو پا لیا جائے گا۔ اور دینی تعلیمات کے آثار بچوں کو ان خرابیوں سے بچا لیں گے۔

اور اس کے ساتھ یہ عظیم فائدہ بھی والدین کے سامنے ہونا چاہیے کہ اگر اولاد اصلاح پسند اور نیکی و اچھائی سے آراستہ ہو گی تو والدین کو کس قدر فائدہ حاصل ہو گا حتی کہ موت کے بعد بھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ))[1]

---

[1] صحیح مسلم' الوصیة ح:۱۶۳۱ سنن ابی داؤد' الوصایا' باب ما جاء فی الصدقة عن المیت ح:۲۸۸۰' ۳/ ۳۰۰؛ جامع الترمذی الأحکام' باب فی الوقف ح:۱۳۷۶/ (۵/ ۶۵) سنن النسائی' الوصایا باب فضل الصدقة عن المیت ح:۳۶۵۱ (۶/ ۲۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال اس سے منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین چیزیں (ایسی ہیں جن سے ثواب جاری رہتا ہے) ① صدقہ جاریہ ② ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو۔ ③ نیک اولاد جو اس کے لیے دعاء کرتی ہو۔"

اس حدیث سے پتہ چلا کہ نیک اولاد والدین کا ایسا عمل ہے جس کا نفع ان کو موت کے بعد بھی ملتا رہے گا اور اولاد نیک تبھی ہو سکتی ہے جب اس کو اطاعت الٰہی کی پابندی کرائی جائے اور معصیت الٰہی سے اجتناب کرنے کا عادی بنایا جائے اور اس لیے والدین کی ذمہ داری اور خصوصاً ماں کی تو بہت ہی بڑی ذمہ داری ہے۔

اب تو کیوں نہیں چاہتی کہ تیری اولاد خواہ مذکر ہے یا مونث وہ تیرے لیے بھی ایسی نیکیاں ثابت ہو جن کا صلہ تیری موت کے بعد بھی جاری رہے؟ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

((اِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهٗ فِی الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَنّٰی هٰذَا؟ فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ))[1]

"بے شک جنت میں آدمی کا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے تو وہ پوچھتا ہے یہ کیسے ہو گیا؟ تو اسے جواب دیا جاتا ہے کہ یہ تیری اولاد کے تیرے لیے بخشش کی دعاء کی وجہ سے ہوا ہے۔"

کیا تو خیال کرتی ہے کہ جس اولاد کو تو عبادت سے ہٹا کر تربیت دے رہی ہے کیا ایسی تربیت اس کو والدین کے لیے دعاء مانگنے اور بخشش طلب کرنے پر آمادہ کرے گی؟

خصوصاً جب کہ گزشتہ حدیث میں ذکر ہو چکا ہے کہ بچے کا فائدہ موت کے بعد اسی صورت میں ہو گا جب وہ نیک ہو اور بھلا اللہ رب العالمین کے سامنے عجز و انکسار کی خوبی پیدا کیے بغیر اولاد میں کہاں سے نیکی آ سکتی ہے۔؟

---

[1] سنن ابن ماجه' الادب' باب بر الوالدین ح:۳۶۶۰ (۲/ ۱۲۰۷) الزوائد میں ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں مسند احمد ج ۲ ص ۵۰۹ یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابن ماجہ ح: ۲۹۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرا نبی کریم ﷺ کے حج کی طرف غور کریں' ایک عورت کس انداز میں کم سن بچے کو عبادت کا عادی بنا رہی ہے' وہ اپنی قوم کے ہمراہ روحاء جگہ پر پڑاؤ کیے ہوئے تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات میں کیا کردار ادا کرتی ہے۔ جب آپ وہاں پہنچتے تو......

((فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ؟ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَعَتْ اِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ))[1]

''آپ نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا' ہم مسلمان ہیں' پھر انہوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ''اللہ کا رسول ہوں'' تو ایک عورت ایک بچہ اٹھائے ہوئے آپ کے پاس لے کر آئی اور کہنے لگی' کیا اس کا حج ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں لیکن اجر تیرے لیے ہے۔''

دیکھیے کہ ایک عورت رب العالمین کی عبادت کا اثر اپنے بچے کی شخصیت پر کس طرح ڈالتی ہے' اسے ابھی صرف اتنا معلوم ہوا کہ اس کے سامنے رسول اللہ کھڑے ہیں تو وہ کس قدر جلدی سے فوراً سوال کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور سوال اپنی ذات کے متعلق نہیں بلکہ اس موسم حج کے عظیم موقع پر اپنے بیٹے کے متعلق پوچھا کہ کیا اس کے لیے حج ہو سکتا ہے؟ اس کی یہ واضح حرص اور بچے کے حج کا فوراً سوال کرنا اس رغبت کے لیے تھا کہ بچے کو اس حج سے نفع حاصل ہو۔

اسی طرح سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری عمر ابھی صرف سات سال تھی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کرایا گیا۔[2]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب میں آیا تو میری عمر تھوڑی سی تھی اور میں

---

[1] صحیح مسلم' الحج ح:۱۳۳۶ سنن ابی داؤد' المناسك باب فی الصبی یحج ح:۱۷۳۶ (۲/ ۳۵۳) سنن النسائی مناسك الحج باب الحج بالصغیر روحاء یہ ایک جگہ کا نام ہے جو کے کے راستے پر مدینہ کے قریب واقع ہے۔ ح:۲۶۴۸ (۵/ ۱۲۱)

[2] صحیح البخاری جزاء الصید باب حج الصبیان ح:۱۸۵۸ (۲/ ۲۶۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلوغت کے قریب تھا۔ میں ایک گدھی پر چلا آ رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں کھڑے تھے۔[1]

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بلوغت کے قریب تھے اور ابھی تک بالغ نہیں ہوئے تھے۔[2]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم حج کے لیے نبی علیہ السلام کے ہمراہ نکلے اور ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔[3]

اس وقت کی مشقتوں اور لمبی مسافتوں کے باوجود بھی وہ اپنے بچوں کو نہیں بھولا کرتے تھے...... ان کو ساتھ لاتے تاکہ ان پر بھی عبادت کا اثر پڑے۔

مسلمان بہن کو چاہیے کہ اپنے بیٹوں کو اپنے پروردگار کی عبادت کا عادی بنانے پر حرص کرے اور ان کی خیر و بھلائی کے راستے کی طرف رہنمائی کرے خواہ ان کی عمر چھوٹی ہی کیوں نہ ہو' ان کو نماز' روزہ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عادی بنائے۔ محتاج' غریب اور فقیر لوگوں سے تعاون کرنے' لوگوں کی حاجات پورا کرنے اور دوسرے نیک اعمال کی عادت ڈالے۔[4]

---

[1] صحیح البخاری جزاء الصید' باب حج الصبیان ح:۱۸۵۷ (۲/ ۲۶۶)

[2] دیکھیے ابن حزم کی "المحلی بالآثار" ج۵ ص۱۲۹

[3] بیہقی کی السنن الکبری الحج' باب حج الصبی ج۵ ص۱۵۶ سنن ابن ماجه المناسك' باب الرمی عن الصبیان ح:۳۰۳۸ (۲/ ۱۰۱۰) البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے دیکھیے ضعیف سنن ابن ماجه ح:۶۵۲

[4] اس زمانے میں ایک بہت بڑی مصیبت یہ بھی ہے جسے ہم نے کئی ایک لوگوں سے سنا ہے کہ بعض باپ اور مائیں اپنے بیٹوں کو حج نہیں کرنے دیتے حالانکہ ان پر حج واجب ہونے کی شرطیں مکمل ہو چکی ہوتی ہیں' ایسے لوگ بھی ساتھ جا رہے ہوتے ہیں جو دین اور اخلاق میں قابل اعتماد ہوتے ہیں الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حج واجب ہو جانے کی صورت میں بیٹوں کو اپنے والدین کی یہ بات نہیں ماننی چاہیے اور وہ حج چھوڑ دینے میں ان کی اطاعت نہ کریں کیونکہ خالق کی معصیت و نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ ہاں ایک صورت ہے کہ والدین اگر ایسا مانع اور عذر پیش کریں جو شریعت میں قابل قبول سمجھا جا سکتا ہو تو پھر وہ رک سکتے ہیں اور وہ اس شرعی مانع اور رکاوٹ کے اختتام تک حج مؤخر کر سکتے ہیں دیکھیے "فتاوی ارکان الاسلام" ص۵۰۰_۵۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین سے حسن سلوک پر نیک عورت کی حرص

والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ایک عظیم عبادت ہے اور ہر مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ ﴾ (الاسراء : ۱۷/ ۲۳)

''اور تمہارے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آتے رہو' اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان کے ساتھ ادب سے بات کرتے رہنا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رِضَا الرَّبِّ فِیْ رِضَا الْوَالِدَیْنِ وَسَخَطُهٗ فِیْ سَخَطِهِمَا))[1]

''پروردگار کی رضاء مندی والدین کی رضاء مندی میں ہے اور اس کی ناراضگی ان کی ناراضگی میں ہے۔''

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ ہجرت کے لیے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور اپنے پیچھے والدین کو روتا چھوڑ کر جانا چاہتا تھا تو آپ نے اسے حکم فرمایا:

---

[1] اسے طبرانی نے ''الکبیر'' میں ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح الجامع ح: ۳۵۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِرْجِعْ اِلَیْهِمَا وَاَضْحِكْهُمَا كَمَا اَبْكَیْتَهُمَا))[1]

''والدین کے پاس لوٹ جا اور ان کو اسی طرح ہنسا جس طرح تو نے ان کو رلایا تھا۔''

اے میری معزز بہن..... والدین کی نافرمانی سے دور رہ' ان کے ساتھ حسن سلوک پر توجہ دے' ہر ممکن کوشش کر کہ وہ راضی رہیں جن جن کاموں کی تو استطاعت رکھتی ہے اور ان سے وہ خوش ہوتے ہیں تو ان کو ضرور سرانجام دے' ان کی بدبختی کا باعث نہ بن کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا تھا کہ بسا اوقات بانجھ رہنا آنکھوں کی ٹھنڈک بنتا ہے۔

غَذَوْتُكَ مَوْلُوْدًا وَعُلْتُكَ یَافِعًا   تُعَلُّ بِمَا اُجْنِیْ عَلَیْكَ وَتَنْهَلُ

''جب تو بچہ تھا میں تجھے غذا دیتی بلوغت تک پہنچتے پہنچتے تیری کفالت کرتی رہی جو میں دودھ لاتی وہ تجھے پلایا جاتا رہا اور تیری پیاس بجھائی جاتی رہی۔''

اِذَا لَیْلَةٌ ضَقْتَ بِالسُّقْمِ لَمْ اَبِتْ   لِسُقْمِكَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلْمَلُ

''جب تو کسی رات بیماری کی تنگی میں مبتلا ہو جاتا تو میں تیری بیماری کی وجہ سے جاگتے ہوئے بے قراری کی حالت میں رات گزارتی۔''

تَخَافُ الرَّدٰی نَفْسِیْ عَلَیْكَ وَاِنَّهَا   لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُؤَجَّلُ

''میرا دل تجھ پر ہلاکت کا خوف رکھتا تھا' حالانکہ اسے پتہ تھا کہ موت کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔''

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَایَةَ الَّتِیْ   اِلَیْهَا مَدٰی مَا كُنْتُ فِیْكَ اُؤَمِّلُ

''جب تو اس عمر اور انتہا تک پہنچ گیا کہ جس تک پہنچنے کی میں تیرے متعلق امیدیں رکھا کرتی تھی۔''

جَعَلْتَ جَزَائِیْ غِلْظَةً وَفَظَاظَةً   كَاَنَّكَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

---

[1] سنن ابی داؤد' الجهاد'' باب فی الرجل یغزو وابواه كارهان ح:۲۵۲۸ (۳/ ۳۸) سنن النسائی' البیعة باب البیعة علی الهجرة ح: ۴۱۶۳ (۷/ ۱۴۳) سنن ابن ماجه' الجهاد' باب الرجل یغزو وله ابوان ح: ۲۷۸۲ (۲/ ۹۳۰) اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد ح:۲۲۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تو نے مجھے بدلہ میں کیا دیا..... سختی اور ترش روئی' گویا اب تک تو انعام و احسان کرتا چلا آیا ہے۔''

فَلَيْتَكَ اِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ أُبُوَّتِي فَعَلْتَ كَمَا الْجَارُ الْمُجَاوِرُ يَفْعَلُ

''کاش کہ جب تو نے میرے ماں (یا باپ) ہونے کا خیال نہیں رکھا' تو میں بھی تیرے ساتھ وہی سلوک کرتی جس طرح پڑوسی کرتا ہے۔''

برے لوگ اپنے ماں باپ کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں جو ان اشعار میں آپ نے ملاحظہ کیا جب کہ نیک اور برگزیدہ لوگوں کا عالم کچھ اور ہی ہوتا ہے.....

میری معزز بہن!..... مجھے امید ہے کہ تو بھی نیک لوگوں میں سے ہوگی اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھے..... ہر نیک شخص والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تمنا رکھتا ہے بلکہ اس سے والدین کی کچھ نافرمانی ہو جائے تو اس سے پاک ہونے کی مکمل کوشش کرتا ہے۔

ابن عون رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ان کو ان کی والدہ محترمہ نے آواز دی انہوں نے آواز پر جواب دیا تو نادانستہ طور پر ان کی آواز ماں کی آواز سے بلند ہوگئی تو انہوں نے دو غلام آزاد کیے تاکہ اس جرم سے صفائی ہو جائے۔[1]

ہم چونکہ حج کی بات کر رہے ہیں تو آیئے دیکھتے ہیں حج کا عظمتوں والا موسم ہے نہایت اعلیٰ دن گزرتے جا رہے ہیں اور ان دنوں میں آپ کو کئی عورتیں نظر آئیں گی جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تمنا لیے پیارے رسول سے سوالات پوچھ رہی ہوں گی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال بنو خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی اور کہنے لگی: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر جو حج کا فریضہ ہے وہ میرے باپ پر اس وقت لاگو ہوا ہے جب کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور سواری پر بیٹھنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں تو اس کا فرض ادا جائے گا؟ آپ

[1] دیکھیے ذہبی کی ''سیر اعلام النبلاء'' ج ٦ ص ٣٦٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: نعم ''ہاں'' ادا ہو جائے گا۔[1]

ایک اور حدیث میں ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میری والدہ نے حج کی نذر مان رکھی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہو گئی' کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اس کی طرف سے حج کر۔''[2]

یہ دونوں واقعات اس بات پر دلیل ہیں کہ نیک عورت اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ پر بہت حرص کرتی ہے[3] ان کی طرف سے حج کرنا بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کا حصہ ہے اور ان کے لیے دعائیں کرنا ان کی طرف سے مال' طعام اور لباس وغیرہ کا صدقہ کرنا بھی اسی کا حصہ ہے۔

---

[1] صحیح البخاری جزء الصید باب الحج عمن لا یستطیع الثبوت علی الراحلۃ ح:۱۸۵۴ (۲/ ۲۶۵)

[2] صحیح البخاری جزء الصید باب الحج والنذور عن المیت والرجل یحج عن المراۃ ح:۱۸۵۲ (۲/ ۲۶۵)

[3] دیکھیے یہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو احرام کے وقت کستوری کی خوشبو لگائی جب کہ انہوں نے احرام باندھا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ اسے سعید بن منصور نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے دیکھیے فتح الباری ج ۳ ص ۴۶۷' ابن ابی شیبہ نے (ح:۳۴۸۲) میں اور بیہقی نے (ج ۵ ص ۳۵ میں) یوں بیان کیا ہے کہ سیدہ عائشہ نے کہا میں نے اپنے باپ کو احرام کے وقت کستوری اور ''ذریرہ'' نامی خوشبو لگائی اور دیکھیے زکریا پاکستانی کی ''ماصح من آثار الصحابۃ فی الفقہ'' ج ۲ ص ۷۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکاماتِ اسلامیہ سیکھنا اور سوالات کرنا

کوئی عورت ہو یا مرد' اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے صحیح طریقے سے عبادت نہیں کر سکتا جب تک کہ ان عبادات کے متعلق معلومات حاصل نہ کر لے' نماز اس وقت تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی چاہت کے مطابق نہیں پڑھ سکتا جب تک کہ اس کا علم نہ حاصل کر لے' اسی طرح روزہ' حج' زکوۃ اور دوسری فرضی و نفلی عبادات کا حال ہے۔

اگر عورت ان دینی احکامات کے متعلق علم حاصل کرنے اور سیکھنے کا وقت نہیں نکال سکتی تو کم از کم اتنا کام ضرور کرے کہ علماء سے اس کے متعلق وقتاً فوقتاً سوالات کرتی رہا کرے اور ان کے متعلق علماء کے فتاویٰ جات سنتی رہا کرے' اللہ کا شکر ہے کہ اس دور میں یہ کام بہت آسان ہو چکا ہے اور خصوصاً ان علاقوں میں جہاں علمائے کرام' طلبائے عظام اور دعوت دینے والے حضرات کی کثرت ہو۔

وہ وسائل و ذرائع جن کے ذریعے عورت اپنے دین کے متعلق معلومات حاصل کر سکتی ہے ان میں سے ایک اہم ذریعہ (اذاعۃ القرآن) قرآنی نشریات اور اسلامی پروگرام ہیں جہاں قرآن پڑھنے کی مشق بھی کرائی جاتی ہے اور علمی تحقیقات بھی پیش کی جاتی ہیں' اور مسلمانوں کو پیش آمدہ ضروری مسائل پر فتاویٰ علماء بھی بتائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک ذریعہ یہ ہے کہ ان کتابوں اور رسالوں کا مطالعہ کرے جن میں علمائے کرام کے فتاویٰ جات تحریر ہیں اور ایک جگہ جمع کر دیئے گئے ہیں' اسی طرح مختلف مقامات پر فتویٰ نویسی کے دفاتر موجود ہیں وہاں سے رابطہ رکھے...... اس لیے وہ شخص معذور نہیں سمجھا جائے گا جو کہے کہ مجھے فلاں حکم کا علم نہ تھا کیونکہ اس قدر علمی ذرائع کے باوجود سستی دکھانا اس کا بہت بڑا جرم ہے۔

مسلمان عورت کے لیے نہایت ضروری اور بہت اہم مسئلہ ہے کہ جب تک کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کے متعلق معلومات حاصل نہ کر لے اس وقت تک شک وشبے میں رہتے ہوئے عمل نہ کرے' بہتر یہی ہے کہ پہلے جائز اور ناجائز ہونے کے لحاظ سے اس کام کا حکم اور حیثیت معلوم کرے اور بعد میں اس کے مطابق قدم اٹھائے...... خصوصاً حج کے مسائل پر واقفیت اور دسترس حاصل کر کے حج کے لیے جانا چاہیے۔

آیئے ان تعلیمی سرگرمیوں میں عورت کو دیکھتے ہیں کہ دور نبوی میں ان کو مسائل معلوم کرنے کی کس قدر حرص تھی' علم حاصل کرتی تھی' جس بات میں شبہ ہوتا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علمی تشنگی اور پیاس بجھا لیتی تھی۔

عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ضباعہ جو زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں' رسول مقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں' میں بھاری جسم والی عورت ہوں (یا بیماری سے بوجھل ہوں) اور حج کی خواہش رکھتی ہوں' آپ مجھے اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

((أَهِلِّي بِالْحَجِّ وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي))[1]

''حج کا تلبیہ کہہ اور یہ شرط لگا لے کہ اے اللہ! میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہے جہاں تو مجھے روک لے گا۔''

ایک روایت میں اس کے الفاظ یہ آئے ہیں کہ میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں یعنی میں کیسے تلبیہ کہوں؟[2]

اندازہ کیجیے کہ یہ بھی ایک عورت ہے لیکن شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے کتنی سچی رغبت رکھتی ہیں اور یوں سوال کرتی ہے:

''آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟''

---

[1] صحیح مسلم' الحج ح:۱۲۰۸ سنن النسائی الحج' باب کیف یقول اذا اشترط ح:۲۷۶۷ (۵/ ۱۶۸)

[2] سنن ابن ماجه' المناسك باب الشرط فی الحج ح:۲۹۳۸ (۲/ ۹۸۰) اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابن ماجه ح:۲۳۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں کیسے تلبیہ پڑھوں؟''

وہ حکم نبوی پر عمل کرنے کے لیے کمر بستہ کھڑی ہے، تعمیل حکم کے لیے بالکل تیار ہے اور آپ کے حکم کا انتظار کر رہی ہے۔

تو بھی اپنے دین کے متعلق سوال کیا کر، جہالت کے ساتھ کوئی عبادت نہ کر، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ))[1]

''جاہل کی شفاء تو صرف سوال کر لینا ہے۔''

❀❀❀❀❀

---

[1] سنن ابی داؤد، الطهارة باب المجروح يتيمم ح:۳۳۶ (۱/ ۲۳۹) سنن الدارمی، الطهارة، باب فرض الوضوء والصلاة ح:۷۵۲ (۱/ ۲۱۰) اسے البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے دیکھیے ضعیف سنن ابی داؤد ح:۴۷ اور انہوں نے کہا کہ یہ روایت ''انما كان يكفيه'' سے آخر تک کے ٹکڑے کے علاوہ حسن ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند کی خدمت اور اظہار محبت

وہ نیک عورت جو اپنا مقصود نظر اللہ اور آخرت کو رکھتی ہے' دیکھو گی کہ وہ نیکی کے کاموں میں کس قدر محنت کرتی رہتی ہے' ہر کام میں حصہ لیتی ہے اور نیکیاں کماتی ہے' جس قدر ممکن ہو نیکی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی' اور جس نیک کام پر اس کا دل زیادہ توجہ کرتا ہے اس کو ہمیشہ لازم پکڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتی ہے کہ اس نے اسے نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائی...... یوں وہ خیر و بھلائی اور کامیابی و کامرانی کے مراتب و درجات میں ترقی کی منزلیں طے کرتی چلی جاتی ہے اور اسلام میں ترقی و عروج کی کوئی حد بھی نہیں' جس کا اشارہ شریعت سے ملتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں[1] اور فرمان نبوی ہے:

((اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً)) [2]

''ایمان کے ساٹھ سے کچھ زائد شعبے ہیں۔''

اس کے لیے نیکیاں کمانے کا ایک اور بہت اہم ذریعہ ہے جس کے متعلق ہم گفتگو کر رہے ہیں اور وہ یہ کہ وہ اپنے خاوند اور اولاد کے لیے کھانا تیار کرتی ہے' کپڑے دھوتی ہے' صفائی رکھتی ہے' ان کی خدمت کرنے اور ضروریات کو پورا کرنے میں مصروف رہتی ہے۔ اور ایک عظیم عبادت کے ذریعے اپنے پروردگار کا قرب حاصل کرتی رہتی ہے۔

---

[1] مسند احمد: ج ۴ص ۱۸۵۔ طبقات ابن سعد: ج۷ص ۴۳۔ یہ عتبہ بن سعد السلمی سے مروی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا...... البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے السلسلة الصحیحة' ح: ۱۸۱۲۔

[2] صحیح البخاری' الایمان' باب امور الایمان' ح: ۹'(۱/ ۱۰) یہ لفظ بخاری ہی کے ہیں۔ صحیح مسلم' الایمان' ح: ۳۵۔ اور اس میں ہے: ستر اور کچھ شعبے ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ایک عورت خدمت نبوی میں حاضر ہوئی' کہنے لگی: اللہ کے رسول عورتوں کی طرف سے وفد کی صورت میں پیغام لے کر حاضر ہوئی ہوں' عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں پر جہاد فرض کیا' اگر فتح حاصل کرلیں تو مال غنیمت اور اخروی اجر سے مالا مال ہوتے ہیں اور اگر شہید ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے پاس ابدی زندگی حاصل کر کے رزق حاصل کرتے ہیں۔ لیکن ہم ان کی خدمت کرتی ہیں' ہمیں اس کام سے کیا ملے گا؟

آپ نے جواب دیا:

((اَبْلَغِی مَنْ لَقِیتِ مِنَ النِّسَاءِ أَنَّ طَاعَةَ الزَّوْجِ وَالْاِعْتِرَافَ بِحَقِّهِ یَعْدِلُ ذٰلِكَ وَقَلِیلٌ مِنْكُنَّ مَنْ یَفْعَلُهُ))[1]

''جس جس عورت سے تیری ملاقات ہو اس تک یہ اطلاع پہنچا دے کہ خاوند کی اطاعت اور اس کے حق کا اعتراف کرنا جہاد کے اجر کے برابر ہے لیکن تم میں سے بہت تھوڑی عورتیں ایسا کرنے والی ہیں۔''

نیک عورت مکمل حرص و رغبت کرتی ہے کہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے اپنے گھر کو سنوارے اور اپنی اولاد کا خیال رکھے' واقعی یہ ایک عظیم پیغام ہے اور اس پر عمل کرنے والی چند عورتیں ہی ہیں خصوصاً اس زمانے میں تو نہ ہونے کے برابر ہیں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو دیکھیے کہ وہ اپنے خاوند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے دوران آپؐ کے ساتھ ساتھ رہیں اور وہ ہر نیک عورت کے لیے نمونہ ہیں اور سبق دے رہی ہیں کہ عورت کی حیثیت خواہ کچھ ہو' اسے اپنے خاوند کے کام نمٹانے میں سستی نہیں دکھانی چاہیے' اس کا خیال رکھے' اس سے محبت کا اظہار کرے اور رب العالمین کی رضاء مندی کی طلب گار رہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود بیان کرتی ہیں:

---

[1] ہیثمی نے مجمع الزوائد ج۴ ص۳۰۵ میں کہا کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں رشدین بن کریب ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ حِيْنَ يُحْرِمُ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ))[1]

''میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھتے وقت اور طواف زیارت سے پہلے احرام کھولتے وقت خوشبو لگا دیتی تھی۔''

دیکھیے خوشبو لگانا ایک نہایت آسان سا کام ہے جس میں کوئی زیادہ مشقت نہیں اٹھانا پڑتی لیکن اس کے باوجود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کام کو خود اپنے ذمے لیے رکھا اور یہ سب اسی لیے ہوا کہ ان کا اپنے خاوند نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سلوک اور برتاؤ نہایت اچھا اور محبت آمیز تھا' بلکہ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا:

((كُنْتُ أُطَيِّبُهُ بِأَطْيَبِ الطِّيْبِ))[2]

''میں آپ کو سب سے اچھی خوشبو لگایا کرتی تھی۔''

ایک روایت میں ہے:

((بِأَطْيَبِ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ))[3]

''جس اچھی سے اچھی خوشبو کو حاصل کرنے پر میں قدرت رکھتی وہ آپ کو لگاتی۔''

ایک روایت میں ہے وہ کہتی ہیں:

((أُطَيِّبُهُ بِالْغَالِيَةِ الْجَيِّدَةِ))[4]

''میں آپ کو مہنگی اور بہت عمدہ خوشبو لگاتی تھی۔''

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب الطیب عند الاحرام وما یلبس اذا اراد ان یحرم ح:۱۵۳۹ (۲/ ۱۷۷) صحیح مسلم الحج ح:۱۱۸۹۔

[2] صحیح مسلم' الحج' ح:۱۱۸۹

[3] صحیح مسلم' الحج ح:۱۱۸۹

[4] بیھقی کی السنن الکبریٰ الحج' باب الطیب للاحرام ج۵ ص۳۵' سنن الدارقطنی ج۲ ص۲۳۲ طحاوی کی شرح معانی الآثار ج۲ ص۱۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نیک دل بیوی کا ایک اور انداز دیکھیے :

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کے لیے نکلے حتی کہ جب ہم ''عرج'' مقام پر پہنچے تو آپ نے پڑاؤ ڈال دیا ہم سب نے بھی پڑاؤ ڈال دیا تو میں نے دیکھا کہ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھ گئیں۔''[1]

کیونکہ وہ سمجھتی تھیں کہ پہلو میں بیٹھنے سے خاوند کا قرب زیادہ ملتا ہے اور اس طرح خاوند کے کام نمٹانے' اس کا ہاتھ بٹانے اور اس کی ضرورت پورا کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے بلکہ وہ تو اس قدر خاوند کی خدمت پر اور آپ کے آرام پر حرص کرتی تھیں کہ کوشش کرتیں کہ آپ کو سورج کی تپش اور حرارت بھی پریشان نہ کرے' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم منیٰ میں آپ کے لیے ایک گھر نہ بنا دیں جس میں آپ سایہ حاصل کریں؟ آپ نے فرمایا:

((لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ))[2]

''نہیں' منی میں جو پہلے آئے اسے اونٹ بٹھانے کا زیادہ حق ہے۔''

---

[1] سنن ابی داؤد' المناسک' باب المحرم یودب علامہ ح:۱۸۱۸ (۷/ ۳۰۷) سنن ابن ماجہ' الحج باب التوقی فی الاحرام ح:۲۹۳۳ (۲/ ۹۷۸) اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد ۱۶۰۲

[2] سنن ابن ماجہ المناسک باب النزول بمنی ح:۳۰۰۷ (۲/ ۱۰۰۰) مستدرک حاکم' المناسک ج۱ ص۴۶۷ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور یہ مسلم کی شرط پر ہے۔ البتہ بخاری ومسلم نے اسے روایت نہیں کیا۔ اسے البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے دیکھیے ضعیف سنن ابن ماجہ' ح:۶۴۹۔ ابن قیم نے کہا اس میں دلیل ہے کہ تمام مسلمان میدان منیٰ میں برابر کے شریک ہیں اور جو وہاں کسی جگہ پڑاؤ ڈال لے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے حتی کہ وہاں سے چلا جائے البتہ اس طرح وہ اس جگہ کا مالک نہیں بنے گا۔ دیکھیے زاد المعاد ج۲ ص۲۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پردے کا اہتمام اور آدمیوں سے دوری

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے ایک کنارے میں ہٹ کر طواف کرتی تھیں، ان میں خلط ملط نہیں ہوتی تھیں، ایک عورت نے کہا: ام المؤمنین! آیئے مل کر چلتی ہیں تاکہ حجر اسود کا استلام کریں اسے ہاتھ لگا کر بوسہ دیں۔ انہوں نے جواب دیا: خود چلی جا، اور انکار کر دیا، وہ عورتیں رات کے وقت بھیس بدل کر نکل جاتیں اور مردوں کے ساتھ طواف کرتیں۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ مردوں کے ساتھ اس طرح طواف کرتیں کہ ان میں خلط ملط نہ ہوتیں۔[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حالت احرام میں ہوتی تھیں، جب وہ ہمارے برابر آتے تو ہم اپنے سر سے چادر کو لٹکا لیتی تھیں اور اپنے چہرے کو پردے میں کر لیتی تھیں، جب وہ آگے گزر جاتے تو ہم پردہ ہٹا لیتیں۔[3]

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم اپنے چہروں کو مردوں سے پردے میں کر لیتیں اور ہم حالت احرام میں اس سے پہلے کنگھی بھی کر کے آتی تھیں۔[4]

---

[1] صحیح البخاری الحج باب طواف النساء مع الرجال ح:۱۶۱۸ (۲/ ۱۹۹)

[2] مصنف عبدالرزاق الحج باب طواف الرجال والنساء معا ح:۹۰۱۸ (۵/ ۶۶)

[3] سنن ابی داؤد، المناسك باب المحرمة تغطی وجهها، ح:۱۸۳۳ (۲/ ۴۱۶) سنن ابن ماجه المناسك: باب المحرمة تسدل [illegible] على وجهها ح۲۹۳۵ (۲/ ۹۷۹) البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے دیکھیے ضعیف سنن ابی داؤد ح:۳۹۹

[4] مستدرك حاكم المناسك ج: ۱ ص ۴۵۴ امام حاکم نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے اور شیخین کی شرط پر ہے البتہ انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں کہ ہم اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہوتی تھیں' اور حالت احرام کے باوجود اپنے چہرے ڈھانپا کرتی تھیں۔[1]

جب امہات المؤمنین اور صحابہ کرام کی عورتوں کا حج میں یہ معمول ہوتا تھا کہ وہ اپنے پردے' عفت و پاکدامنی پر حرص کرتیں اور مردوں کے سامنے اپنا چہرہ ننگا رکھنے سے پرہیز کرتیں...... حالانکہ اس وقت کے مرد خیر القرون یعنی بہترین زمانے کے لوگ تھے جیسا کہ احادیث نبویہ سے ثابت ہے اور اس وقت کی عورتیں بھی اس امت کی افضل ترین عورتیں ہوتی تھیں...... لیکن اس کے باوجود بھیس بدل کر رات کو نکلتیں...... بھیس بدل کر' اجنبی بن کر...... اور وہ بھی رات کو...... اتنی نیک عورتیں...... اور پردے پر اور مردوں سے کنارے میں رہنے پر بلند پایہ حفاظت...... حتی کہ بیت اللہ میں......

میری معزز و محترم بہن!...... ذرا ان امہات المؤمنین اور صحابہ کرام کی عورتوں پر توجہ کر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾

(النور: ۲۴/ ۳۱)

''اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں (دوپٹے) اوڑھے رکھا کریں اور کسی کے لیے زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے......''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان اولین مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾

نازل فرمائی تو انہوں نے اپنی چادریں پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنا لیے۔[2]

---

[1] مؤطا امام مالك' الحج' باب تخمير المحرم وجهه ج۱ ص۳۲۸ اسے ابن قیم نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ''اعلام الموقعين'' ج۱ ص۲۶۷

[2] صحيح البخاري' التفسير باب وليضربن بخمرهن على جيوبهن ح:۴۷۵۸' (۶/ ۱۵) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چادروں کے لیے ''مروط'' کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ ''مرط'' کی جمع ہے جو ریشم' روئی کپاس یا اون وغیرہ سے بنی ہوئی چادر کو کہتے ہیں جس سے ازار کا کام لیا جاتا ہے۔ اس قصے سے پتہ چلتا ہے کہ نیک عورت کس قدر جلدی سے اپنے پروردگار اور پیغمبر کے حکم پر عمل پیرا ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے میری معزز بہن!...... تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اپنے پردے میں پستی کا شکار ہو بلکہ اس پر آشوب اور پرفتن دور میں پردے کو بالکل ہی چھوڑے ہوئے ہے۔ پورا پردہ تو ایک طرف آدھا بھی چھوڑ دیا...... اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خرابی ہے کہ پردہ و پاکدامنی کو پامال کرنے میں چھچھورا پن' ننگا پن اور ذلت و رسوائی ہے' بے پردہ عورت بدترین عورت ہے بلکہ ان منافقانہ خصلتوں والی عورتوں میں سے ہے جو اپنے دین کے احکامات اس طرح قبول نہیں کرتی جس طرح اطاعت کرنے والے کرتے ہیں' بلکہ ان کا احترام پامال کرنے اور ان پر تکبر کا اظہار کرنے کے لیے ان احکام کو پکڑتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((شَرُّ نِسَاءِ كُمُ الْمُتَبَرِّجَاتِ الْمُتَخَيِّلَاتُ وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ))[1]

''تمہاری بدترین عورتیں وہ ہیں جو اپنی زینت ظاہر کرتی ہیں اور تکبر کرتی ہیں اور ایسی عورتیں منافق ہیں۔''

اس زمانے میں کسی عورت کی عزت پر بے خوفی اور امن محسوس نہیں کیا جاتا...... عزتوں کے بھیڑیئے بہت ہو چکے ہیں...... اور شہوتیں بھڑک رہی اور شعلہ زن ہیں۔

تو پھر دن رات گھر سے باہر کیوں نکلتی رہتی ہے؟ بلکہ بعض عورتوں کو ان کی چال سے یا ان کے پردہ کرنے کے طریقے سے یا ان کے عطر کی خوشبو سے ہر قریب و بعید پہچان لیتا ہے۔

عورتوں کی کردار کشی اور اخلاق سوزی اس زمانے میں ایک فن کی حیثیت اختیار کر چکی ہے جسے اس زمانے کے بدکار اور بدچلن لوگ ایک دوسرے سے عمدہ کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں' وہ جب کسی پاکدامن اور عفت و طہارت کی پیکر عورت کو دیکھ لیتے ہیں تو اپنا ہر ذریعہ اور طریقہ استعمال کر کے اس پر تسلط حاصل کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں

---

[1] بیہقی کی ''السنن الکبریٰ'' النکاح باب استحباب التزوج بالودود الولود ج۷ ص۸۲ یہ ابو اذینہ صدفی سے مروی ہے اور اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے ''السلسلة الصحیحة'' ح۱۸۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسے طہارت و پاکیزگی' عفت و پاکدامنی اور عزت و وقار کی چادر سے نکالنے میں برسر پیکار ہوتے ہیں۔

ان خرابیوں سے نکلنے اور چھٹکارا پانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ شریعت کی اتباع کی جائے اور شرعی پردے کو مضبوطی سے تھام لیا جائے ورنہ شریعت کا دامن چھوڑ دینے والے شخص کی انتہا جہنم کے ''ہاویہ'' گڑھے میں جا کر ہوگی۔

اگر تو اپنے آپ پر اپنے نفس کی طہارت پر اور فضیلت کے ساتھ دلی محبت پر یقین و اعتماد رکھتی ہے تو پھر بھی شیطان اور اس کے چیلے چانٹوں پر بھول کر بھی اعتماد نہ کر لینا..... بڑا گہرا زخم اور زہریلا ڈنک لگا کر ہلاکت میں پھینک دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا ہے:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾ (فاطر:۳۵/۶)

''یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اسے دشمن سمجھو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی سے محرومی پر اظہار ندامت اور اس کا تدارک

مسلمان عورت پر لازم ہے کہ اعمال صالحہ کی ادائیگی پر حرص و رغبت کرے کسی فریضے کو فوت نہ ہونے دے..... اسے چاہیے کہ جب تک اپنے دل میں عبادت الٰہی کا جذبہ محسوس کرے اور چستی و نشاط محسوس کرے اس عرصے کو غنیمت سمجھے اور لمحہ بھر بھی عبادت سے نہ ہٹے کیونکہ بسا اوقات یہ چستی سستی میں' جوانی بڑھاپے میں اور مالداری فقیری میں بدل جاتی ہے۔

عورت کے دل میں اپنے رب کی اطاعت کا سچا جذبہ موجود ہونے کی علامت یہ ہے کہ اگر کبھی کسی عبادت کی ادائیگی نہ ہو سکے تو اس کا دل بے قرار ہو جائے اور افسوس وغمزدگی سے بے قرار رہے مثلاً: نماز فجر رہ جائے یا کوئی نوافل چھوٹ جائیں یا خیر و بھلائی والے شرعی کام میں شرکت نہ ہو سکے تو اسے افسوس وحسرت لاحق ہو جائے۔

یہ شعور اور احساس خیر و بھلائی اور عمل صالح کی حرص پر دلالت کرتا ہے۔ دیکھیے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی قلبی کیفیت اور دلی حالت بیان کرتی ہیں کہ جب صفیہؓ نے طواف افاضہ کر لیا اور حج کا آخری مرحلہ طواف الوداع باقی رہ گیا تو وہ حیض میں مبتلا ہو گئیں' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلٰى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً))

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس وقت صفیہ اپنے خیمے کے دروازے پر غمگین اور پریشان کھڑی تھیں۔[1]

---

[1] صحيح البخاري' الطلاق' باب قول الله ﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک طواف الوداع کا فوت ہو جانا کوئی ہلکا اور چھوٹا معاملہ نہ تھا اس لیے ان کو غم اور قلق نے گھیر لیا۔ اس واقعے کی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ بھی دیکھیے کہ وہ حج سے پہلے حیض میں مبتلا ہو گئیں اور ان کا عمرہ رہ گیا تو ان کی کیا حالت و کیفیت ہو گی۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے تمام مناسک اور اعمال ادا کر لیے مگر ان کا طواف رہ گیا۔ جب وہ حیض سے فارغ ہو گئیں تو انہوں نے طواف کر لیا اور کہنے لگیں:

((یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَتَنْطَلِقُوْنَ بِعُمْرَۃٍ وَحَجَّۃٍ وَاَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ))[1]

"اللہ کے رسول! کیا تم سب لوگ عمرہ و حج دونوں ادا کر کے جاؤ اور میں صرف حج کر کے واپس لوٹوں؟"

دیکھیے کہ عبادت پر کس قدر حرص کر رہی ہیں اور خیر و بھلائی میں اضافہ کرنے کی کتنی رغبت ہے۔ وہ مکہ آتے وقت چونکہ عمرہ نہ کر سکیں اس لیے عمرہ کرنا چاہتی تھیں، ایک روایت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حالت یوں بیان کی:

((فَدَخَلَ عَلَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا اَبْکِیْ))[2]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس رہنے والوں کا دل نہیں دکھایا کرتے تھے بلکہ ان کو خوش کرتے تھے تو اپنی بیوی کی پریشانی بھلا کیوں نہ دور کرتے۔ آپ کی نرم دلی کو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا سَھْلًا اِذَا ھَوِیَتِ الشَّیْءَ تَابَعَھَا عَلَیْہِ))[3]

"آپ نرم دل انسان تھے جب وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کسی چیز کی خواہش کرتیں تو

← فِیْ اَرْحَامِھِنَّ ح:۵۳۲۹ (۲/ ۲۲۵) یہ لفظ بخاری کے ہیں صحیح مسلم' الحج ح:۱۲۱۱

[1] صحیح البخاری' العمرۃ' باب عمرۃ التنعیم ح:۱۷۸۵ (۲/ ۲۴۳)

[2] صحیح البخاری' الاضاحی باب الاضحیۃ للمسافر و النساء ح:۵۵۴۸ (۲/ ۲۹۳) صحیح مسلم الحج ح:۲۱۱

[3] صحیح مسلم الحج ح:۱۲۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ان کی بات مان لیتے۔‘‘

اسی لیے جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سچی اور قوی رغبت دیکھی کہ وہ عمرہ کرنے کے لیے کس قدر بے چین ہیں تو آپ نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو حکم دیا:

((أَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا اِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحَجَّةِ))[1]

’’کہ وہ انہیں لے کر مقام تنعیم پر چلے جائیں چنانچہ انہوں نے حج کے بعد ذوالحجہ ہی میں عمرہ بھی کر لیا۔‘‘

---

[1] صحیح مسلم' الحج ح:۱۲۱۱۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ جب یہ متعین ہو گیا کہ حج کے بعد عمرہ مکیہ (مکے سے نکل کر تنعیم سے احرام باندھ کر کیا جانے والا عمرہ) حج کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے کیا' تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے' نہ ہی یہ کسی صحابی سے منقول ہے' صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے اور نہ ہی خلفائے راشدین اسے کیا کرتے تھے' لہٰذا یہ افضل نہیں ہو سکتا دیکھیے ''فتاوی ابن تیمیہ'' ج ۲۶ (۴۲-۴۸) ابن قیم کہتے ہیں کہ عمرہ مکیہ کو ثابت کرنے والے حضرات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے کو اپنے لیے اصل اور دلیل سمجھتے ہیں' حالانکہ ان کے لیے اس میں کوئی دلالت نہیں۔ یہ عمرہ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی اور اطمینان قلب کے لیے تھا اور جس کمی کو وہ محسوس کر رہی تھی اس کا ازالہ کرنا مقصود تھا۔ دیکھیے زادالمعاد ج۲ ص ۱۷۴-۱۷۵۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حج کے بعد عمرہ کرنا صرف اس حیض والی عورت کے لیے ہے جو حج سے پہلے عمرہ نہ کر سکی ہو۔ کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے سے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حیض کی وجہ سے عمرہ نہ کر سکی تھیں تو ان جیسی عورتیں جب حج کے ساتھ عمرے کا تلبیہ بھی کہیں جس طرح کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا تھا پھر عمرہ کرنے سے حیض رکاوٹ بن گیا تو ایسی عورتوں کے لیے حج کے بعد عمرہ کرنا جائز ہے۔

آج کل جو حجاج کرام کی اکثریت حج کے بعد عمرہ کرنے پر ڈٹی ہوئی ہے اس کی ہمیں تو کوئی دلیل نظر نہیں آتی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی یہ عمرہ نہیں کیا تھا' بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس طرح مرد عورتوں کی مشابہت پر تلے ہوئے ہیں بلکہ ان میں سے بھی حیض والی عورتوں کے مشابہ ہیں۔ اس لیے میں اس عمرے کی حقیقت واضح کرنے کے لیے اسے ''عمرۃ الحائض'' کا نام دیتا ہوں دیکھیے الشیخ البانی رحمہ اللہ کی سلسلة الاحاديث الصحيحة ج۴ ص ۲۳۸-۲۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبیعت نسواں کا مکمل لحاظ

سب کو علم ہے کہ عورت کی طبیعت مرد سے بہت مختلف ہے حتیٰ کہ جسمانی ڈھانچے میں بھی دونوں مختلف ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہی عورت کو پیدا فرمایا اور اسے ایسے اعمال کے لیے تیار کیا اور بنایا جن کی تکمیل پر وہ قادر ہے کیونکہ وہ عورت کی طبیعت کے موافق بنا دیے گئے ہیں۔

لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اس فطرت کو تبدیل کرنے پر مصر ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، تم ان کو دیکھو کہ وہ عورت کو، خواہ وہ محسوس کرے یا نہ، اسے ان مشکل معاملات وخطرات کی طرف دھکیلتے ہیں جو اس کو طبیعت وذہنیت سے موافقت نہیں رکھتے ...... عورت اپنی جسمانی ساخت کے لحاظ سے کمزور ہے اور وہ مرد کے برعکس، مشکلات وپرخطر معاملات میں جسمانی محنت اور تگ ودو نہیں کر سکتی، جو بڑے بڑے مشکل معاملات کو ہاتھ ڈال کر نمٹا دیتا ہے...... اس کے باوجود آپ اہل فساد کو دیکھیں گے کہ وہ عورتوں کو ایسے میدانوں میں لے جاتے ہیں جن کے لیے وہ پیدا نہیں کی گئیں، عسکری وجنگی میدان میں تم اسے ٹینکوں اور مورچوں کے درمیان دیکھو گے یا وہ پٹرول پمپ پر کھڑی سورج کی دھوپ تلے جھلس رہی ہوگی۔ اس فطرت سلیمہ پر یہ کیسی بدبختی اور سرکشی ہے؟ یہ صنف نازک تو وہ مخلوق ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَوَمَن يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ﴾ (الزخرف: ۴۳/ ۱۸)

''کیا وہ جو زیورات میں نشوونما پائے اور جھگڑے کے وقت بات نہ کر سکے''۔

اور ایک دفعہ ایک لڑکا اونٹوں کو ہانک رہا تھا جن پر عورتیں سوار تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((یَا أَنْجَشَةُ رُوَیْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِیْرِ))[1]

''اے انجشہ! ان شیشوں کو آہستہ آہستہ چلا۔''

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: علماء نے عورتوں کو شیشہ کہنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ان کے پختہ ارادے شیشوں کی طرح کمزور ہوتے ہیں اور جلدی ٹوٹ جاتے ہیں۔[2]

اسلام وہ ضابطہ حیات اور عظیم مذہب ہے جس نے مردوں کی طبیعت سے مختلف طبیعت والی عورتوں کی طبیعت کا مکمل لحاظ رکھا ہے اور ان کو اسی کے مطابق احکام جاری کیے ہیں۔ حج کے موقع پر اس کی مثال بڑی وضاحت سے سامنے آئی کہ جب عورتوں نے رسول اکرم صلی علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ ہمیں مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہونے کے لیے مردوں سے پہلے اجازت دی جائے تو آپ نے اجازت مرحمت فرمادی کیونکہ آپ کو علم تھا کہ عورت' ہجوم اور بھیڑ کو برداشت نہیں کر سکتی اور ایسی جگہ میں اسے بہت مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو آپ نے اسے کمزوروں میں شمار کر کے رخصت دے دی۔

سودہ نے مزدلفہ کی رات ہی کو آپ سے اجازت مانگی کہ وہ آپ سے اور لوگوں کی بھیڑ سے پہلے ہی رات کو روانہ ہو جائے تو آپ نے ان کو اجازت دے دی[3] اور وہ چلی گئیں۔

یہ عورت کی طبیعت کو حقیقت کی نگاہ سے دیکھ کر کیے ہوئے اسلامی فیصلے ہیں' ان لوگوں کا فہم نہیں جنہوں نے اسے چھکڑے کھینچنے' اشیاء کی مرمت کرنے' گاڑیوں کے ٹائر تبدیل کرنے کے کام پر لگا رکھا ہے۔

❀❀❀

---

[1] صحیح البخاری' الادب باب ما جاء فی قول الرجل ویلك' ح: ۶۱۶۱' (۷/ ۱۴۳)صحیح مسلم' الفضائل' ح: ۲۳۲۳ یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

[2] دیکھیے نووی کی شرح مسلم: ج۱۵ ص۷۹'۸۰۔

[3] صحیح البخاری' الحج' باب من قدم ضعفة اهله لیلا ح: ۱۶۷۷' (۲/ ۲۱۶) صحیح مسلم ح: ۱۲۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے فیصلوں میں تعاون

بسا اوقات عورت سمجھ بیٹھتی ہے کہ مسلمانوں کے فیصلے کرنا' ان کے کاموں اور معاملات کو حل کرنا اور ان کی مدد کرنا صرف اور صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے' یہ سمجھ کر وہ احساس کمتری کا بھی شکار ہوتی ہے...... لیکن یاد رکھیے کہ یہ نظریہ اور رائے نصوص شرعیہ اور شریعت کے عظیم مقاصد کے برخلاف ہے' تمام مسلمان اپنے بہن بھائیوں کے تعاون کے محتاج ہوتے ہیں خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ کیونکہ رسالت محمدی کا پیغام ہر مذکر و مونث کے لیے عام ہے اور اجر و ثواب کے حصول کا میدان بہت وسیع ہے جس میں ہر مرد و عورت حصہ لے سکتی ہے بلکہ اس میدان میں تو کمسن بچے بھی مرد و عورت سے پیچھے نہیں رہے۔

جب نبی کریم ﷺ کو نبوت کی خلعت عطاء کی گئی اور آپ کو ابتدائی حالات بہت گراں محسوس ہوئے تو اس وقت کا عظیم کردار سامنے آیا' ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی زبردست غم خواری کی' اطمینان دلایا اور خوف سے نجات کے لیے آپ کو خوب تسلیاں دیں' ایسے تاریخی کلمات زبان سے ادا کیے کہ اللہ کے رسول کا دل پر سکون ہو گیا جو کہ غار حرا سے خوف زدہ اور مضطرب لوٹے تھے' جبریل علیہ السلام کے واقعے سے ڈرے ہوئے نظر آ رہے تھے' اب مطمئن نظر آنے لگے تھے' سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

((كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ اَبَدًا' اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ' وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ))[1]

"ہرگز نہیں' اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا' آپ تو صلہ رحمی

---

[1] صحیح البخاری' بدء الوحی' باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ' ح: ۳' اور یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں' لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں' فقیروں کو کما کر دیتے ہیں' مہمان نوازی کرتے ہیں اور حوادثات زمانہ پر مدد کرتے ہیں۔

اور اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ وہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جس کے پاس گذشتہ انبیاء و مرسلین علیہم اسلام کا علم تھا' تاکہ اس کی باتیں سن کر آپ کو مزید راحت واطمینان حاصل ہو۔[1]

مسلمانوں کے فیصلوں میں عورت کو شریک کرنا اور ان کے اہم معاملات میں اس سے مشورے لینا نہایت ضروری ہے کیونکہ مسلمان طبقہ اس کی دعاؤں' مال' عمل اور اپنے فیصلوں میں ایک دوسرے پر شفقت کی سچی اور خالص نیت کا محتاج ہوتا ہے اور یہ تمام چیزیں عورت سے حاصل ہوتی ہیں اور اگر کچھ نہ ہو تو یہی کافی ہے کہ وہ شر و فساد سے روکنے کا باعث بنے' دین کے لیے ہر عطیہ و ہدیہ دینا چاہئے اور غنیمت سمجھنا چاہئے۔

جب ہجرت نبوی کے وقت اسماء بنت ابی بکر نے نبی کریم اور اپنے والد محترم کا سامان تیار کیا' یہ دونوں ہستیاں مصروف سفر تھیں اور وہ کھانے والا توشہ دان اور پانی والا مشکیزہ وغیرہ سامان سفر جمع کر رہی تھی' لیکن دونوں چیزوں کا منہ بند کرنے کے لیے اسے کوئی دھاگہ نہ ملا تو انہوں نے اپنا کمر بند یعنی سر کا پٹکا پھاڑ کر دو حصوں میں تقسیم کر لیا' ایک کے ساتھ توشہ دان کا منہ بند کیا اور دوسرے کے ساتھ مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔ غور کیجئے یہ ایک عظیم عورت دین کے لیے کچھ عطیہ دے رہی ہے اور اپنی کوشش صرف کر رہی ہے خواہ اس کے پاس ایک کمر کے سوا کچھ بھی نہیں۔

میری محترم اور معزز بہن ...... تیرے پاس اس ایک کمر بند سے بڑھ کر بے شمار وسائل و ذرائع ہیں' تو ان کی مالک ہے لیکن کیا تیرے دل میں دین الٰہی کی نصرت کا جذبہ و عزم موجود ہے؟ عورت پر لازم ہے کہ اپنی وسعت و طاقت کے مطابق دین الٰہی کی نصرت کرے کیونکہ مسلمانوں پر نازل ہونے والی مصیبتوں اور تباہیوں کا شکار صرف مرد نہیں ہوتے......

---

[1] صحیح البخاری' بدء الوحی' باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ' ح ۳' (۱/ ۴) یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتیں ان سے الگ نہیں ہیں' اس لیے وہ اپنی استطاعت کے مطابق ضرور حصہ ڈالیں۔ ذرا اس منظر کو تصوری نگاہ سے دیکھیے جب پیارے رسول علیہ السلام ایک عورت کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہیں' اس امت کا اس وقت کا ایک عظیم معاملہ زیر بحث تھا اور وہ کائنات کے سب سے مقدس گھر بیت اللہ الحرام کے متعلق کلام میں مصروف تھے' لیکن اس معاملے کو عظیم دیکھتے ہوئے آپ نے اسے عورت کے سامنے پیش کرنا اور اس کے گوش گزار کرنا حقیر نہ سمجھا' اس کے ساتھ اس موضوع کے متعلق بات چیت کرنے میں کچھ حرج محسوس نہ کیا اور اس سے فرمایا:

((لَوْلَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلَى أُسَاسِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا))[1]

''اگر تیری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں خانہ کعبہ کو گرا کر اسے ابراہیمی بنیادوں پر تعمیر کرتا' قریش نے اس کی عمارت کم کردی تھی اور میں اس کا ایک دروازہ پچھلی جانب بنا دیتا۔''

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

((إِنَّ قَوْمَكِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ))

''تیری قوم کے پاس خرچہ کم ہو گیا تھا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اس کا دروازہ اتنا بلندی پر کیوں ہے؟ آپ نے جواب دیا:

((فَعَلَ ذٰلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاؤُوْا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاؤُوْا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُ هُمْ بِالْجَاهِلِيَّهِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ ' أَنْ أُدْخِلَ الْجَدَرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ))[2]

---

[1] صحیح البخاری' الحج' باب فضل مکة وبنیانها ح : ۱۵۸۵' (۲/ ۱۹۰)صحیح مسلم' الحج' ۱۳۳۳۔

[2] صحیح البخاری' الحج' باب فضل مکة وبنیانها' ح: ۱۵۸۴'(۲/ ۱۹۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تیری قوم نے یہ کام اس لیے کیا تھا کہ وہ جسے چاہیں اس میں داخل کر سکیں اور جسے چاہیں اس سے روک سکیں اور اگر تیری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی اور مجھے ان کے دلوں کے تبدیل ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں حطیم کی دیواروں کو بھی بیت اللہ میں داخل کر دیتا اور اس کے دروازے کو زمین کے ساتھ ملا دیتا۔''

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

((فَهَلُمِّي لِأُرِيَكِ مَا تَرَكُوا مِنْهَا))

''آؤ تجھے وہ حصہ دکھلاؤں جو انھوں نے چھوڑ دیا تھا۔''

راوی کہتے ہیں کہ آپ نے انہیں تقریبا سات ہاتھ جگہ دکھلائی۔[1]

مسلمانوں کے فیصلوں میں سے ایک عظیم اور اہم فیصلہ ...... اور اس میں ایک عورت سے مکالمہ ...... اس دور میں مسلمانوں کے کس قدر کثرت سے فیصلے ہونے والے ہیں بلکہ ان کے غم اور افسوس کس قدر ہیں ...... بے شمار زخم اور درد......

امت مسلمہ کو اپنے جگر کے ٹکڑوں کی زبردست ضرورت ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت' عورت کو امت کے فیصلوں کو سمجھنے اور اس کی نصرت کے معاملے میں مرد سے کچھ کم حیثیت حاصل نہیں ...... خواہ مال کے ساتھ کسی یتیم کی غم خواری کرے' یا کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے یا اللہ رب العالمین کے حضور صدق دل سے دعاء کرے کہ مسلمانوں کو جن آزمائشوں اور مشکلات کا سامنا ہے' اللہ ان سے نجات دلائے یا اپنے خاوند اور گھر والوں کو اس کام کی ترغیب دے۔

www.KitaboSunnat.com

---

[1] صحیح مسلم' الحج ح: ۱۳۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکلات برداشت کر کہ اللہ کا سودا قیمتی ہے

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ ایک سودا کرنا چاہتا ہے اور وہ ہے جنت کا' جو شخص اسے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ محنت' کوشش' کاوش' جدوجہد اور تگ و دو کی پنڈلی سے کپڑا ہٹا لے یعنی خوب محنت کرے۔

نماز' روزہ' حج اور جہاد وغیرہ جتنی بھی عبادات ہیں: سب کی سب محنت طلب کام ہیں' یہ عبادات مسلمان مرد و عورت سے بہت کوشش اور جدو جہد کا تقاضا کرتی ہیں' غیر مسلم لوگ مثلاً: کفار و مشرکین اور بے دین لوگ جو اپنے رب کی اطاعت سے بھاگ جاتے ہے' اے مسلمانو! ان کے متعلق یہ نہ گمان کرنا کہ وہ راحت و آرام میں ہیں' ہرگز نہیں' اللہ کی قسم! وہ ایسی مشقت و تکالیف میں مبتلا ہیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے' ظاہر میں تمہیں سہولتوں والے نظر آئیں گے لیکن درحقیقت ایسی پریشانیوں میں مبتلا ہیں جن کا تم اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ﴾ (البلد:۹۰/ ۴)

''ہم نے انسان کو تکلیف کی حالت میں رہنے والا بنایا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ۝﴾ (الانشقاق:۸۴/ ۶)

''اے انسان! تو اپنے پرور دگار کی طرف پہنچنے تک کوشش کرتا ہی رہے گا پھر اس سے مل جائے گا۔''

ان آیات میں انسان کے لفظ میں مسلمان' کافر اور مرد و عورت سب شامل ہیں۔

اور اس آیت میں جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذکر ہے اس سے نصیحت حاصل کرو کیونکہ یہ ملاقات یا تو اس حالت میں ہوگی کہ اے انسان! تو اطاعت گزار ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش ہوتا ہے یا پھر کفر وضلالت کی حالت میں ملاقات ہوگی جس سے اللہ ہی پناہ عطا فرمائے۔"

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنَّ مَا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ))[1]

"دنیا میں جو کچھ باقی رہ گیا ہے' یہ سب فتنہ وآزمائش ہے۔"

ہم دور صحابہ اور دور حاضر کا موازنہ کریں تو صاف پتہ چلے گا کہ امہات المؤمنین اور صحابہ کرام کی عورتیں جن مناسک حج اور اعمال حج کو ادا کیا کرتی تھیں آج بھی مسلمان عورت انہی کو ادا کر رہی ہے' لیکن دونوں زمانوں کے اسباب و وسائل میں بہت زیادہ فرق ہے۔ اس وقت جو ذرائع آمدورفت اور دولت کی ریل پیل ہے اس وقت حالات ایسے نہیں تھے۔ دور حاضر میں تو حج یوں ہو چکا ہے کہ بعض لوگ اس کا نام رحلت خفیفہ۔ ہلکا سا سفر رکھتے ہیں۔

میدانوں میں ٹھنڈک کا انتظام ہو چکا ہے' حج کے مقامات ایئر کنڈیشنڈ ہیں' طریقہ حج کی راہنمائی آسان ہو چکی ہے۔ ٹھنڈا پانی عام ہے' ذرائع آمدورفت اور گاڑیاں بے شمار ہیں' خدام حجاج بکثرت ہیں جو حاجیوں کی خدمت میں رغبت اور شوق وذوق سے مصروف عمل ہیں۔

یہ مشاہدے کی بات ہے کہ رسول ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں شامل ہونے والی عورتوں نے اس حج میں ہر طرح کی مصیبت ومشقت اور مشکلات برداشت کیں لیکن عصر حاضر میں عورتیں حج کی بھیڑ کو دیکھ کر اور اس کی مشقت دیکھ کر بے قراری اور بے چینی سے اف اف کرنے لگتی ہیں۔

یاد رکھیے' کہ نعمتیں ہمیشہ نعمتوں ہی سے حاصل نہیں ہوا کرتیں بلکہ بسا اوقات نعمتوں کے حصول کے لیے کچھ تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں اور یہی تکالیف اس نعمت کی قیمت

[1] دیکھیے ابن المبارک کی الزھد: (۵۹۶)۔ یہ معاویہ بن ابی سفیان سے مروی ہے' اسے البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے' دیکھیے الصحیحۃ' ح: ۱۷۳۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار پاتی ہیں۔رسول ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ)) [1]

''سن لو! اللہ کا سودا مہنگا ہے' بے شک' اللہ کا سودا جنت ہے۔''

کبھی پسینے میں شرابور ..... کبھی تھکاوٹ سے چور..... لیکن اللہ کی ذات کے لیے سب ہو رہا ہو' اس طرح ہی اللہ کی عبادت ہوتی ہے جس میں جدوجہد کرنا لازمی ہوتا ہے اور خصوصاً بدنی عبادات مثلاً نماز اور روزے میں تو بہت ہی مشقت ہے.....اور حج کا تو کہنا ہی کیا' جس میں بدن اور مال دونوں کو مشقت میں ڈالنا پڑتا ہے' یہ اس کی امتیازی خوبی ہے' اس میں مال' صبر اور مسلم عورت کی مشقت سب کا سامنا کرنا پڑتا ہے' اس لیے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے جہاد عظیم قرار دیا تھا۔[2]

دعائے عاجزانہ

میں اللہ عزوجل سے دعاء گو ہوں کہ وہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے نیک اعمال قبول فرمائے' انہیں خالص اپنی ذات کے لیے بنالے' ہمیں آسانی کی توفیق دے۔ مشکلات سے محفوظ رکھے اور ہم کو' ہمارے والدین کو اور سب مسلمانوں کو معاف فرمائے۔(آمین۔ثم آمین۔یا رب العالمین) وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

---

[1] جامع الترمذی' صفة القیامة' باب من خاف ادلج وسلعة اللہ غالیة' ح: ۲۴۵۲ (۷/ ۱۶۰) یہ سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے' مرفوعاً ثابت ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح سنن الترمذی' ح: ۱۹۹۳

[2] صحیح البخاری' الجهاد والسیر' باب جهاد النساء' ح: ۲۸۷۶ (۳/ ۲۹۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مومنات کا حج

ہر مومن عورت زندگی
بھر صرف اس لیے تڑپتی رہتی ہے کہ وہ زیادہ
نہیں تو صرف ایک دفعہ ہی اللہ تعالیٰ کے گھر ''بیت اللہ'' کی زیارت
کی سعادت حاصل کر لے۔ اس مقصد کے لیے وہ ہر طرح کے جتن کرتی ہے۔ محنت مشقت کرتی ہے، وسائل جمع کرتی ہے، زندگی کے دھندوں اور مصروفیتوں سے قطع تعلق ہو کر وقت نکالتی ہے اور یکسو ہو کر حج کے لیے اللہ کے گھر پہنچ جاتی ہے۔ حج مومن عورت اور مرد پر زندگی میں ایک دفعہ فرض کیا گیا ہے۔ اگر کسی بہن کو یہ بتا دیا جائے کہ اتنی محنتوں کوششوں کے بعد اس نے جو حج کیا ہے وہ قبول نہیں ہوا، تو اس کا کیا حال ہوگا؟...... اس کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حقیقت میں ہے بھی ایسا ہی کہ ہماری اسلام سے محبت رکھنے والی خواتین اسلام ہر طرح کی تکلیف برداشت کر کے فریضہ حج ادا کرنے حرمین تو پہنچ جاتی ہیں لیکن ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حج کیسے کرنا ہے کہ جس کو اللہ کریم قبولیت کی سند عطاء کر کے اپنی رضا اور بندے کی کامیابی کا سرٹیفکیٹ عطاء کر دیں۔ صحیح احادیث کی روشنی میں سنتِ رسول ہاشمی کے مطابق مومنات کے لیے حج کے مخصوص احکام کیا ہیں؟...... اور یہ حج مومنات طیبات، عابدات و حافظات کو کیا سبق اور درس دے کر جاتا ہے۔ اور حج کے فریضہ کی ادائیگی ان سے کیا کیا تقاضے کرتی ہے؟؟...... ایسی ہی روشن و منور راہنمائی یہ کتاب مومنات کو مہیا کرتی ہے، کہ جس کی روشنی میں وہ اپنے حج کو کامیاب و کامران بنا سکتی ہیں اور اللہ رب العزت کو خوش کر سکتی ہیں۔

یہ کتاب خواتین اسلام کو قرآن و سنت کی روشنی میں عمرہ کرنے کا طریقہ بھی سکھاتی ہے۔ اس لیے یہ کتاب حج اور عمرہ کرنے والی خواتین کے لیے ایک راہنما و قائد بھی ہے اور گرانقدر تحفہ بھی!!

یہ کتاب حج و عمرہ کے دوران خواتین کے مخصوص مسائل جو مردوں سے
ہٹ کر ہیں، کو بھی کھول کر بیان کرتی ہے۔

محمد طاہر نقاش

DARULIBLAGH

دار الابلاغ

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

عطاء الرحمٰن